"راہِ حزن"

# انتساب

NOVEL HUT

اللہ کی مدد سے لکھی یہ تحریر

اپنے آباؤ اجداد کے نام کرتی

ہوں

وہ بہادر لوگ جنہوں نے

ہمارے سکون کے لیے لاکھوں

قربانیاں پیش کیں۔

NOVEL HUT

# پیش لفظ

ایک مہاجر خاندان سے تعلق
رکھتے ہوئے میں نے بچپن سے
ہجرت کے قصّے سنے تھے۔ تب
میرا جی چاہتا تھا کہ میں ان

NOVEL HUT

سب واقعات کو کہانی کی شکل
میں اتاروں۔ مگر اس وقت میرا
لکھائی سے دور دور تک کوئی
واسطہ نہیں تھا۔ ہاں لکھائی کا
خواب میرے دماغ کے گوشوں
میں ضرور تھا۔

NOVEL HUT

میں جب بھی اپنی دادی جان یا
نانا جان کے پاس بیٹھتی تھی تو
ان سے ہجرت کے بارے
سوال کیا کرتی تھی۔ ان تمام
مشکلات اور تکالیف کے بارے
میں سنتی تھی جو انہوں نے اس

NOVEL HUT

سفر میں برداشت کی تھیں۔ ان

اپنوں کے بارے میں سنتی تھی

جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے۔ وہ

جنہیں وہ ان راہوں میں ہی

کہیں کھو آئے تھے، ہمیشہ کے

لیے۔ تب میں نے فیصلہ کیا تھا

NOVEL HUT

کہ جب بھی مجھے موقع ملا میں

اپنے قلم سے ان کی تمام

تکالیف لکھوں گی۔ اور اس

خواب کے پیش نظر 'راہ حزن'

لکھنے کا خیال خدا نے میرے

دل میں لایا اور اسے پایہ تکمیل

NOVEL HUT

تک پہنچانے کی ہمت بھی عطا

کی۔

'راہ حزن' یہ نام اپنی پہلی تحریر

لکھتے ہوئے میرے ذہن میں آیا

تھا۔ مگر تب ہی میں نے سوچ

لیا تھا کہ یہ نام کسی اور تحریر

NOVEL HUT

کے لیے محفوظ ہو جانا

چاہیے۔تب سے یہ نام خاص

اسی تحریر کے ساتھ منسوب کر

لیا تھا۔

ان سب واقعات کو کہانی کی

صورت میں لکھتے ہوئے ایک ہی

NOVEL HUT

ڈر تھا کہ 'کیا میں ان سب مناظر

اور واقعات کا حق اچھے سے ادا

کر بھی پاؤں گی یا نہیں؟' مگر

جب یہ کہانی مکمل ہوئی اور کئی

آن لائن ویب سائیٹوں پر شائع

ہوئی۔ اس پر لوگوں نے اپنے

NOVEL HUT

خیالات اور تبصرے پیش کیے تو

مجھے اطمینان ہوا کہ کافی حد تک

میں اس کا حق ادا کرنے میں

کامیاب ہو گئی ہوں۔ جن

تکالیف سے ہمارے آباؤ اجداد

گزرے ہیں انہیں قلم سے ویسا

NOVEL HUT

ہی بیان کرنا شاید ناممکن ہے۔

مگر اس کی ایک معمولی سی

کوشش کرتے میں نے یہ قصہ

لکھا ہے۔

اپنے پرکھوں کی جدوجہد کو کہانی

میں اتارنے کے لیے مجھے چننے

NOVEL HUT

اور پھر اسے کتابی شکل میں

تبدیل کروانے کے لیے میں

اپنے رب کی سب سے زیادہ

شکر گزار ہوں۔ وہ جس نے مجھے

قلم کا بہترین استعمال سکھایا۔

اس کے بعد میں اپنے والدین کی

NOVEL HUT

بے حد محسن ہوں، جنہوں نے

محنت سے مجھے پڑھا لکھا کر اس

مقام تک پہچایا کہ میں لکھنے کے

قابل ہو سکی۔

NOVEL HUT

کسی انسان کے لیے ماں باپ

کے بعد اس کے وہ ساتھی

ہوتے ہیں جو ہر قدم پر اس کا

ساتھ دینے ہیں۔ جب اس کا

حوصلہ پست ہوتا ہے تو وہ اس

کی ہمت باندھتے ہیں۔ میرے

لکھنے کے اس سفر میں بھی کسی

بھی طرح مجھے سہارا دینے کے

NOVEL HUT

لیے موجود ان دوستوں کا بھی

دل سے شکریہ۔ سب سے پہلے

میں فاطمہ ادریس کا شکریہ ادا

کرنا چاہوں گی جن کا کردار اس

سفر میں سب سے زیادہ ہے۔

جنہوں نے ہمیشہ میرے مسائل

NOVEL HUT

سنے اور مجھے ان کے بہترین حل

پیش کیے۔ جس سے میں اپنی

لکھائی پر بھرپور توجہ دینے میں

کامیاب ہو سکی۔

اس کہانی کا خاکہ سب سے پہلے

میں نے عروج فاطمہ کو بھیجا

NOVEL HUT

تھا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ کیا

میں اس تحریر کو اس کی شان

کے مطابق لکھ بھی پا رہی ہوں

یا نہیں۔ تب انہی کے تبصرے

نے مجھے اس کہانی کو تکمیل تک

لے جانے تک کا حوصلہ دیا۔

NOVEL HUT

ان کے ساتھ کے لیے میں ان
کی مشکور ہوں۔

اس کے بعد عنبر عرفان اور
اریبہ اعظم نے اپنے قیمتی اور
مصروف اوقات کار سے میرے
لیے وقت نکال کر، اس کہانی کی

NOVEL HUT

تصحیح کروا کر اسے مزید نکھارنے

میں میری مدد کی۔ اور وقت سے

قیمتی کوئی ہدیہ نہیں ہو سکتا۔ ان

کی خدمات کے لیے میں تہ دل

سے ان کی مشکور ہوں۔ عمامہ

زھرا اور میرب فیاض کا بھی

NOVEL HUT

شکریہ جن کی موجودگی نے

میرے وقت کو اچھا بنایا۔

اس سب کے علاوہ میں اپنے

ان تمام قارئین کا شکریہ ادا

کروں گی جنہوں نے میری تحریر

کو پڑھا اور پیار دیا۔ آپ سب

NOVEL HUT

کے بغیر ایک لکھاری کا وجود

بے مول ہوتا۔ آپ کے حوصلہ

بھرے پیغامات ہی وہ ایندھن

ہیں جو ایک لکھاری کو لکھتے

رہنے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔

NOVEL HUT

آخر میں ان تمام آن لائن ویب

سائیٹوں کا شکریہ جنہوں نے

میری تحاریر کو شائع کرتے

ہوئے مجھے یہ یقین دلایا کہ میں

بھی ایک قابل لکھاری ہوں۔

NOVEL HUT

⁂

NOVEL HUT

کچھ ملن ادھورے رہتے ہیں

کچھ ڈوریاں ٹوٹ بھی جاتی ہیں

سنگ چلنے والے ہمراہی بھی

رستوں سے بھٹک ہی جاتے ہیں

کچھ یادیں ہر دم آنکھوں میں

کسی خواب کی مانند رہتی ہیں

NOVEL HUT

کچھ پل سحر کے عالم میں

کئی وعدے ازل کے ہوتے ہیں

انہی عہدِ وفا کے سنگ ہی تو

کئی برس بیتانے ہوتے ہیں

جب سنگ میں چلنے والوں کی

راہیں بھی جدا ہو جاتی ہیں

NOVEL HUT

تب راہِ حزن پر آوارہ ہی

کچھ راہی اور مل جاتے ہیں

اک بات کو قاری یاد رکھو

وہ لوگ بھی جن کی خاطر تم

جیتے ہو اور جینا چاہتے ہو

اک دن سب چھوڑ ہی جاتے ہیں

NOVEL HUT

کئی چاہتوں کا ماتم ہوتا ہے

کئی خوشیاں قربان ہوتی ہیں

پھر وقت کی چالوں سے ہاری

کئی یادیں باقی رہتی ہیں

نئے قصے لکھنے کی خاطر

کچھ پنے ادھورے رہ جاتے ہیں

NOVEL HUT

٭ ٭ ٭

٦ ستمبر ١٩٦٥ ۔۔۔

یہ تاریخ دیکھتے ہی ہمارے ذہن کے

گوشوں میں "یوم دفاع" اور اپنے

بہادر لوگوں کی داستانیں آبستی

NOVEL HUT

ہیں۔ یہ قصہ تو ہمیں بچپن سے سنایا
جاتا ہے کہ، رات کے اندھیرے
میں بزدلوں کی طرح حملہ کرنے
والے اپنے کم ظرف دشمن کو
ہماری بہادر فوج اور حوصلہ مند
قوم نے ہار کا مزہ چکھایا تھا۔ کئی

NOVEL HUT

دن مسلسل چلنے والی اس جنگ

میں پاکستانیوں کی دلیری کی

داستانیں تو ہم نے کتابوں میں

بہت پڑھی ہیں مگر کیا ۱۹۶۵ میں

صرف جنگ ہی ہوئی تھی؟

NOVEL HUT

جنگوں میں ان خون خرابوں اور

تباہی کے علاوہ بھی بہت سے

ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جن

کی چھاپ کئی نسلوں تک محسوس

کی جاتی تھی۔ کچھ ایسا جو انسان

کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

NOVEL HUT

جو اس کے دل کو جیتے جی مار
دیتا ہے۔ کچھ اپنوں کے غیر
ہونے جیسا۔ بدن سے روح کے
جدا ہونے جیسا۔ اپنے ہی دل
کو زخمی کرنے جیسا۔

NOVEL HUT

ہاں میں اپنوں کو اور اپنی آبائی جگہ

کو چھوڑنے کی بات کر رہی ہوں۔

ان گلیوں کوچوں کو خیرباد کہنے کی،

جن سے آپ کے دل و جاں وابستہ

ہوں۔ جانی پہچانی راہوں سے

انجانی راہوں کی طرف جانے کی۔

NOVEL HUT

اپنے احباب اور ان لوگوں کو

چھوڑنے کی جن سے آپ کے دل

جڑے ہوں۔ ہاں میں "ہجرت" کی

ہی بات کر رہی ہوں۔

NOVEL HUT

میں بات کر رہی ہوں سن

۱۹۶۵ میں جنگ کے باعث ہونے

والی ہجرت کی۔ جب کشمیر کے

بہادر مگر مظلوم باسی، اپنی خواتین

کی عزتیں اور اپنے بیٹوں کی جانیں

بچانے ایک ایسے دیس کی طرف

نکلے تھے جس نے انہیں ابدی

تحفظ دینا تھا۔ جہاں ان کی نسلیں

NOVEL HUT

بغیر خوف کے پرورش پا سکیں۔ وہ
جو امیدوں کے چراغوں کی روشنی
میں اپنی بہشت جیسی وادی کو
الوداع کہہ کر نکلے تھے ایک نئے
دیس کی طرف۔ جموں کشمیر سے
پاکستان کی طرف۔

NOVEL HUT

تاریخ کے پنوں کو پلٹاتے، ان پر
اٹی دھول اڑاتے، الفاظ کو واضح
کرتے کہانی جاننے کے لیے ان
میں غوطہ زن ہوں تو کئی ایسی
کہانیاں منظر عام پر آئیں گی۔ وہ
کہانیاں جنہیں پڑھتے دل سہم

NOVEL HUT

جائیں۔ آنکھیں نم اور دل ان

لوگوں کی بہادری کو داد پیش

کرنے کو تیار ہو جائیں۔

ایسی ہی ایک کہانی کو جانتے

ہیں۔ ایک ادھوری مگر

خوبصورت داستان۔

NOVEL HUT

* * *

کہانی شروع ہوتی ہے ایک ایسے

دیس میں جہاں امن عارضی ہوتا

ہے۔ جہاں معصوموں کا خون

جھرنوں کی مانند بہتا ہے۔ صرف

اس لیے کیونکہ وہ اپنا دیس

NOVEL HUB

چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے اور

نہ ہی کسی مکار کا راج برداشت

کرتے ہیں۔ میں بہادروں کے اس

وطن کی بات کر رہی ہوں جہاں

جوان آزادی کے لیے آج تک بے

دریغ اپنی جانوں کے نظرانے پیش

NOVEL HUT

کرتے ہیں۔ ہاں میں بات کر رہی

ہوں دنیا کی جنت "کشمیر" کی۔

جموں کشمیر کے حالات اکثر کشیدہ

ہی رہتے ہیں۔ کبھی بھی کچھ بھی

ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ خوف

اور موت کی تلوار ہر وقت لہراتی

NOVEL HUT

رہتی ہے۔ سکون کی ہوا چلتی ہے

مگر کچھ وقت کے لیے اور پھر

اسی ہوا سے بغاوت کی بو آنے

لگتی ہے۔ متنازعہ جگہوں پر یہی تو

ہوتا ہے جنگیں، خون خرابہ اور

ہجرتیں۔

NOVEL CUT

اگر تقسیم کے وقت فرنگی اپنی

بے ایمانی سے باز آجاتے تو شاید

کتنی جانیں سکون حاصل کرتیں۔

مگر نہیں وہ تو ہمیشہ سے دغاباز

تھے۔ اپنی دائمی خصلت کی ہی بنا

پر تقسیم کے وقت دھوکے اور

NOVELHUT

فریب کا ایک ایسا بیج بو دیا گیا جس
نے اب تک دو اکٹھے رہنے والے
دیسوں کو ایک دوسرے کے خون
کا پیاسا بنا دیا۔ اس سب میں ہمیشہ
سب سے زیادہ پسنے والے کشمیر
کے بہادر باسی ہیں۔

NOVEL HUT

سن ۱۹۹۰---

راجوری، ضلع پونچھ، مقبوضہ

کشمیر---

جنت نظیر کہلانے والی ایک

حسین وادی مقبوضہ کشمیر۔ اپنے

حسین پہاڑوں، سرسبز و شاداب

NOVEL HUT

وادیوں اور بہتے جھرنوں کی

شفافیت کے ساتھ، خوبصورتی کی

مثال ہے۔ اس خطے میں، پہاڑ کی

چوٹی پر پتھروں اور گارے سے

بنے چھوٹے سے گھر میں، دھوپ

کی کرنیں جالی دار پردے سے چھن

NOVEL HUT

کر کمرے کو روشن کر رہی تھیں۔

کمرے میں دو چار پائیاں اور ایک

طرف لکڑی کی میز اور کرسیاں

سلیقے سے سجائی گئی تھیں۔

ایک خاتون کھڑکی کے پاس کرسی

دھرے، آنکھوں پر چشمہ لگائے،

NOVEL HUT

بڑی مہارت سے کپڑے پر سوئی

دھاگے سے نقش ونگار بنا رہی

تھی۔ بے حد دلچسپی سے اپنے کام

میں مگن، جیسے دنیا کی کوئی پرواہ نہ

ہو۔ چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات

سے عاری تھا۔

NOVEL HUT

کمرے سے باہر آؤ تو دو اور کمرے

تھے اور ایک طرف چھوٹی سی

دیواروں کے پیچھے مٹی کا چولہا

تھا، جس پر ایک دوسری خاتون کچھ

پکانے میں مصروف تھی۔ کھانے

کی خوشبو ہوا کے دوش پر جھوم

NOVEL HUT

رہی تھی۔ دفعتاً باہر سے کسی بچے

کے بھاگنے کی آواز ابھری اور

کمرے کے دروازے پر آکر تھم

گئی۔ کھانا پکاتی عورت نے دیوار

سے جھانکا اور اپنے بیٹے کو کمرے

NOVEL HUT

میں داخل ہوتے دیکھ واپس کام

میں مصروف ہو گئی۔

لکڑی کے در کے کھلنے سے ایک

چڑچڑاہٹ پیدا ہوئی تو کڑھائی کرتی

خاتون نے نظریں اٹھا کر عینک

کے پیچھے سے، اپنی سبزی مائل

NOVEL HUT

سنہری آنکھوں سے دروازے کی

جانب دیکھا۔ کالے بالوں میں اب

ہلکی ہلکی چاندنی اتر رہی تھی مگر اب

بھی پراندھا پہنے چوٹی میں گوندھے

ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

"بُوّا۔۔۔یہ خط آیا ہے پاکستان

سے آپ کے لیے۔" اس بھوری

آنکھوں والے بچے نے لفافہ اس

کی طرف بڑھایا۔

NOVEL HUT

"پاکستان" لفظ پر ہی اس کی دنیا

تھم گئی تھی۔ ایک راحت کی لہر

نے روح تک کو زندگی کا احساس

بخشا۔ آنکھوں میں شبنم اتری۔

آنکھوں میں نمی نے بسیرا کیا۔

"پاکستان سے۔۔۔ کون لایا ہے،

حُسین؟" اب کے خاتون بولی تو

اس کی خوبصورت آواز کپکپائی ہوئی

NOVEL HUT

تھی۔ لرزتے ہاتھوں سے لفافہ

تھاما اور الٹا پلٹا کر بغور دیکھنے

لگی۔

"حلیمہ خالہ ہیں نا وہ پاکستان سے

واپس آئی ہیں۔ وہی لائی ہیں۔"

بچے کی پرجوش آنکھیں اب کے

NOVEL HUT

خط پر جمیں تھیں۔ ان میں ایک

اشتیاق تھا کہ اس رقعے میں کیا

ہوگا۔ خاتون نے بڑی ہی محبت

سے اسے چھوا۔ بھیگی آنکھوں

سے منتظر آنسو اپنی بے تابی کے

پیش نظر بہہ نکلے۔

NOVEL HUT

"آپ رو رہی ہیں؟ آپ پاکستان کے نام پر ہمیشہ رو کیوں دیتی ہیں؟" اس دس سالہ بچے نے اپنی بوّا (پھوپھو) کی آنکھوں میں تیرتے مائع کو دیکھتے، نرمی سے اپنے ننھے ہاتھوں سے اس کے گال سے

NOVEL HUT

آنسو پونچھے۔ اپنی بوا میں اس کی

جان بستی تھی اور اس میں بوا

کی۔ اس نے پریشانی سے

استفسار کیا۔

"پاکستان کے نام پر ہمیشہ رنج کے

آنسو آتے تھے تمہاری بوّا کی

NOVEL HUT

آنکھوں میں مگر آج پہلی بار اس نام

کو سن کر خوشی کے آنسو آئے

ہیں۔" اپنے دوپٹے سے نم آنکھیں

پونچھتے، ایک مسکراہٹ کے ساتھ

کہا۔ وہ ہنوز لفافے کو جذب

نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جیسے

NOVEL HUT

نظر ہٹائی تو کوئی اس قیمتی متاع کو

چرا لے جائے گا۔

"آپ کھولیں نا اسے۔" پر تجسس

سا حسین پھر سے بولا۔

"پہلے اس خدا کا شکر ادا کروں گی۔

پھر لفافہ کھولوں گی۔ بہت دعائیں

NOVEL HUT

کی تھیں اس ایک خط کے لیے میں

نے۔" نرمی سے بچے کا ہاتھ لبوں

سے لگاتے کہا۔

"پتہ ہے جب حلیمہ خالہ نے کہا نا کہ

تمہارے گھر کے لیے خط آیا ہے تو

مجھے پتہ تھا آپ کے لیے ہی آیا

NOVEL HUT

ہوگا۔ میں لے کر سیدھا آپ کے

پاس آیا۔" اس نے معصوم

مسکان کے ساتھ جیسے اپنا کارنامہ

سنایا۔

NOVEL HUT

"اور تمہیں کیسے پتہ کہ یہ میرے لیے آیا ہوگا؟" اپنی چیزیں سمیٹتے وہ اٹھی۔

"کیونکہ میں چھوٹا سا تھا تب سے آپ کو پاکستان سے خط کے آنے کا انتظار تھا۔ تو اب یہ کسی اور

NOVEL HUB

کے لیے ہو سکتا تھا کیا؟" اس بچے نے مسکراتے کہا اور اپنی بوّا کو دیکھنے لگا۔ اس کا چہرہ بھی کھل سا گیا۔ آج پہلی بار حسین کو اس کی مسکراہٹ مکمل لگی تھی۔

NOVEL HUT

چیزیں سمیٹتے اب وہ وضو کے لیے

باہر نکل گئی۔

"کون سی نماز پڑھنے لگی ہیں آپا اس

وقت؟ ابھی تو عصر کا وقت نہیں

ہوا۔" کھانا پکاتی خاتون اب کے

NOVEL HUT

سب سمیٹ رہی تھی۔ اسے وضو

کرتے دیکھ حیرانی سے سوال کیا۔

"امی، بوا کا خط آیا ہے پاکستان

سے۔ اس لیے۔" حسین جو کہ لوٹا

پکڑے اپنی پھوپھو کو وضو کروا رہا

تھا پرجوش انداز میں بولا۔ پانچ

NOVEL HUT

سال کی عمر سے اس کی عادت تھی

کہ وہ اپنی پھوپھو کو خود وضو کروایا

کرتا تھا۔

"واقعی۔۔۔؟" حیرت سے جیسے

وہ بھی ایک جگہ جم سی گئی۔ اب

کہ بچے نے صرف سر ہلانے پر

NOVEL HUT

اکتفاء کیا۔ اس خاتون نے آسمان
کی طرف دیکھتے شکر ادا کیا۔ کیا
اس خط کا انتظار صرف اس کی
بوا کو تھا؟ نہیں اس ایک پیغام کا
انتظار اس کے گھر کی درودیوار کو

NOVEL HUT

بھی تھا۔ مگر جتنا حق اس کی بوا

کا تھا اتنا کسی کا نہ بنتا تھا۔

پاکستان میں تو اس کا قیمتی اثاثہ

تھا۔ اس کی زندگی کا حاصل اور

لاحاصل بھی۔ وہی جس کا انتظار

اسے ہمیشہ سے تھا مگر اس کی تو

NOVEL HUT

خبر تک نہ تھی۔ مگر وہ آج تک

راہ تک رہی تھی اور آج اس

کے انتظار کا انعام موصول ہوا

تھا۔ اس کے اپنوں کی خبر کی

صورت میں۔

NOVEL HUT

وضو سے فارغ ہونے کے بعد، وہ

واپس کمرے میں آئی۔ حسین

بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا

تھا۔ اب وہ جائے نماز بچھا رہی

تھی اور پھر نماز پڑھنے لگی۔ حسین

بھی کرسی پر بیٹھا مسلسل اسے

NOVEL HUT

دیکھنے لگا۔ آنکھوں میں خوشگوار

حیرت سموئے۔

اس نے غور کیا کہ آج اس کا سجدہ

بھی طویل تھا۔ عجلت نہیں تھی

وہاں۔ شکرانہ ادا کرتے ہوئے

عجلت سے کام نہیں لیا جاتا نا۔

NOVEL HUT

مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ جس خط کا

انتظار سالوں سے تھا، اس کو پڑھنا

اس کی بوّا کے بوسیدہ دل کو مکمل

طور پر ڈھا دے گا۔

شکرانے کے نوافل کے بعد وہ

خاتون واپس کرسی پر آئی۔ میز پر

NOVEL HUT

پڑا لفافہ اٹھایا، الٹا پلٹا کر دیکھا

بھیجنے والے کا نام کہیں نہیں تھا۔

سو اس نے بے حد احتیاط سے

کھولنا شروع کیا۔ جیسے اگر لفافہ

پھٹا تو اس کا دل بھی پھٹ جائے

گا۔

NOVEL HUT

حسین کی نظریں اب اس خاتون پر

جمیں تھیں۔ کاغذ کا ایک تہہ شدہ

ٹکڑا برآمد ہوا۔ اس نے محبت سے

اسے چھوا۔ ایک، ایک تہہ

کھولتے دونوں کے دلوں کی دھڑکن

بڑھ رہی تھی۔

NOVEL HUT

اب کے صفحہ کھل چکا تھا آنکھیں

بھر آئیں تھیں۔ یہی تو اس کے

استقبال کا حق تھا کہ اسے شکرانہ

ادا کر کہ کھولا جائے۔ آنسوؤں کی

سلامی پیش کی جائے۔

NOVEL HUT

الفاظ کی سیاہی اپنی رنگت کھوتے
مدھم ہو چکی تھی۔ یوں جیسے کئی
سالوں سے خط لکھ کر رکھا گیا ہو،
اس کے حقدار تک پہنچائے جانے
کے لیے۔ صفحے پر جگہ جگہ آنسوؤں
کے نشانات اور پھیلی سیاہی

NOVELHUT

کاتب کے دل کے حالات بخوبی

بیان کر رہی تھی۔

اب کے اس کی اور خاتون کی

نظریں الفاظ پر گردش کرنے

لگیں۔

NOVEL HUT

"کشمیر جیسی سبز و سنہری آنکھوں

والی نرگس جبین !

(ایک مسکان پھیلی آنکھوں کی نمی

بڑھی، ڈھرکن نے بھی رفتار

پکڑی۔ ایسے تو اس کا نام صرف

ایک شخص ہی لیا کرتا تھا۔ مگر کیا

NOVEL HUT

یہ خط اس نے لکھا تھا؟ نہیں، یہ

لکھائی اس کی قطعی نہیں تھی۔

اس کی لکھائی پہچاننے کے معاملے

میں نرگس جبین کبھی غلط ہو سکتی

تھی کیا؟)

NOVEL HUT

یہ رقعہ جانے کس سال تم تک پہنچے
مگر میں یہ اس وقت لکھ رہی ہوں
جب پاکستان میں ہمیں اپنا ایک
ٹھکانا مل گیا ہے۔ امید ہے خدا
نے تمہیں بہت خوشیوں سے نوازا
ہوگا کیونکہ تم ان کی مستحق ہو۔

NOVEL HUT

'چندا' شاید اب تک تمہارے ساتھ

نہ ہو مگر مجھے یقین ہے تم نے اس

کا بہت اچھے سے خیال رکھا ہوگا۔

(ایک اونی سفید ننھی سی جان

پہاڑوں پر پھدکتی اس کی نگاہوں

کے سامنے واضح ہوئی۔ اور پھر

NOVEL HUT

بھوری مٹی میں اسے دفناتے

ہوئے اپنے ہاتھ اور اس کا

آخری لمس اور دیدار۔)

یہاں سب خوش ہیں۔ زندگی کا

کام ہے گزرنا وہ گزر رہی ہے۔ مگر

NOVEL HUT

میری زندگی رک گئی تھی تب ہی

جب میں نے اپنوں کو چھوڑا تھا۔

میری شادی ہو چکی ہے۔ مگر اس

پر پھر کبھی بات کریں گے۔

پہلے اپنے اس خاص شخص کا ذکر

کرتی ہوں۔ جو میری طرح

NOVEL HUT

تمہارے لیے بھی بہت اہم تھا۔

میں جانتی ہوں کہ یہ خبر بہت

بھاری ہے مگر شاید اس کو جاننے کا

سب سے زیادہ حق تمہارا

ہے۔۔۔۔۔" آگے کے الفاظ

پڑھتے سبز و سنہری آنکھوں میں

NOVEL HUT

سیلاب سا امڈ آیا، منظر دھندلا
گئے۔ دھڑکن جیسے تھمنے کی ضد
کرنے لگی۔ دل جیسے بے وفائی اور
دغا کرنے لگا۔ ایک آبشار سی
گالوں پر لڑکھی۔ مزید پڑھنا مشکل
ہوگیا۔ کیا وہ اتنے سالوں سے اس

NOVEL HUT

خبر کے لیے بے تاب تھی۔ حلق

میں آنسوؤں کا ایک پھندا سا آلگا۔

بھوری آنکھوں نے بھی وہ جملے

بخوبی پڑھے۔ اس کی آنکھیں بھی

نم ہوئیں۔ ایک دکھ بھری نظر اپنی

بوَا پر ڈالی۔

NOVEL HUT

"کاش اس نے یہ خط کبھی اپنی بوَا تک نہ پہنچایا ہوتا۔ کاش اس رقعے کا ہمیشہ انتظار ہی کیا جاتا۔" اس نے آنکھیں رگڑتے سوچا اور اس خاتون کے سینے سے لگ گیا۔

NOVEL HUT

بعض دفعہ ہمیشہ کا انتظار، دعا کے

مقبول ہونے سے بہتر ہوتا ہے۔

کیونکہ بعض دعائیں مقبول ہونے کی

بجائے محفوظ ہی کر لی جائیں تو

انسان کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

NOVEL HUT

جب طویل انتظار کے بعد وہ چیز

حاصل ہو جائے جس کے لیے

آپ تڑپا کرتے تھے، مگر وہی چیز

آپ کو جیتے جی مار دے تو کیا گزرتی

ہے؟ یہ نرگس جبین آج جانی تھی۔

* * *

NOVEL HUT

اواخر اگست ۱۹۶۵ ---

راجوری، ضلع پونچھ، مقبوضہ

کشمیر---

وقت کی وادیوں میں پیچھے آئیں تو

پہاڑ کے ایک طرف سے بہتے

جھرنے پر جانور پانی پی رہے تھے۔

NOVEL HUZ

موسم گرما کی تپتی دھوپ تھی۔

بہتا پانی آفتاب کی روشنی میں

سنہری دھار کی طرح بہہ رہا تھا۔

دائمی حسن ہمیشہ کی طرح اس

وادی پر اتر رہا تھا۔ مٹی اور

سبزے کی دل موہ لینے والی

NOVEL HUT

خوشبو طبیعت کو راحت اور

تازگی بخشتی تھی۔

یہ وہ دور تھا جب جموں کشمیر میں

ایک سال پہلے "حضرت بل" کے

علاقے سے موئے مبارک غائب

ہونے کی وجہ سے انتشار پھیلا ہوا

NOVEL HUT

تھا۔ کشمیری بھارت حکومت سے

متنفر ہو چکے تھے۔ جگہ، جگہ انڈین

سرکار کے خلاف مظاہرے ہو

رہے تھے۔ بھارت کا ماننا تھا کہ یہ

انتشار پاکستان کا پھیلایا گیا ہے اور

NOVEL HUT

اس سب کے پیچھے پاکستانی

جاسوسوں اور مجاہدوں کا ہاتھ تھا۔

اس سب کا انجام بہادر کشمیریوں

کو اس طرح سے بھاری پڑا کہ

بھارتی سپاہیوں نے بے وقت ان

کے گھروں پر چھاپے مارنا شروع

NOVEL HUT

کردیے۔ جوان کشمیری لڑکوں کو

مجاہد اور پاکستانی جاسوس کہہ کر

اغوا کرلیا جاتا۔ کہیں نڈر خواتین کی

عزتوں کو روندنے کی کوشش کی

جاتی اور کہیں بچے ان کے عتاب

کا نشانہ بنتے۔

NOVEL HUT

اس دنگے فساد سے بے سکون فضا

کو چھوڑ کر کچھ دور پہاڑوں میں چلتے

ہیں جہاں یہ انتشار اور شور شرابہ

کچھ کم تھا۔

کشمیریوں کی زندگی کی طرح پتھریلے

اور کٹھن راستوں پر، بوڑھوں سے

NOVEL HUT

لے کر بچے تک سب کسی نہ کسی

مشقت میں مصروف تھے۔ ان

اونچے نیچے ٹیلوں میں سے ایک

کے دامن میں کھڑے ہو کر اونچائی

پر دیکھو تو چوٹی کے سرے پر دو گھر

NOVEL HUT

نظر آتے تھے۔ مٹی کے بنے

نفیس گھر۔

اس دھوپ میں دو کم عمر لڑکیاں

بال چٹیا میں گوندھے، سر پر سلیقے

سے دوپٹہ جمائے، ہاتھوں میں

گھڑے اٹھائے پہاڑ سے نیچے اتر

NOVEL HUT

رہی تھیں۔ ان کی چال متوسط

تھی، جو ان کے روز اس راستے پر

چلنے کا پتہ دیتی تھی۔ ان سے کچھ

دوری پر ہوتے فساد کا جیسے ان کی

زندگیوں پر کوئی اثر نہیں تھا۔

دونوں خوشگپیاں لگاتے آبشار کے

NOVEL HUT

کنارے موجود ایک گھنے درخت

تک آئیں۔

"ہاجرہ، آج بھائی آجائیں گے اور

تحفے بھی لائیں گے۔" دونوں میں

سے ایک لڑکی نے گھڑا پانی کی دھار

NOVEL HUT

کے نیچے لاتے پرجوش انداز میں

کہا۔

"اور مجھے اس سے زیادہ خوشی

بھائی اور آپا کی شادی کی ہے۔ اماں

کہہ رہی تھیں کہ اب بھائی آئے تو

NOVEL HUT

تاریخ طے کر لیں گے۔" ہاجرہ جو

انتظار میں کھڑی تھی بولی۔

"ہاں یہ تو ہے مگر جو حالات چل

رہے ہیں آس پاس کے اگر جنگ

زیادہ بڑھ گئی تو کیا ہوگا؟" اس نے

ماند سے لہجے میں کہا۔

NOVEL HUT

"اتنی فکر کیوں کرتی ہو بتول؟ یہ تو

اکثر ہی چلتا ہے۔ چند دن دونوں

ممالک یہ شور شرابہ کریں گے اور

پھر خاموش ہو جائیں گے۔" ہاجرہ

نے بے فکری سے کہا۔ بتول گھڑا

NOVEL HUT

لے کر ایک طرف ہوئی تو وہ پانی

بھرنے لگی۔

اب کی بار بتول کچھ نہ بولی۔ اس

بار اس کا دل خوفزدہ اور بے سکون

سا تھا۔ جیسے کسی انہونی کے

ہونے کا اشارہ دے رہا ہو۔

NOVEL HUT

گھڑا ایک طرف زمین پر رکھتے اس

نے گھاس پر لگے پھولوں کے

پودے سے پھول چن کر گلدستے کی

شکل میں اکٹھے پکڑے اور پھر

خشک گھاس لیتے ہوئے ٹہنیوں

کے گرد گرہ لگائی۔ تب تک ہاجرہ

NOVEL HUT

بھی پانی بھر چکی تھی۔ اب دونوں
واپسی کے لیے پہاڑ کے اوپر کی
طرف بڑھنے لگیں۔
چوٹی پر پہنچتے پہلے ڈھلوان پر ہاجرہ
کے گھر کا لکڑی سے بنا دروازہ آیا
اور وہ اندر بڑھ گئی۔ اب کے بتول

NOVEL HUT

کو اکیلے کچھ اور بلندی پر جانا تھا۔ یہ

دونوں مٹی کے بنے گھر تھے جو کہ

اونچائی پر کچھ اس طرح بنے

ہوئے تھے کہ ایک کا صحن

دوسرے کے چھت سے منسلک

تھا۔ دونوں ہی بہت صاف

NOVEL HUT

ستھرے تھے۔ گھر کے باہر ایک

طرف بانس کی مدد سے جانوروں

کے لیے جگہ بنائی گئی تھی۔ جہاں

اس وقت کچھ مویشی بندھے تھے۔

بتول پانی کا گھڑا چھوڑ کر اس طرف

آئی اور کچھ گھاس اٹھا کر ایک

NOVEL HUT

بکری کے سامنے رکھا اور وہیں اس

کے قریب ایک طرف بیٹھ گئی۔ یہ

تھی بتول کی "چندا" اور یہ نام اسے

سفید چاند سی رنگت کی وجہ سے

بتول نے دیا تھا۔

NOVEL HUT

"چندا۔ تمہیں پتہ ہے، مجھے جنگ

اور انتشار سے خوف نہیں آتا پر

اس کے نتائج سے آتا ہے۔ ایک

ایسی ہی جھڑپ کے نتیجہ میں

میرے نانا نانی امی کو چھوڑ کر یہاں

سے چلے گئے تھے ہجرت کر کے۔

NOVEL HUT

امی کی شادی ہو چکی تھی نا اور اب
تک امی ان سے نہیں مل سکیں۔
مجھے امی کے لیے بہت دکھ ہوتا
ہے۔" بکری کے سر پر ہاتھ پھیرتے
وہ افسردہ لہجے میں بول رہی تھی۔
اس کے گھنگھریالے بالوں کی چند

NOVEL HUT

لٹیں چہرے کے اطراف میں لٹک

رہیں تھیں۔ وہ ہمیشہ چندا سے

اپنے دل کی باتیں کیا کرتی تھی۔

"اب بھائی کی شادی ہوئی تو امی کا

بھی دل کرے گا نا کہ ان کے بہن

بھائی بھی ادھر ہوتے مگر۔۔۔یہ

NOVEL HUT

ہجرت اتنی مشکل کیوں ہوتی

ہے؟" اس کی گہری بھوری آنکھیں

نم ہوئیں۔ مگر اس نے جھٹ سے

انہیں رگڑ کر صاف کیا اور پھیکی

مسکان چہرے پر لائی۔

NOVEL HUT

"تم دیکھنا چندا میں تمہیں کبھی
نہیں چھوڑوں گی اور تم بھی مجھے
کبھی مت چھوڑنا۔" وہ بکری کو
کسی بچے کی طرح اپنے سینے سے
لگائے بولی تو بکری نے گھاس
کھاتے گردن ہلائی جیسے اس کی بات

NOVEL HUT

کی ہامی بھر رہی ہو۔ دور سے ڈوبتا
سورج اس حسین منظر کو دیکھتے
مسکرایا۔ کچھ عہد کرنا آسان ہوتا
ہے مگر انہیں نبھانا ناممکنات میں
سے۔ سب وعدے تکمیل کے
لیے نہیں کیے جاتے۔ کچھ عہد

NOVEL HUT

باندھے ہی رد کرنے کے لیے

جاتے ہیں۔

* * *

اندھیرے نے ہر چیز کو ڈھانپنا

شروع کیا تو ہر گھر میں لالٹین کی

NOVEL HUT

روشنی ابھری۔ آج چاند بھی

اپنے فرائض پر نہیں تھا۔

پہاڑ کی چوٹی پر بنے ایک گھر میں

لکڑی کے دروازے پر ہلکی سی

دستک ہوئی۔ لالٹیں جلائے اپنی

ماں کے ساتھ کچن میں کام کرتی

NOVEL HUT

بتول کے ہاتھ دستک پر لمحے بھر کو

تھمے اور پھر اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ

لالٹین اٹھائی اور باہر بھاگی۔

"کون؟" خوشی سے سوال کیا۔

جیسے معلوم ہو کہ باہر کون ہے اور

کیا جواب دینے والا ہے۔

NOVEL HUT

"مجھے لوگ بختیار حسن کے نام

سے جانتے ہیں۔" باہر سے بھاری

اور پرکشش آواز بلند ہوئی۔ بتول

بے اختیار ہنس دی اور دروازہ

کھولتے ہی اپنے بھائی کے سینے

NOVEL HUT

سے لگ گئی۔ ایک راحت سی

من میں اتری۔

"آپ کو پتہ ہے آپ اس بار پورے

تین مہینے اور دس دن بعد آئے ہیں

واپس۔" اس نے نم آنکھوں سے

مسکراتے کہا۔

NOVEL HUT

"بتول حسن میرے دور جانے کا

اتنا حساب مت رکھا کرو۔" وہ

مسکرایا تو اس کے گالوں پر بھی

گھڑے واضع ہوئے۔ درمیانی عمر

کا خوبصورت نوجوان، داڑھی سے

عاری چہرے پر سلیقے سے سجی

NOVEL HUT

ہوئی مونچھیں۔ وہ آٹھائیس سالہ

مرد سفید قمیض شلوار میں، کندھے

پر بیگ لٹکائے ہوئے تھا۔ لالٹین

کی روشنی میں بھی وہ جاذب نظر

دکھ رہا تھا۔ اپنی بہن کے کندھے پر

ہاتھ رکھتے، اسے ساتھ لیے اندر

NOVEL HUT

داخل ہوا اور پھر اپنی اماں اور ابا

سے ملا۔

وہ گورنمنٹ سکول میں بطور استاد

بھرتی ہوا تھا اور دوسرے شہر میں

ہی رہا کرتا تھا اور اب اس کا تبادلہ

اپنے گاؤں کے سکول میں ہو گیا

NOVEL HUT

تھا۔ اب تک اس کی شادی ہو چکی

ہوتی مگر اسے پڑھنے کا شوق تھا اور

پھر نوکری کے معاملات میں

مصروف ہو کر وہ اب تک کنوارہ

تھا۔ ہاں مگر اس کی نسبت طے ہو

چکی تھی۔ اس کی پھوپھو زاد بیٹی

NOVEL HUT

نرگس جبین کے ساتھ اور اب

شادی بھی ہونے کو تھی۔

"آپ کو پتہ ہے اماں نے آج آپ

کی پسند کے سب کھانے بنائے

ہیں۔" بتول چہچہائی۔ سب گھر

والے چولہے کے گرد زمین پر

NOVEL HUT

اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ چار

بہن بھائی تھے۔ بختیار، بتول، مہر

اور زین۔

"وہ تو تمہاری امی ہر بار اس کے

آنے پر خصوصی استقبال کرتی

NOVEL HUT

ہیں۔" حسن صاحب نے متنجن

کھاتے کہا۔

"دیکھتے نہیں آپ۔ کمزور ہو کر آتا

ہے جب بھی آتا ہے۔ میں خیال

نہیں کروں گی تو کون کرے گا؟"

بشریٰ بی نے پیار سے کہتے بختیار

NOVEL HUT

کے سامنے پڑی طشتری میں مزید

شوربہ ڈالا۔

"اب تو اس کا مستقل یہیں تبادلہ

ہو گیا ہے، اب یہیں رہے گا۔ جتنا

دل کیا کھلا پلا لینا اسے۔" حسن

NOVEL HUT

صاحب نے اب کی بار مسکراتے

کہا۔

"شکر ہے رب کا۔ ورنہ تو ہمیشہ

سے اس کہ فکر لاحق رہتی تھی۔

جان اٹکی رہتی تھی میری۔" اب

کے بشریٰ بی نے خود کے لیے کھانا

NOVEL HUT

ڈالتے نم آنکھوں سے مسکراتے

کہا۔

"اماں میں آپ کی دعاؤں کے

حصار میں ہوتا ہوں۔ بھلا میرا کوئی

کیا بگاڑ سکتا ہے؟" اس نے نرمی

سے کہتے ایک نوالہ اپنے ہاتھ سے

NOVEL HUT

اپنی ماں کو کھلایا۔ انہوں نے

اثبات میں سر ہلایا۔

سب کھانے میں مصروف ہو گئے

جب بختیار کی نظر اندھیرے میں

گھر کی بیرونی دیوار پر گئی۔ ایک

ہیولا سا اندھیرے میں موجود تھا۔

NOVEL HUT

وہ سر جھکاتے نرمی سے مسکرایا۔

دو چاند نمودار ہوئے۔ آج آسمانی

چاند اپنی ذمہ داری بختیار حسن کو

سونپ کر گیا تھا۔

NOVEL HUT

وہ جانتا تھا کہ اس وقت کون اسے

یوں چھپ کر دیکھ رہا ہوگا۔ اس

اندھیری رات میں ساتھ والی

چھت پر کون نمودار ہوا ہوگا؟ وہ

وہی تھی۔ اس کی نرگس جبین،

جس کی نظریں رات کی تاریکی میں

بھی بختیار حسن کو کھوجتی تھیں۔

NOVEL HUT

کھانے سے فارغ ہو کر صحن میں

قطار میں بچھائی چارپائیوں پر سب

دراز ہو گئے۔ ہوا کے جھونکے

رات کو پرسکون بنا رہے تھے۔

جیسے کوئی نیند کی لوری سنا رہا ہو۔

سب ٹھیک تو تھا مگر بختیار حسن

NOVEL HUT

سے نیند جیسے روٹھی ہوئی تھی۔

کئی بار کروٹیں بدلتے ابھی اس کی

آنکھ لگی ہی تھی کہ اچانک کہیں

دور چیخوں اور برتن بجنے کا ایک

شور سا برپا ہوا۔ وہ جھٹ سے اٹھا

اور باہر کی جانب بڑھنے لگا جب

NOVEL HUT

ساتھ والی دیوار سے ایک بچے نے

صدا لگائی۔

"بھائی ٹین بجاؤ۔ صوفی چاچا کے

جانوروں پر شیر نے حملہ کر دیا

ہے۔" اس کی بات سنتے ہی بتول

تو جیسے کسی تیر کی مانند باہر کی طرف

NOVEL HUT

بڑھی۔ جوتوں سے عاری پاؤں

کے ساتھ وہ پتھریلے اور جڑی

بوٹیوں والے راستے پر سرپٹ

دوڑی تھی۔

"بتول حسن۔۔۔" بختیار چلاتے

ہوئے اس کے پیچھے بھاگا۔

NOVEL HUT

"چندا۔۔۔چندا۔۔۔" وہ

اندھیرے میں جانوروں کے

باڑے میں داخل ہوئی۔پیروں کے

نیچے گھاس کچلی جارہی تھی مگر اسے

پرواہ کہاں تھی۔ سب جانور سہم

گئے۔ آس پاس کے ماحول میں

NOVEL HUT

ارتعاش بڑھتا جا رہا تھا۔ چندا کو
دیکھتے وہ اس سے لپٹی اور تیزی
سے رسی کھولتے اسے لیے گھر کی
طرف بڑھی۔ بختیار بھی جانتا تھا
کہ وہ باہر کیوں بھاگی ہے، اسے
واپس آتے دیکھ پرسکون ہوا۔

NOVEL HUT

گھر کے باقی افراد بھی بستر چھوڑ

چکے تھے۔ جس کے ہاتھ میں جو چیز

آئی بجانا شروع کردی۔

(جب بھی کسی علاقے میں جنگلی

جانور، کسی کے مویشیوں پر حملہ

کرتا تھا تو لوگ چیزیں بجا کر شور

NOVEL HUT

پیدا کرتے تھے تاکہ وہ آوازوں اور

شور کی وجہ سے ڈر کر بھاگ

جائے۔)

اور ہمیشہ کی طرح شیر شور و غل

سن کر رات کے اندھیرے میں

NOVEL HUT

کہیں گم ہو گیا مگر کتنے ہی جانوروں

کو زخمی بھی کر گیا تھا۔

بتول زمین پر ایک طرف چندا کو

سینے سے لگائے بیٹھی تھی، آنکھیں

نم تھیں جیسے ابھی رو دے۔ اب

کہ اسے اپنے پاؤں میں تکلیف

NOVEL HUT

محسوس ہوئی۔ شاید بے دھیانی میں

بھاگتے کوئی کانٹا اس کی ایڑھی میں

پیوست ہوگیا تھا۔

"بتول حسن۔ اب چندا کو واپس

چھوڑ آؤ۔" بختیار حسن اس کے

NOVEL HUT

پاس بیٹھتے نرمی سے بولا اور اس

کے بالوں پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

"نہیں۔ آج سے یہ رات کو گھر کے

اندر رہا کرے گی۔" اس نے جیسے

اٹل فیصلہ سنایا۔ محبوب چیز کو

کھونے کا ڈر بڑا جان لیوا ہوتا ہے۔

NOVEL HUT

"جیسے تمہاری مرضی۔ چھوڑو میں

اسے ایک طرف باندھ دوں۔"

اس نے اٹھتے چندا کی رسی تھامی

اور گھر کے ایک کونے میں موجود

درخت کے ساتھ باندھ آیا۔

NOVEL HUT

بتول اٹھ کر لنگڑاتی اپنی چارپائی
تک آئی اور بیٹھتے اسے دیکھنے لگی جو
بکری کی رسی باندھنے میں مصروف
تھا۔ بکری کو باندھ کر وہ طاق میں
پڑی لالٹین لایا۔ بتول کے پاس
زمین پر بیٹھا اور اس کا پاؤں گود میں

NOVEL HUT

رکھتے، اس کا معائنہ کرنا شروع

کر دیا۔

"بتول حسن کتنی بار کہا ہے احتیاط

کیا کرو۔ ہر بار کانٹے چبھنے پر

تمہارے پاس بختیار حسن جیسا

بھائی نہیں ہوگا جو اس کانٹے کو

NOVEL HUT

نکال پھینکے گا۔" اس کے پاؤں

سے کانٹا نکالتے وہ نرمی سے بولا۔

بتول نے بس اثبات میں سر ہلایا۔

"رات بہت ہو گئی ہے اب سو

جاؤ۔" وہ اٹھا اور بتول کا سر ہلکا سا

NOVEL HUT

تھپتھپاتے اپنے بستر کی طرف بڑھ

گیا۔

وہ بغیر کسی کے کہے، سب کی

خاموشی کو بھی سمجھ جایا کرتا تھا،

بختیار حسن جو تھا۔

* * *

NOVEL HUT

صبح پھوٹی تو پہاڑوں کا سبزہ اور

جھرنوں کا پانی سب چمک اٹھا۔

اتوار کا دن تھا، ناشتے کے بعد بختیار

کے اماں ابا کسی دوست کی

عیادت کے لیے کسی دوسرے

NOVEL HUT

گاؤں گئے تھے۔ انہیں ایک دو دن

تک واپس آنا تھا۔

دونوں بہن بھائی نے مل کر صحن

سے جھاڑو پھیرا اور پھر فارغ ہو کر

تیار ہوئے۔ بختیار کو پھوپھو کے

گھر ملنے جانا تھا۔ وہ سیاہ قمیض

NOVEL HUT

شلوار میں ملبوس ہوا اور بتول نے

بھی اپنی ہمیشہ کی عادت اپناتے

ہوئے اپنے بھائی کے کپڑوں کی

ہمرنگ کشمیری فراک زیب تن لی

اور اب دونوں ساتھ والے گھر جا

پہنچے۔ صحن میں درخت کی چھاؤں

NOVEL HUT

تلے دو چار پائیاں لگیں تھیں جن پر

سب براجمان تھے۔

پھوپھی، پھوپھا، ان کے بچے اور

وہ دونوں بہن بھائی سب باتوں

میں مصروف تھے۔ مگر جس کو

دیکھنے وہ آیا تھا وہ تو ابھی پردہ پوش

NOVEL HUT

تھی۔ وہاں سیاست اور زندگانی
کے بہت سے معاملات پر گفتگو
ہوئی۔ بختیار حسن چونکہ دونوں
گھروں میں سے بڑا تھا اور سب
بچے اس کے گرویدہ تھے۔ جب
بھی وہ آتا تھا سب اس کے

NOVEL HUT

ارد گرد اکٹھے ہو کر بیٹھ جاتے اور

اسے سنا کرتے تھے۔

باتیں کرتے دفعتاً اس کی نظر

سامنے پردے کی اوٹ سے

جھانکتی حسن سے بھرپور آنکھوں

پر گئی تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

NOVEL HUT

ایسا ہو سکتا تھا کہ بختیار حسن آئے

اور نرگس جبین اسے چھپ کر نہ

دیکھے۔ چائے اور باتوں کے بعد وہ

جانے کو اٹھا اور دروازے کی

طرف بڑھا۔ ہاجرہ کو اشارے سے

پاس بلایا اور ایک لفافہ تھمایا۔

NOVEL HUT

"یہ تحفہ اس کے حقدار تک پہنچا دینا۔" مسکراتے کہہ کر دوبارہ اسی پردے کی جانب دیکھا۔ وہ اب تک وہیں کھڑی تھی۔

NOVEL HUT

"اور ہمارا تحفہ بھول گئے کیا؟"

ہاجرہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے

سوال کیا۔

"تم گھر آؤ گی تو دوں گا مگر تمہاری آپا

تو نہیں آئے گی نا۔" مسکراتے

جواب دیا تو گالوں کے گھڑے

NOVEL HUT

واضع ہوئے۔ نرگس جبین کے دل

کی دھڑکن ایک پل کو بڑھی، بے

اختیار پردوں پر اس کی گرفت

مضبوط ہوئی۔ وہ آخری نظر ان

آنکھوں پر ڈالتے باہر کی جانب بڑھ

گیا۔ پردے کی اوٹ میں چھپی

NOVEL HUT

آنکھیں بھی اسے جاتے دیکھ کر

اوجھل ہو گئیں۔

"آپا۔" ان کے واپس جاتے ہی

ہاجرہ کمرے میں داخل ہوتے

چلائی۔

NOVEL HUT

"ادھر دو میرا تحفہ۔" نرگس نے

اس کے ہاتھ سے تحفہ جھپٹنا چاہا۔

"یہ تو میرا ہے۔ آپ کا کیسے ہوا؟"

وہ منہ بنا کر بولی اور لفافے کو اپنی

کمر کے پیچھے کر لیا۔

NOVEL HUT

"میں جانتی ہوں کہ یہ تحفہ میرا ہے۔ کیونکہ بختیار حسن آئے اور نرگس جبین کے لیے تحفہ نہ لائے ناممکن۔" انداز میں ایک مان تھا، ناز تھا اور اس پر جچتا بھی بہت تھا۔

NOVEL HUT

وہ اٹھارہ سال کی سانولی سی

رنگت کی پرکشش لڑکی تھی، جس

کی آنکھیں سبز و سنہری رنگ سمیٹے

ہوئے تھیں۔ وہ بختیار حسن سے

عمر میں دس سال چھوٹی تھی مگر

اپنے علاقے کا سب سے حسین

NOVEL HUT

اور ذہین مرد اس کے نام کیا گیا تھا،

غرور تو اس کا حق بنتا تھا۔

"پہلے مجھے ایک آنا دو گی پھر دوں گی

یہ۔" اس نے ابرو اٹھاتے کہا۔

"رشوت لیتی ہو؟" وہ آنکھیں

چھوٹی کرتے بولی۔

NOVEL HUT

" نہیں ڈاکیا بننے کی فیس۔" وہ ایک

ادا سے اپنی چٹیا جھٹکتے بولی۔

"اچھا چل دے دوں گی وعدہ۔"

اس نے ہاتھ بڑھاتے کہا۔

"ایسے نہیں۔ ایک ہاتھ سے دو اور

دوسرے سے لو۔" اس وقت

NOVEL HUT

نرگس کو وہ چڑیل لگ رہی تھی۔

وہ مڑی اور دیوار میں بنی اپنی

الماری سے ایک کتاب نکال کر

صفحے پلٹے تو سامنے کچھ سِکے اور رقم

آئی۔ اس نے مطلوبہ پیسے نکالے

اور ہاجرہ کے سامنے کرتے ابرو

NOVEL HUT

سے اشارہ کیا۔ ہاجرہ نے پیسے لیے

اور تحفہ دیتی باہر بھاگ گئی۔

نرگس کا چہرہ ایک پل میں کھل گیا

بالکل کھلے گلاب کی مانند۔ چارپائی

پر بیٹھتے لفافہ کھولا۔ ایک

خوبصورت، نفیس اور شاہانہ سا

NOVEL HUT

پراندہ برآمد ہوا۔ جس پر شیشے کے

منفرد سے نقوش بنے ہوئے تھے۔

بے اختیار اس کے لبوں پر

مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ پراندہ

باہر نکال کر بالوں میں لگا کر آئینے

میں دیکھنے لگی جب ایک کاغذ کا ٹکڑا

NOVEL HUT

زمین بوس ہوا۔ اس نے ہاتھ میں
پکڑی چیزیں ایک طرف رکھتے
ہوئے خوشگوار حیرت سے وہ کاغذ
اٹھاتے کھولا۔ سیاہی سے خوش
خط کچھ الفاظ نمودار ہوئے۔

NOVEL HUT

"تم جب یوں چیزوں کی اوٹ میں
چھپ کر دیکھتی ہو بالکل بادلوں
میں چھپے چاند کی مانند لگتی ہو۔"
اس کے گالوں پر سرخی سی پھیلی۔
مسکان اور گہری ہوئی۔ اس نے
چہرے کو کاغذ سے ڈھک لیا۔ پھر

NOVEL HUT

اسی خوشگوار تاثر کے ساتھ آگے

پڑھا۔

"تم نے پچھلی بار سوال کیا تھا کہ

میں تمہیں 'کشمیر جیسی حسین

آنکھوں والی' کیوں کہتا ہوں؟ تو

میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگلی بار آکر

NOVEL HUT

بتاؤں گا۔ تو صبح فجر کے بعد طلوع

آفتاب سے پہلے اپنے چھت پر

آنا۔ میں تمہیں جواب دوں گا۔"

اس نے پھر سے رقعے سے اپنا

چہرہ چھپایا، نچلا لب کاٹتے کھل کر

مسکرائی۔ پھر اس کاغذ کو اپنی

NOVEL HUT

کتاب میں جا کر رکھ دیا اور ایک

طرف دیوار پر لگے چھوٹے سے

آئینے کے سامنے آئی اور اپنے

بالوں کے ساتھ وہ تحفہ لگایا۔

"عید پر لگاؤں یا پھر کل؟" خود کو

دیکھتے اس نے سوچا۔ پھر

NOVEL HUT

چہرے پر شرمگیں مسکان نے

بسیرا کیا۔

"اپنی شادی پر ہی لگاؤں گی۔"

فیصلہ کرتے اس نے کھلتے چہرے

کے ساتھ اسے لفافے میں ڈالا اور

اپنی صندوقچی میں محفوظ کر دیا۔

NOVEL HUT

بختیار کے دیے تحفائف کو وہ
متاع کل کی طرح سنبھال کر رکھتی
تھی۔یوں جیسے کوئی قیمتی خزانہ ہو
یا پھر کوئی خوبصورت راز۔

NOVEL HUT

* * *

رات نے فلک بوس پہاڑوں اور
بہتے چشموں کو تاریکی میں لپیٹ
لیا۔ اندھیرے کے گہرے ہونے
کے ساتھ ساتھ آس پاس خونخوار
جانوروں کی آوازیں بھی بڑھنے
لگیں۔چوٹی پر موجود ایک گھر میں

NOVEL HUT

دیکھو تو اس وقت سب ایک قطار

میں چارپائیاں لگائے سونے

کے لیے لیٹے ہوئے تھے۔ رات

کو چلتی ہوا ماحول کو پرسوز بنا

رہی تھی۔ مگر وہ چت لیٹی آسمان

پر چاند کو بغور دیکھ رہی تھی۔ یوں

NOVEL HUT

جیسے اس کا تفصیلی جائزہ لے رہی

ہو۔ جیسے اس کے حسن کا

موازنہ کسی زمینی چاند سے کر

رہی ہو۔ چاند بادلوں کی آغوش

میں کہیں چھپ جانا چاہتا تھا۔

NOVEL HUT

بھلا کسی کو وہ اس کے محبوب

سے پیارا لگ سکتا تھا؟

"آپا کیا سوچ رہی ہو؟" واجد کی

آواز پر وہ چونکی۔

"کچھ نہیں تم سو جاؤ۔ صبح مدرسے

بھی جانا ہے۔" اس نے اپنا رخ

NOVEL HUT

ایک طرف موڑتے اسے سونے کا

کہا اور خود پھر سے نظریں اس ماہ

کامل پر جمالیں جو کہ ایک دن پہلے

کہیں چھپا ہوا تھا۔ خیالوں کا سفر

اب صبح کی طرف تھا۔ ہاں ایک

خوشگوار بے قراری کہ اسے اپنے

NOVEL HUT

سوال کا جواب مل جائے گا بلکہ

اس سے زیادہ بختیار حسن کو سننے کا

موقع ملے گا۔ اس سے بات

کرنے کے خوشگوار مواقع اسے

شازونازر ہی ملتے تھے۔ اس کے

NOVEL HUT

چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ

چھائی۔

دیوار کے پرے دوسرے صحن میں

جھانکیں تو سب بہن بھائی صحن

میں چارپائیاں لگائے لیٹے تھے۔

"بھائی۔۔۔" بتول نے پکارا۔

NOVEL HUT

"ہاں بولو۔"

"کیا ہجرت کرنا بہت ضروری ہوتا ہے؟" اس نے پرسوچ انداز میں پوچھا۔

NOVEL HUT

"بعض دفعہ حالات اور واقعات کے پیش نظر ہجرت سے بہترین

کوئی عمل نہیں ہوتا۔ ہر پل

خوف کے سائے میں جینے کی

بجائے خدا کی وسعت پر پھیلائی

زمین پر نیا مسکن ڈھونڈنا ہی

بہترین فیصلہ ہوتا ہے۔" بختیار

نرمی سے کہہ رہا تھا۔ بتول

NOVEL HUT

خوموش رہی۔ اس کی آنکھوں

میں اداسی عود آئی۔

"بتول حسن تم کیوں ہر بار ہجرت

کے بارے سوچتی اور سوال کرتی

ہو؟" وہ پھر سے فکرمندی سے

بولا۔ اب کے نظروں کا رخ

NOVEL HUT

بتول کی جانب تھا۔ جو آسمان کو

تک رہی تھی۔

"جب بھی امی کو دیکھتی ہوں تو

خیال آتا ہے۔ اب آپ کی شادی

آرہی ہے۔ ان کی خواہش ہوگی نا

کہ کاش ان کے بہن بھائی بھی

NOVEL HUT

خوشیوں میں شامل ہوتے

مگر۔۔۔" اس نے افسردہ لہجے میں

کہتے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تم فکر نہ کرو ہم امی کو پاکستان

لے کر جائیں گے ان کے خاندان

سے ملوانے۔" وہ پیار سے اس

NOVEL HUT

کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولا۔ اس

کے انداز میں ہمیشہ ہی نرمی اور

محبت رہتی تھی۔ خدا نے اسے

محبتیں بانٹنے کے لیے ہی بنایا تھا۔

بتول نے رخ پھیر لیا مگر اس کی

آنکھ نہ لگی۔ اس کا دل ہمیشہ سے

NOVEL HUT

اس وقت سے خوف کھاتا تھا جب

اسے بھی یونہی اپنا سب کچھ

چھوڑنا پڑ جائے۔ حالات کب پلٹا

کھائیں اور سب ختم ہو جائے۔

شاید وقت کو بھی یہی منظور تھا۔

NOVEL HUT

مگر اتنی جلدی یہ کسی کو معلوم نہ

تھا۔

بختیار حسن بھی اب چاند کو دیکھ

رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں

اداسی کے ساتھ ایک چمک بھی

تھی۔ چاند بھی اسے دیکھتے کسی

NOVEL HUT

کی سرگوشیاں کرنے لگا۔ جیسے
اسے اس کی حسین قسمت کی نوید
دیتا ہو۔ اس نے پرسکون
ہوتے آنکھیں موند لیں۔

NOVEL HUT

* * *

رات کا سحر ٹوٹا تو ایک نئی صبح

پھوٹی۔ پرندوں کے گیت فضا

میں عجب سر بکھیرنے لگے۔ فجر

کی نماز ادا کرتے، وہ سر پر چادر

اوڑھے دبے قدم اٹھاتے، گھر کی

ایک جانب دیوار کے ساتھ

NOVEL HUT

کھڑی لکڑی سے بنی سیڑھی کی

جانب بڑھی۔

وہ ان نیم بوسیدہ زینوں کی مدد سے

چھت پر چڑھی۔ اس کے گھر کی

چھت بختیار کے گھر کے صحن کے

ساتھ منسلک تھی۔ چھت پر قدم

NOVEL HUT

رکھتے ہی اس کی نظر سامنے سیاہ

سوٹ میں ہی ملبوس، کھڑے

بختیار پر پڑی۔ اس وقت اس کی

پشت اس کی طرف تھی۔ بازو

کہنیوں تک موڑے وہ دور کہیں

دیکھ رہا تھا۔ نرگس کی آنکھوں میں

NOVEL HUT

بے اختیار ایک چمک سی دوڑی۔

وہ آہستگی سے قدم اٹھاتے آگے

بڑھی۔

"تم آگئی نرگس جبین۔" قدموں کی

آہٹ سن کر وہ مسکراتے پلٹا۔

نرگس کی مسکان گہری ہوئی۔ وہ

NOVEL HUT

اسی انداز میں چلتی دیورا کے

قریب آکر رکی۔ بختیار حسن کی

عادت تھی وہ سب کا نام مکمل ادا

کیا کرتا تھا۔

سکوت میں کچھ وقت سرکا، سورج

پہاڑوں کی اوٹ سے نکلنے کو تیار

NOVEL HUT

تھا۔ آسمان پر سرخ اور نارنجی

رنگ پھیلا ہوا آفتاب کی آمد کا پیام

دے رہا تھا۔ وہ نظارہ قدرت

کے حسین نظاروں میں سے ایک

تھا۔

NOVEL HUT

"آپ نے کہا تھا جواب دیں گے
اور اب خاموش کیوں ہیں؟" اس
نے بے چینی سے سوال کیا۔ وہ
اسے سننے آئی تھی اور وہ
خاموش کھڑا تھا۔ یہ تو زیادتی
تھی نا۔

NOVEL HUT

"معذرت، میرے بس میں ہوتا تو
تمہیں انتظار نہ کرواتا۔ مگر یہ میرے
بس میں نہیں اس لیے تمہیں کچھ
انتظار کرنا ہوگا۔" وہ سامنے
پہاڑوں کو دیکھتے بولا۔ نرگس بھی
تجسس سے اسی سمت دیکھنے لگی۔

NOVEL HUT

کچھ لمحے اور یونہی خاموشی میں بیتے

جب سورج کی پہلی کرن پہاڑوں

کی قید سے آزاد ہوتی، اس وادی پر

پڑی۔ جس نے ہر شے کو سونے

کے پانی سے نہلا دیا۔ اس چمک

کو دیکھتے یوں محسوس ہوتا جیسے

NOVEL HUT

قید سے آزادی پر کوئی اسیر خوشی

سے باغ باغ ہوا ہو۔

"سورج کی کرن جب آبشار پر پڑتی

ہے تو وہ سنہری ہو جاتی ہے بالکل

تمہاری آنکھوں کے وسط کی

طرح۔ ہریالی جو اس جھرنے کے

NOVEL HUT

دونوں اطراف ہے بالکل تمہاری

پتلیوں کے بیرونی ہالے میں موجود

سبز رنگ کی طرح نظر آتی ہے، جو

اس بہتے سونے جیسے چمکتے رنگ کا

احاطہ کرتی ہے۔" وہ شہادت کی

انگلی سے سامنے نظر آتے اس دنیا

NOVEL HUT

کے خوبصورت ترین نظارے کی

طرف اشارہ کرتے کہہ رہا تھا اور

وہ مبہوط سی اس نظارے میں

کھوئی، اسے سن رہی تھی۔

"میں ایسے ہی تھوڑی کہتا ہوں

کشمیر جیسی سبز و سنہری آنکھوں"

NOVEL HUT

والی'۔ تمہاری آنکھوں میں پورے
کشمیر کا حسن سمیٹ کر رکھا گیا
ہے۔" اب کے اس نے اپنا رخ
نرگس کی طرف کیا اس کے چہرے
پر دن کی روشنی میں بھی چاند نمودار
تھے۔

NOVEL HUT

"یہ تو بہت خوبصورت ہے!" وہ
اب تک سامنے دکھتے منظر کے سحر
میں تھی۔ کھوئی سی جیسے اس کے
بعد کچھ بھی دیکھنا بھول گئی ہو۔
وہ اس جھرنے کو روز دیکھتی تھی
مگر اس وقت، سورج کی کرنوں

NOVEL HUT

نے اس کے حسن کو چار چاند سے
لگا دیے تھے۔ وہ اب تک حیرت
میں تھی کہ بختیار حسن اس کی
آنکھوں کو اتنے حسین اور مکمل
منظر سے ملاتا تھا۔ وہاں کسی چیز کی
کمی نہ تھی، ایک کامل منظر کی طرح

NOVEL HUT

جس میں سب مکمل تھا اور وہ

دونوں بھی ساتھ تھے۔

پرندوں نے یہ دیکھتے خوشی سے

جھومنا شروع کیا۔ سورج کی

کرنیں بھی اس نظارے کو دیکھتے

مبہوت ہوئیں۔ کیا اس سے

NOVEL HUT

مکمل کوئی منظر ان کرنوں نے
کبھی دیکھا تھا؟ شاید نہیں۔
"یہ اس لیے حسین ہے کیونکہ یہ
تمہاری آنکھوں سے مماثلت رکھتا
ہے۔" اب کے اس نے اپنی
گہری بھوری آنکھیں، سبز و سنہری

NOVEL HUT

آنکھوں سے ملائیں۔ ایک لمحے میں
نرگس کے گال گلابی ہوئے۔ منظر
جو پہلے سے مکمل تھا مزید نکھر
گیا۔

NOVEL HUT

اب کوئی پوچھے نرگس سے کہ وہ
بھوری آنکھیں کیا کشمیر کے حسن

سے کم حسین تھیں؟ جو کشمیر کی

پاک مٹی کی طرح اسے زندگی

بخشتی تھیں۔ کیا بختیار نے کبھی

اپنی آنکھوں کا حسن نہیں دیکھا

تھا؟ وہ بھوری آنکھیں تو ہمیشہ

سے نرگس کو اسیر کیے ہوئے

NOVEL HUT

تھیں۔ کیا ان آنکھوں کا مقابلہ
کسی سے ہو سکتا تھا؟

"نیچے جائیں اب۔ امی نے دیکھ
لیا تو باتیں سنائیں گی۔" اس نے
نظریں چراتے، بختیار کے بازو کو
ہلکا سا دھکیلتے کہا۔ جیسے اگر ایک

NOVEL HUT

پل کے لیے اور وہ آنکھیں ملی

رہتیں تو کبھی ہٹا نہ پاتی۔

"میں تو اپنے صحن میں کھڑا ہوں

چھت پر تو تم ہو۔" وہ اسے یوں

شرماتے نظریں چراتے دیکھ، زیر

لب ہنستے بولا۔ نرگس نے اپنے

NOVEL HUT

ماتھے پر ہلکی سی چپت لگائی اور

زینے کی طرف بھاگی۔

"دھیان سے چلو نرگس جبین۔

ویسے تو بُوا کو پتہ چلے یا نہ چلے مگر اگر

تم پھسل گئی تو ضرور پتہ چل جائے

گا اور پھر وہ کل ہی نکاح کا

NOVEL HUT

بندوبست کریں گی۔ مجھے تو مسئلہ

نہیں مگر میرے اما، ابا یہاں نہیں

ہیں۔" وہ کہتے پھر سے مسکرایا اور

گالوں کے گڑھے واضع ہوئے۔

نرگس ایک پل کو رکی اور اس کی

دھڑکنیں بڑھ گئیں۔ چہرے پر کئی

NOVEL HUT

رنگ بکھر گئے۔ نرگس نے مڑتے

اسے دیکھا۔ بختیار کو چادر کے

ہالے سے محض اس کی ایک آنکھ

نظر آئی۔

NOVEL HUT

نرگس کو اپنا دل ہمیشہ بختیار کے

گالوں کے ان حسین گڑھوں میں

ڈوبتا محسوس ہوتا۔ اس کے دل

میں ہمیشہ انہیں چھونے کی خواہش

بیدار ہوا کرتی تھی۔ کب وہ

انہیں چھو کر دیکھے گی؟ وہ سوچتے

واپس مڑی اور پھر سے زینوں کی

جانب قدم بڑھائے۔

NOVEL HUT

"ایک اور بات کہنی تھی۔

اجازت ہے؟" اس نے پھر سے

صدا لگائی۔ نرگس کے قدم ایک

پل کو تھم سے گئے مگر وہ پلٹی

نہیں۔ بختیار حسن اسے پکارے

NOVEL HUT

اور وہ اس کی پکار نظرانداز کر

دے ناممکن۔

"تاریکیوں میں مجھے ڈھونڈنا چھوڑ

دو۔ میں تمہارے پاس نہ ہو کر بھی

تمہارے ساتھ ہوتا ہوں۔" اس

نے بہت عام سے انداز میں اتنا

NOVEL HUT

بڑا انکشاف کیا تھا۔ نرگس کی

گرفت اپنے دوپٹے پر بڑھی۔

مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اسے رات کے

اندھیرے میں چھپ کر دیکھتی

تھی۔

NOVEL HUT

"آپ مجھے خود کو تلاش کرنے سے
روک نہیں سکتے۔ یہ تلاش تا عمر
یونہی رہے گی۔" وہ کہتے ہوئے
زینوں کی طرف بڑھ گئی۔
بختیار حسن کے چہرے پر پل
کے لیے فکرمندی ابھری جسے اس

NOVEL HUT

نے مسکراہٹ کے ساتھ چھپایا

اور اسے دیکھتا رہا جب تک وہ

کمرے کے اندر اوجھل نہ ہو گئی۔

وہ کئی پل وہیں منجمند کھڑا رہا

اور پھر پلٹ گیا۔

* * *

NOVEL HUT

گوری مرگ، جموں کشمیر۔۔۔

(گل مرگ، موجودہ نام)۔۔۔

"گوری مرگ" کو یہ نام اس کے

حسن کی وجہ سے ہندوؤں کے

ایک دیوتا شیوا کی بیوی "گوری"

کے نام پر دیا گیا تھا۔ جسے بعد میں

NOVEL HUT

بدل کر "گل مرگ" کر دیا گیا تھا،

جس کے معنی "پھولوں کی وادی"

ہیں۔ اپنے نام جیسی ہی حسین یہ

وادی ہر دور میں لوگوں کو اپنے

حسن سے سحر انگیز کر لیا کرتی

تھی۔

NOVEL HUT

یہ علاقہ "حضرت بل" کے قریب

تھا اور یہاں انتشار زیادہ تھا۔

لوگ وقتاً فوقتاً بھارتی سرکار کے

خلاف مختلف مظاہرے کر رہے

تھے۔ کئی ریلیاں بھی نکالی گئیں۔

NOVEL HUT

ہر طرف بہت شور شرابہ بھی پھیلا

تھا۔

حسن صاحب اور بشریٰ بی ایک

طویل سفر کر کے اس وادی میں

پہنچے۔ پہاڑی خمدار راستوں میں

کبھی پیدل چلتے، تو کبھی پاس سے

NOVEL HUT

گزرتے کسی مال بردار ریڑھے پر

بیٹھ کر سفر طے کر لیا کرتے۔ اس

زمانے میں لوگوں کے دل بغض و

عداوت کے بوجھ سے پاک تھے

شاید اسی لیے وہ طویل سفر بھی

NOVEL HUT

پیدل طے کر لیا کرتے تھے۔ اور

یہی اس زمانے کا حسن تھا۔

حسن صاحب سے نذر صاحب کی

پہلی ملاقات ان کے کسی مشترک

دوست کی شادی پر ہوئی تھی اور

تب سے گزرتے وقت کے ساتھ

NOVEL HUZ

ان کی دوستی مزید گہری ہوتی گئی۔

حسن صاحب کو جب بھی موقع ملتا

وہ اپنے دوست سے ملنے چلے

جاتے یہی معاملہ نذر صاحب کی

طرف بھی تھا۔ وہ بھی یونہی

NOVEL HUT

مواقع کی تاک میں رہتے تاکہ

دوست سے مل سکیں۔

اب بھی حسن صاحب کو چند ماہ

پہلے اپنے دوست کی علالت کی

اطلاع ملی تو وہ ان کی عیادت

کر کے آئے تھے اور اب جب

NOVEL HUT

بختیار گھر لوٹا تو بیوی کو لیے دوبارہ
عیادت کے لیے نکل پڑے۔ آس
پاس کے حالات کشیدہ تھے مگر
دوست کی عیادت بھی ضروری
تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی جب
ان کے گھر پہنچے تو نذر صاحب کو تو

NOVEL HUT

انہیں دیکھتے ہی جیسے بیماری سے

شفا مل گئی ہو۔

"بہت یاد کر رہا تھا میں تمہیں

حسن۔" کمزور اور نڈھال سی آواز

ان کی بیماری کا پتہ دیتی تھی۔

NOVEL HUT

"تم یاد کرو اور میں آؤں نہ ایسا ہو

سکتا ہے۔" اپنے دوست کے

ساتھ چارپائی پر بیٹھے ان کا ہاتھ

تھامے وہ محبت بھرے لہجے میں

بولے۔

NOVEL HUT

"میں آج ہی سرور اور صادق کو کہہ

رہا تھا کہ آج کوئی دوست آ رہا ہے

میرا۔ میرا دل بتا رہا تھا مجھے۔"

انہوں نے اپنے جھوڑی زدہ ہاتھ

سے ایک طرف چارپائی پر بیٹھے

NOVEL HUT

اپنے بیٹوں کی طرف اشارہ کرتے

کہا۔ تو حسن صاحب مسکرا دیے۔

"تم بھی بچوں کو لے آتے اپنے،

چلو کسی بہانے انہیں بھی دیکھ لیتا

میں۔ جانے دوبارہ موقع ملے یا نہ

ملے۔" اس بار ان کی آواز کپکپائی

NOVEL HUT

اور ایک آنسو آنکھوں سے جدا

ہوا۔ وہ فالج کے مرض میں مبتلاء

تھے۔ چلنا پھرنا مشکل ہو چکا تھا۔

ورنہ تو وہ ہر چند ماہ بعد حسن

صاحب سے ملنے پہنچ جایا کرتے

تھے۔

NOVEL HUT

"ایسے تو نہ کہو۔ ابھی تو میرے

بختیار کا ولیمہ بھی کھانا ہے۔

سارے انتظامات تم ہی دیکھو

گے۔" وہ ان کے ہاتھ تھپتھپاتے

بولے۔

NOVEL HUT

"بوڑھا کر دیا ہے تم نے اسے۔

اب اور دیر نہ کرنا۔ یہ نہ ہو ولیمے

سے پہلے میرے مرگ کی دیگ کھا

رہے ہو۔" انہوں نے ہنستے ہوئے

کہا مگر حسن صاحب اس بار ہنس نہ

سکے۔ چہرہ ایک دم بے تاثر سا

NOVEL HUT

ہوا۔ وہاں نہ تکلیف تھی اور نہ

درد۔ محض خالی پن تھا۔

"خدا تمہیں میری عمر بھی لگائے۔

اب ایسی باتیں کی تو دوبارہ کبھی

نہیں آؤں گا۔" اب کے وہ کچھ

غصے اور ناراضگی سے بولے۔

NOVEL HUT

"اچھا نہیں کہتا۔ تم فکر نہ کرو
تمہارے پوتے پوتیاں دیکھ کر
جاؤں گا۔" اس بار نذر صاحب
نے صلح جو انداز میں کہا تو حسن
صاحب مسکرا دیے۔

NOVEL HUT

بشریٰ بی گھر کی خواتین کے ساتھ

ایک طرف باتوں میں مصروف

تھیں۔ نذر صاحب کے گھر میں

جیسے کافی عرصے بعد رونق اتری

تھی۔ ایسی رونق کئی سال پہلے ان

کے بچوں کی شادیوں پر سجی تھی

NOVEL HUT

اور آج جیسے ساری یادیں تازہ ہو

رہیں تھیں۔

سب لوگ خوش گپیوں میں

مصروف تھے، جب باہر سے چیخنے

چلانے کی آوازیں ابھریں۔ جیسے

اچانک کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

NOVEL HUT

سب باہر کی جانب بھاگے تو

سامنے کا منظر دیکھتے سب کے

وجود پتھر ہو گئے۔ بھارتی سپاہی

ایک بڑی تعداد میں گھروں پر دھاوا

بول رہے تھے اور وہاں سے جوان

مردوں کو زبردستی حراست میں

NOVEL HUT

لے رہے تھے۔ پہاڑ کی بلندی سے

وادی کی طرف بڑھتے مزید فوجی

نظر آرہے تھے۔ مزاہمت کرنے

والوں پر لاٹھی چارج کیا جارہا تھا۔

عورتوں، بچوں کی پرواہ کیے بغیر

NOVEL HUT

سب کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا جارہا

تھا۔

صادق اور سرور عجلت سے واپس

اندر آئے اور اپنے گھر کی عورتوں

اور بچوں کو ایک کمرے میں جانے

NOVEL HUT

کا کہتے باہر سے دروازے کو قفل لگا

دیا۔

چارپائی پر لاغر پڑے نذر صاحب کو

کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب

کیا چل رہا ہے۔

NOVEL HUT

"پتر۔۔۔کیا ہوا ہے؟" اپنی کمزور

آواز میں پریشانی سے سوال کیا۔

"کچھ نیا نہیں ہے ابا۔ ہم آتے

ہیں۔" سرور کہتے ہوئے دو تین

لکڑی کے ڈنڈے لے کر تیزی سے

باہر کی جانب بڑھا۔ ایک ڈنڈا اس

NOVEL HUT

نے صادق کو دیا اور دوسرا خود

سنبھالا۔

"چچا۔ آپ ابا کا اور گھر کی خواتین

کا خیال رکھیں ہم انہیں روکتے

ہیں۔" سرور نے حسن صاحب کو

کہا اور آگے بڑھا۔

NOVEL HUT

"وہ لوگ تعداد میں زیادہ ہیں۔"

حسن صاحب نے فکرمندی سے

کہا۔

"بزدلوں کی طرح ان کی تعداد سے

ڈرتے ہوئے گرفتار ہونے سے

بہتر ہے کہ بہادری اور جرات سے

NOVEL HUT

ان کا سامنا کرتے ہوئے گرفتار

ہوا جائے۔" اس بار جواب

صادق کی طرف سے آیا اور دونوں

بغیر کسی کی پرواہ کیے اسلحوں سے

لیس بھارتی فوجیوں پر ڈنڈوں سے

ٹوٹ پڑے۔ ان دونوں کی دیکھا

NOVEL HUT

دیکھی آس پاس کے اور گھروں

کے مردوں نے بھی لاٹھیوں،

پتھروں اور جو بھی چیز ان کے ہاتھ

میں آئی استعمال کرتے مقابلہ کرنا

شروع کیا۔ پہلا قدم اٹھانا ہمیشہ

مشکل ہوتا ہے اور جب ایک بار

NOVEL HUT

ڈر کو ایک طرف رکھتے قدم آگے

بڑھا لیا جائے تو کئی اور قدم ساتھ

چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

بھارتی فوجیوں نے جب انہیں

شدت پکڑتے دیکھا تو لاٹھیوں کی

بجائے اسلحے کا استعمال شروع کر

NOVEL HUZ

دیا۔ صادق اور سرور جو کہ سب

سے آگے تھے مسلسل ایک کے

بعد ایک سپاہی کے سر پر وار

کرتے اسے ڈھیر کرتے جا رہے

تھے۔

NOVEL HUT

اسی گہما گہمی میں صادق کو دو تین
فوجیوں نے گھیر لیا اور ایک نے
اس کے سر پر وار کیا۔ وار کی
شدت سے ایک پل کو اس کے
قدم لڑکھڑائے مگر خود کو قابو میں
رکھتے اس نے بھی جوابی وار کیا

NOVEL HUT

جب ایک بندوق کے چلنے کی آواز
کے ساتھ اسے اپنے جسم میں کچھ
پیوست ہوتا محسوس ہوا۔ کوئی چیز
اس کی ٹانگ کو چیرتی ہوئی دوسری
طرف سے باہر نکلی تھی اور پھر وہ
مزید اپنی ٹانگ کے سہارے کھڑا نہ

NOVEL HUT

رہ سکا۔ اس کے چہرے پر شدید

تکلیف کے آثار ابھرے۔ ٹانگ

اور زمین ہم رنگ مائع میں رنگے

گئے اور ایک کراہ کے ساتھ وہ

زمین بوس ہوا تو بھارتی سپاہیوں

نے موقع دیکھتے اسے حراست میں

NOVEL HUT

لے لیا اور اپنی بکتر بند گاڑی میں

لے جانے لگے۔

آس پاس کھڑے بلند و بالا اور

سرسبز پہاڑ آج ایک اور خون کی

ہولی دیکھ رہے تھے۔ مگر بالکل

بے تاثر تھے کہ کانپ بھی نہیں

NOVEL HUT

رہے تھے۔ کیونکہ وہ تو ایسے کئی

خوفناک خونی کھیلوں کے شاہد

تھے۔

سرور کی نظر جب صادق کو گھسیٹتے

ان فوجیوں پر پڑی تو وہ اس کی مدد

کو بھاگا۔ اس کا خون کھول اٹھا۔

NOVEL HUT

"صادق۔۔۔" سامنے آتے ہر

فوجی کو مارتے، بغیر اپنی پرواہ کیے

وہ مسلسل اپنے بھائی کو پکار رہا

تھا۔ مگر شاید اس کی قسمت نے

اسے مزید چلنے کا موقع نہیں دیا اور

اچانک ایک تیز برچھی سی اس کے

NOVEL HUT

سینے کو چیرتے پار ہوئی۔ خون کا

ایک فوارہ سا نکل کر زمین بوس

ہوا۔ منہ سے بھی ایک خونی جھرنا

رواں ہوا اور سرور کا پورا وجود لہو

کے ساتھ بہتا زمین کو چھو گیا۔

NOVEL HUT

"صا۔۔۔د۔۔۔ق۔۔۔" زمین

بوس ہوتے بھی جو آخری الفاظ

اس کے خون آلود بدن نے

پکارے وہ اپنے بھائی کا نام ہی

تھا۔ صادق کو جیسے ایک پل کو کسی

کی پکار سنائی دی اس نے فوجیوں

NOVEL HUT

کی گرفت سے مڑ کر دیکھنے کی کوشش

کی مگر وہاں اس بگ دھڑ میں اسے

کچھ نظر نہ آیا۔ نہ اپنے بھائی کا زمین

بوس وجود اور نہ ہی اس کا خون جو

جانے اب جانے کس کس کے

قدموں تلے روندا جا رہا تھا۔

NOVEL HUT

اس خون خرابے کو چھوڑ کر اس

گھر کی سمت آئیں جس کے ایک

کمرے میں چارپائی پر نذر صاحب

اس شور و غل کو سن کر پریشان

تھے۔ انہیں آج اپنے قدموں پر نہ

NOVEL HUT

چل سکنے کی بے بسی سب سے

زیادہ محسوس ہوئی تھی۔

"حسن۔۔۔کیا ہو رہا ہے کچھ تو

بتاؤ؟" اب کے اضطراب ایک حد

سے بڑھ چکا تھا۔یہ سوال وہ اب

تیسری یا چوتھی بار پوچھ چکے تھے۔

NOVEL HUT

"بھارتی فوجیوں نے گھروں پر

چھاپے مارے ہیں اور ہمارے

لڑکوں کو مجاہد اور پاکستانی جاسوس

کہہ کر اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔"

اس بار انہوں نے ہار مانتے بتا

دیا۔ وہ بھی ہاتھ میں درانتی پکڑے

NOVEL HUT

اند باہر چکر لگا رہے تھے۔ ان کے

ذمے عورتوں اور بچوں کی حفاظت

لگائی گئی تھی اور انہیں وہ کرنی

تھی۔ ان کے علاوہ نذر صاحب

کے پاس کسی کا ہونا لازمی تھا ورنہ

وہ اسی حالت میں اپنے وجود کو

NOVEL HUT

گھسیٹتے باہر جانے کی کوشش

کرتے۔

"صادق اور سرور کہاں ہیں؟" اس

بار آواز کچھ کپکپائی۔

"وہ اس سب کے خلاف لڑنے

گئے ہیں۔" انہوں نے کہتے ضبط

NOVEL HUT

سے آنکھیں میچ لیں۔ نذر صاحب

نے لیٹے، لیٹے ہی ہاتھ آسمان کی

طرف بلند کیے اور آنکھیں بند

کرتے اپنے رب سے دعا گو

ہوئے۔ آنسو ٹوٹ کر ان کے

گالوں پر بہنے لگے اور وہ کپکپاتے

NOVEL HUT

ہونٹوں کے ساتھ دعا مانگتے رہے۔

حسن صاحب نے چہرہ پھیر لیا۔ وہ

نہیں جانتے تھے کہ وہ دونوں بھائی

اب کیسے ہیں، انہیں بس اتنا معلوم

تھا کہ ان دونوں نے بزدلی پر

بہادری کو فوقیت دی۔

NOVEL HUT

پھر شہادت جیسے رتبے بزدلوں کو

تھوڑی نصیب ہوتے ہیں۔ یہ تو وہ

تمغہ ہے جو صرف بہادروں کو

عنایت ہوتا ہے۔

بھارتی فوج مسلسل مقابلہ کرتی

رہی اور جب اسے لگا کہ وہ علاقے

NOVEL HUT

کے تمام جوانوں کو گرفتار کر چکے
ہیں اور اب صرف بڑی عمر کے
کچھ لوگ بچے ہیں تو وہ اپنی گاڑیوں
میں سوار ہوتے وہاں سے چلے
گئے۔

NOVEL HUT

اب پیچھے مٹی اور خون کا امتزاج

بچا تھا، جس میں کچھ زخمیوں کے

وجود اور کچھ شہیدوں کی میتیں پڑیں

تھیں۔

NOVEL HUT

ماحول کا انتشار کم ہوا تو حسن

صاحب بھی باہر نکلے۔ دور دور تک

کئی زخمی لوگ زمین بوس تھے۔

کچھ کراہ رہے تھے اور چند ایک

کے وجود بے حس و حرکت تھے۔

وہ بھاگتے ہوئے ایک پانی کا گھڑا

لیے باہر نکلے اور بھی گھروں سے

عورتیں اور بچے نکل کر اپنے گھر

NOVEL HUT

کے مردوں کی تلاش میں آگے پیچھے
بھاگ رہے تھے۔ کوئی اپنے گھر
کے مرد کی لاش کے قریب بلک رہا
تھا اور کوئی اپنے زخمی باپ ، بھائی
اور خاوند کو سہارا دیتے لیے جا رہا
تھا۔ حسن صاحب نے کچھ

NOVEL HUT

زخمیوں کو پانی پلایا اور اپنی کھوج
جاری رکھی۔ ان کی نظریں صادق
اور سرور کو ڈھونڈ رہیں تھیں۔
ایک زخمی کو سہارا دیتے ان کی نظر
دور مٹی میں پڑے ایک وجود پر
پڑی اور وہ جامد ہو گئے۔ انہوں

NOVEL HUT

نے آنکھیں بند کر کے کھولیں جیسے

منظر صاف کرنے کی کوشش کی ہو

کہ جو دیکھا ہے وہ آنکھ کا دھوکا تو

نہیں۔

NOVEL HUT

وہ فوراً سے اس زخمی کو ایک

طرف سائے میں بیٹھاتے اس

طرف بڑھے۔ قریب پہنچتے ہی

انہیں احساس ہو گیا کہ ان کی

آنکھوں نے دھوکا نہیں کھایا۔ وہ

سرور ہی تھا جس کی آنکھیں ایک

طرف ٹھہری ہوئیں تھیں اور

بے جان وجود خون اور مٹی میں

NOVEL HUT

لت پت پڑا ہوا تھا۔ آنسو آنکھوں

کی باڑ توڑتے، گالوں پر لڑکھ

پڑے۔ انہوں نے کپکپاتے

ہاتھوں سے اسے تھامتے اپنے سینے

سے لگا لیا۔ وہ بختیار کا ہم عمر تھا۔

انہوں نے اس کے چہرے پر ہاتھ

NOVEL HUT

پھیرتے اس کی آنکھیں بند کیں اور

پھر ہمت کرتے دو چار لوگوں کی مدد

سے اسے گھر لے گئے۔

اس کے جسد کو باہر چارپائی پر رکھتے

وہ مرے مرے قدموں سے چلتے نذر

صاحب کے کمرے کی جانب

NOVEL HUT

بڑھے۔ ان میں ہمت نہ تھی کہ وہ

دروازہ پار کرتے اور انہیں، ان

کے دونوں جوان بیٹوں کے ساتھ

ہوئے اس ظلم کے بارے میں

بتا سکیں۔ وہ جانتے تھے کہ ایک

باپ پر کیا گزرے گی جب اسے

NOVEL HUT

معلوم ہوگا کہ اس کا ایک بیٹا لاپتہ

جبکہ دوسرا شہادت کے مرتبے پر

فائز ہو چکا ہے۔ اس عمر میں اس

باپ کے واحد سہارے چھن چکے

تھے۔ باہر کسی نے عورتوں اور

بچوں کا کمرہ کھول دیا تھا کیونکہ اب

NOVEL HUT

صحن سے رونے کی آوازیں آ رہی
تھیں۔ کچھ آوازیں آس پاس کے
گھروں سے بھی آ رہی تھیں۔
"حسن آ بھی جاؤ اندر اور کہہ دو جو
بھی ہوا ہے۔ میں خدا کی رضا
سمجھ کر اسے قبول کر لوں گا۔" نذر

NOVEL HUT

صاحب کو آوازیں سن کر کسی

انہونی کے ہو جانے کا احساس

ہو گیا تھا۔ حسن صاحب لرزتے

قدموں کے ساتھ اندر داخل

ہوئے۔ کپڑے خون سے بھرے

NOVEL HUZ

ہوئے تھے اور آنکھیں رونے کی

وجہ سے لال تھیں۔

"صادق۔۔۔ لاپتہ ہے اور۔۔۔

سرور شہید ہو گیا ہے۔" جانے

کتنی تکلیف سے وہ یہ الفاظ ادا کر

پائے اور وہیں اپنے دوست کے

NOVEL HUT

پاس چارپائی پر بیٹھتے چہرہ ہاتھوں

میں گرائے رو دیے۔ ان کے

دوست کے سہارے بھی آج ان

سے چھن گئے تھے۔ نذر صاحب

نے ان کی کمر کو تھپتھپایا۔

NOVEL HUT

"میرے بیٹوں نے اس مٹی سے بہادری سیکھی ہے۔ رو مت بلکہ شکر کرو وہ بزدل نہیں نکلے۔" نذر صاحب کی کپکپاتی آواز بلند ہوئی۔ حسن صاحب نے ان کی طرف حیرت سے دیکھا۔

NOVEL HUT

"میں تو خوش ہوں کہ موت سے
پہلے اپنے بیٹوں کو ڈر کر چھپتے دیکھنے
کی بجائے نڈر بن کر دشمنوں کا
سامنا کرتے جان دیتے دیکھا
ہے۔" کہتے ہی نذر نے دل کے

NOVEL HUT

مقام پر ہاتھ رکھا اور چہرے پر

تکلیف کر آثار ابھرے۔

"نذر۔۔۔" حسن صاحب نے

آواز دی اور ان کا ہاتھ تھاما۔

"خدا حافظ دوست۔" انہوں نے

آخری بار حسن صاحب کو دیکھتے کہا

NOVEL HUT

اور سر ایک طرف کو جھک گیا۔

حسن صاحب کی آنکھوں سے

سیلاب کا ایک ریلا بہنے لگا۔ اپنے

عزیز دوست کو اپنی آنکھوں کے

سامنے جاتے دیکھنا موت کے

برابر تکلیف دہ ہوتا ہے۔ انہوں

NOVEL HUT

نے نذر صاحب کا ہاتھ تھامتے

عقیدت سے بوسہ دیا۔

وہ اپنے دوست سے ملنے آئے تھے

مگر وہ کہاں جانتے تھے کہ انہیں

اپنے دوست اور اس کے بیٹے کو

اپنے ہاتھوں سے دفنانا پڑ جائے

NOVEL HUT

گا۔ کوئی اس وقت حسن صاحب

سے پوچھتا کہ موت کیا ہوتی ہے؟

***

راجوری، ضلع پونچھ، مقبوضہ

کشمیر۔۔۔

NOVEL HUT

اس سب سے کچھ فاصلے پر واپس

اس پر سکون جگہ چلتے ہیں۔ جہاں

آج بھی سورج پوری آب و تاب

سے چمک رہا تھا۔ ماحول میں حسن

ہمیشہ کی طرح زندہ و جاوید تھا۔ ہر

طرف درختوں اور سبزے پر

NOVEL HUT

پرندوں کے نغمے گونج رہے تھے۔

کوئی زمین سے اپنی روزی تلاش کر

رہا تھا اور کوئی بہتے جھرنوں سے

اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔ غرض ہر

چرند، پرند اور انسان اپنے لیے

جینے کا سامان کر رہا تھا۔

NOVEL HUT

ان سب کو دیکھتے ہم پہاڑ پر بنے

دونوں گھروں میں سے ایک میں

دیکھیں تو لڑکی گھڑا اٹھاتے پانی

بھرنے کے لیے جانے کو تیاری کر

رہی تھی۔ چادر کے ہالے سے اس

کا پرکشش گندمی چہرہ واضع ہو رہا

NOVEL HUT

تھا۔ سب بہن بھائیوں نے آپس

میں کام تقسیم کیے ہوئے تھے اور

یہ اس کے پانی لانے کا وقت تھا۔

وہ باہر نکلتی، پہاڑ کے پتھریلے

راستوں سے ہوتی جھرنے کی

جانب بڑھی۔

NOVEL HUT

ساتھ والے گھر میں جھانکو تو بتول

اور بختیار چارپائی پر بیٹھے سبزی

کاٹنے میں مصروف تھے۔

"چلو اب میں سبزی دھوتا ہوں

تب تک تم باقی چیزیں تیار کرو۔"

وہ ٹوکری اٹھاتے چارپائی سے اترا

NOVEL HUT

اور سبزی دھونے کے لیے پانی کی

جانب بڑھا۔ جب اس کی نظر دور

پہاڑ کے دامن کی طرف جاتی نرگس

پر پڑی۔ وہ اپنی جگہ رک سا گیا۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ نے

بسیرا کیا۔ چاند واضع ہوئے۔

NOVEL HUT

"بھائی کیا بھوت دیکھ لیا ہے جو

ایک جگہ جم گئے ہیں؟" بتول اس

کی پشت کو گھورتے بولی۔

"بھوت تو نہیں مگر حُسن کی ملکہ کو

ضرور دیکھ لیا ہے۔" اس نے

بتول کی طرف مڑتے کہا اور عجلت

NOVEL HUT

سے ٹوکری چارپائی پر رکھتے وہ باہر

کی طرف بڑھا۔

"حسن کی ملکہ کو دیکھتے احتیاط کیجیے

گا۔ کہیں ملکہ کے محافظوں نے

دیکھ لیا تو عزت افزائی ہو جائے

گی۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ

NOVEL HUT

جان گئی تھی کہ بختیار کس کے

بارے میں بات کر رہا ہے۔

"بختیار حسن کسی سے نہیں ڈرتا۔"

وہ کہتے ہوئے دروازے کی

جانب بڑھا۔

NOVEL HUT

"بھائی۔۔۔رات کو کھانا نہیں کھانا

کیا؟" وہ اسے زچ کرتے ہوئے،

بلند آواز میں بولی۔

"آکر مدد کرواؤں گا نا۔ ابھی ایک

ضروری کام ہے۔" وہ کہتے ہوئے

عجلت میں باہر نکل گیا۔ بتول

NOVEL HUT

دوبارہ اپنے کام میں مصروف

ہو گئی۔

نرگس جبین جھرنے کے پاس پہنچتے

پانی بھرنے میں مصروف تھی جب

اسے اپنے عقب میں کسی کے

قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔

NOVEL HUT

اس نے جھرنے کے پاس بیٹھے بیٹھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے چہرے پر گہری مسکان پھیلی۔ اس نے رخ موڑ لیا۔ اس کے گال گلابی ہونے لگے۔ وہ پانی بھرتے اٹھی۔

NOVEL HUT

بختیار نے ایک طرف زمین پر لگے

پھولوں میں سے ایک پھول توڑا

اور سیدھا ہوا۔ پھول نرگس کی

جانب بڑھایا۔ جسے اس نے ہاتھ

بڑھاتے تھام لیا۔ چہرے کی

مسکان یونہی برقرار رہی۔

NOVEL HUT

"تم روز اس وقت پانی بھرنے آتی

ہو؟" وہ اپنے بالوں میں انگلیاں

چلاتے پوچھ رہا تھا۔ نرگس نے

بس اثبات میں سر ہلایا۔

سورج اب نرگس کی کمر کے پیچھے

تھا اور اس کی کرنیں بختیار کے

NOVEL HUT

چہرے اور آنکھوں کو روشن کر
رہی تھیں۔ اس کی بھوری آنکھیں
مزید چمکنے لگیں۔ نرگس نے سر
اٹھاتے اس کی آنکھوں میں
دیکھا۔ ایک مقناطیسی کشش نے

NOVEL HUT

اسے جکڑ لیا۔ دونوں کی آنکھیں

ملیں اور لوٹنا بھول گئیں۔

نرگس جبین کو اپنی قسمت پر رشک

تھا اور وہ یہ بات پوری دنیا کو بتانا

چاہتی تھی۔ اس کی آنکھیں ہی

نہیں، اس کی مسکراہٹ، اس

NOVEL HUT

کی باتیں، ہر بار نرگس نئے انداز

میں اس کی اسیر ہوجاتی۔

"تمہیں تحفہ پسند آیا؟" اس نے

جواب جانتے ہوئے بھی سوال

کیا۔ اس نے پھر صرف سرہلانے

پر اکتفاء کیا۔

NOVEL HUT

"کچھ تو بولو۔ کہاں کھو گئی؟" اس نے الجھتے ہوئے کہا۔ لہجہ ابھی بھی ہمیشہ کی طرح نرم ہی تھا۔

اب کے نرگس نے نفی میں سر ہلایا جیسے اس کی بات سے متفق نہ ہو۔

NOVEL HUT

"نرگس جبین۔" بختیار نے اس کی

آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتے

پکارا۔ ایک سحر سا ٹوٹا۔ اس نے

آنکھیں پٹپٹاتے سوالیہ انداز میں

ابرو اٹھائے۔

NOVEL HUT

"اتنے غور سے دیکھو گی تو میں بھی شرما جاؤں گا۔" وہ اسے خود کو غور سے دیکھتا پا کر مسکراتے بولا۔

گڑھے واضع ہوئے۔ نرگس نے فوراً نظریں پھیر لیں۔ اس کا چہرہ گلنار ہوا۔

NOVEL HUT

"تم دیکھ سکتی ہو ویسے۔ میں

تمہارا ہی ہوں۔" وہ پھر سے بولا۔

"کوئی دیکھ لے گا۔" نرگس

نے شرمیلی مسکان کے ساتھ،

باری باری دونوں طرف دیکھتے

کہا۔

NOVEL HUT

"دیکھنے دو۔ ڈرتا نہیں ہوں کسی

سے میں۔" ابھی کہ بختیار نے اتنا

ہی بولا تھا کہ کسی کی آواز نے ان

دونوں کو متوجہ کیا۔ دونوں کے

چہرے جو ابھی لال ہو رہے تھے،

NOVEL HUT

یک دم بے رنگ ہوئے۔ جیسے

چوری پکڑی گئی ہو۔

"بختیار پتر۔ کیا ہو رہا ہے؟" اپنے

عقب سے آتی آواز پر بختیار نے

آنکھیں میچیں اور پیچھے کی جانب

NOVEL HUT

مڑا۔ نرگس نے پھول فوراً چادر

کے اندر چھپا لیا۔

"بُوا۔۔۔وہ۔۔۔میں تو پانی

بھرنے آیا تھا۔" اس نے چہرے

پر زبردستی کی مسکان سجاتے بہانا

بنانا چاہا۔

NOVEL HUT

"اچھا۔۔۔ہاتھ میں پانی لینے آئے
ہو کیا؟ کسی نے چلّو بھر پانی میں
ڈوبنے کا کہا تھا؟" نسیم بی نے
اسے سر سے پیر تک دیکھتے کہا۔ اس
کا دل کیا کہ کاش اس کے پاس
جادو کی طاقت ہو اور وہ کسی ایک

NOVEL HUT

کو غائب کر دے۔ اس کے پیچھے
کھڑی نرگس کو بات سن کر ہنسی
بھی آئی مگر اپنی ماں کے خوف کی
وجہ سے بمشکل اسے چھپا لیا۔

NOVEL HUT

"نہیں ... میرا گھڑا پانی میں گر کر

ٹوٹ گیا ہے۔" اس نے تھوک

نگلتے پھر سے جھوٹ بولا۔

"پتر چند ماہ انتظار کر لو۔ شادی کے

بعد چاہے جتنے مرضی گھڑے توڑتے

NOVEL HUT

رہنا۔" انہوں نے مُسکراتے طنز

کیا۔

"جی بوا۔" وہ باادب انداز میں سر کو

خم دیتے بولا۔

"نرگس۔ پانی لے چلو گھر یا پھر

پیاسا مارنے کا ارادہ ہے، سب

NOVEL HUT

کو۔" اب کے وہ نرگس سے

مخاطب ہوئیں۔ تو وہ بغیر کچھ کہے

سر جھکائے واپسی کے راستے کی

جانب بڑھی۔

"بوا۔۔۔ نرگس کو کچھ مت کہیے

گا۔ یہاں میں خود آیا تھا۔" نسیم بی

NOVELHUT

بھی جانے کے لیے مڑیں تو بختیار

نے مدھم آواز میں کہا۔

"تم تو پانی بھرنے آئے تھے نا؟"

انہوں نے اس کی جانب مڑتے

سوالیہ انداز میں ابرو اٹھاتے

پوچھا۔

NOVEL HUT

"ہاں۔۔۔جی۔" اس نے سر

جھکاتے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی

پھوپھو کے ساتھ پیچھے پیچھے چل

دیا۔ حسن کی ملکہ کے محافظوں

کو بھی ابھی برآمد ہونا تھا۔

* * *

NOVEL HUT

دو دن یونہی پرسکون گزر گئے۔ آج

اگست کا آخری دن تھا اور سورج

اپنے ساتھ اداسی اچک لایا تھا۔

حسن صاحب اور بشریٰ بی آج گھر

واپس لوٹے تھے۔ ان کے گھر

آتے ہی افسردگی پھیل گئی تھی۔

NOVEL HUT

ہر سمت سوگ کا ماحول تھا۔

سب لوگ وہاں ہونے والا واقع

سن کر پریشان تھے۔ مگر سب سے

زیادہ فکرمند ہمیشہ کی طرح 'بتول

حسن' تھی۔

NOVEL HUT

"ابا تو اب چاچا کے گھر والوں کا کیا ہوگا؟" بتول کے چہرے پر رنج کے تاثرات تھے۔

"میں انہیں اپنے ساتھ یہاں لانا چاہتا تھا مگر ان کی بیٹی اور داماد اس بات سے راضی نہیں تھے۔

NOVEL HUT

وہ ان کا خیال خود رکھنا چاہتے

ہیں۔" انہوں نے بے تاثر چہرے

کے ساتھ جواب دیا۔ وہ آج پہلے

جیسے نہیں لگ رہے تھے۔ وہ دو

دن میں مرجھا سے گئے تھے۔ اس

NOVEL HUT

حادثے نے پل میں انہیں نڈھال

کر دیا تھا۔

"اب کیا ہو گا؟" وہ پھر گہری سوچ

میں ڈوبے بولی۔

"جو اللہ کو منظور ہوا۔" اس بار

جواب بختیار کی طرف سے آیا۔ جو

NOVEL HUT

کہ اپنے ابا کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا

ہوا تھا۔

"کیا واقعی میں تمہیں لگتا ہے کہ

پاکستان کے جاسوس موجود ہیں

یہاں یا پھر یہ سب بھارتی فوجیوں

کا رچایہ ایک کھیل ہے؟" انور

NOVEL HUT

صاحب نے اب کے بختیار سے

سوال کیا۔

"شاید جاسوس بھیجے بھی گئے ہوں

مگر اس وقت تو خبروں میں پاکستانی

حکومت اس بات سے انکار کر

NOVEL HUT

رہی ہے۔ میں نے سنا تھا ریڈیو

پر۔" اس نے اپنی رائے پیش کی۔

"دونوں حکومتیں بس ایک

دوسرے کے خلاف چالیں چلتی

ہیں اور اس سب میں پستا کون

NOVEL HUT

ہے؟ ہم معصوم کشمیری۔" انور

صاحب نے افسوس سے کہا۔

"پاکستانی ہمیشہ سے ہماری آزادی

کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ کون

کسی دوسرے کے لیے جنگوں میں

اپنی جانیں دیتا ہے؟ مگر پاکستانی

NOVEL HUT

فوج اور وہاں کے لوگ تک

ہمارے لیے بھارت سے لڑنے کو

تیار ہوتے ہیں۔ میں کبھی خود پر آئی

کسی مصیبت کا قصوروار انہیں

نہیں ٹھہرا سکتا۔" اس نے اپنے

پھوپھا کی بات کی نفی کرتے کہا۔

NOVEL HUT

"ہم سکون میں نہیں تھے کیا اس

سب سے پہلے؟ اب یہ واقعہ

پاکستان کی وجہ سے پیش آیا ہے۔

انہوں نے ایک نیا کھیل رچایا

ہے۔ جس میں ان کا تو کوئی نقصان

ہو نہیں رہا مگر کشمیریوں کی جانیں جا

NOVEL HUT

رہی ہیں۔ یہاں کی بیٹیوں کی عزتیں

رسوا کی جارہی ہیں۔ لوگ بے گھر

ہو رہے ہیں۔ وہ صرف زمین کی

لالچ میں یہ سب کررہے ہیں۔" ان

کا لہجہ اس بار تلخ تھا۔ بختیار نے

NOVEL HUT

حیرت سے انہیں دیکھا اور ایک

دکھی مسکان چہرے پر آئی۔

"سکون میں اور آزادی میں فرق

ہوتا ہے پھوپھا۔" وہ اب بھی

نرمی سے بات کر رہا تھا۔ انور

صاحب کچھ نہ بولے۔

NOVEL HUT

"سکون، آزادی کا مرہون منت ہے۔ ہم پر سکون ہیں کیوں کہ ہمارے آس پاس ہندو لوگ نہیں رہ رہے۔ ہمارے گاؤں میں سب گھر مسلمانوں کے ہیں۔ مگر آپ ان لوگوں کو نہیں جانتے جو ہندو آبادی

NOVEL HUT

کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ لوگ

پرسکون نہیں ہیں۔ انہیں اچھوت

سمجھا جاتا ہے۔ میں خود کئی سال

اپنے علاقے سے دور نوکری کرنے

کی غرض سے رہا ہوں۔ میں جانتا

ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ کیسے

NOVEL HUT

پیش آتے ہیں وہ سب۔" بختیار

کے لہجے میں دکھ کی ہلکی سی آنچ تھی

مگر چہرہ بے تاثر تھا۔ سب کی

زبانوں کو جیسے قفل لگ گئے تھے۔

NOVEL HUT

سب اسے سن رہے تھے۔

"اور اگر آپ کو لگتا ہے کہ پاکستانی
یہ سب صرف زمین کے ٹکڑے
کے لیے کر رہے ہیں تو یہ بھی ان کا
حق ہے۔ یہ زمین ان کے حصے میں
آتی تھی۔ جو تقسیم کے وقت کی
گئی فرنگی سازش کے نتیجے بھارت کو

NOVEL HUT

دے دی گئی۔ یہ ان کا حق ہے اور
وہ اپنے حق کے لیے جدوجہد کر
رہے ہیں۔" وہ کہتے ہوئے خاموش
ہوا۔ ایک سحر تھا اس کی آواز میں
بھی۔ بھاری، پرکشش مگر نرم
آواز۔ سب اسے ٹکٹکی باندھے

NOVEL HUT

دیکھ رہے تھے۔ علم انسان کو

نکھارتا ہے اور وہ نکھار اس میں

بخوبی نظر آرہا تھا۔

انور صاحب کچھ دیر مجسمہ بنے بیٹھے

رہے اور پھر خاموشی سے اٹھ کر

باہر نکل گئے۔ باہر نکلتے ان کی نظر

NOVEL HUT

گھر کی چار دیواری پر گئی۔ نرگس جو
کہ اس دیوار کی دوسری طرف اپنے
چھت پر کھڑی یہ گفتگو سن رہی
تھی، پتھر بنی ہوئی تھی۔ اپنے ابا کو
دیکھتے ہی عجلت میں ڈر کر پیچھے
ہوئی۔ اس کی دھڑکن تیز ہو چکی

NOVEL HUT

تھی۔ چہرہ پسینے سے بھرا ہوا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ اس کے ابا کبھی

اپنے خیالات کو نہیں بدلتے اور وہ

جان گئی تھی کہ ان کے اور بختیار

کے درمیان سوچوں کا جو فرق آیا

تھا یہ بہت طویل چلنے والا تھا۔

NOVEL HUT

وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ
رکھے، مٹی کی دیوار کے ساتھ نیچے
بیٹھے، اپنی حالت بحال کرنے
لگی۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے
دھندھلی ہوئیں۔ ٹانگیں بے جان
ہو رہیں تھیں۔ اس کے دل میں

NOVEL HUT

ایک خوف آیا تھا۔ اپنے من پسند

شخص کو کھونے کا۔ وہ اس کا

ہونے جارہا تھا۔

دوسری طرف بختیار کا دل بھی

ایک دم ڈوبا۔ اسے لگا شاید اس

نے اپنے خیالات بتا کر غلطی کردی

NOVEL HUT

ہے۔ جس کا نتیجہ صرف اسے نہیں

کسی اور کو بھی بھگتنا پڑے گا۔

پھر جنگیں تو تباہی لاتی ہی ہیں، یک

طرفہ نہیں دو طرفہ۔

NOVEL HUT

* * *

یکم ستمبر کا سورج اپنے ساتھ ایک

نئی خونی داستان کی خبر لیتا آیا۔

پاکستانی فوج نے موجودہ حالات

کے پیش نظر جموں کشمیر میں اپنی

افواج داخل کردیں اور "اکھ نور

برج" کو قبضے میں لینے کے لیے ایک

NOVEL HUT

جنگ کا آغاز کر دیا۔ یہ پل جموں
کشمیر کو بھارت کے ساتھ جوڑنے
کا سب سے اہم راستہ تھا اور
یہیں سے بھارتی افواج اپنا اسلحہ
اور دوسری نقل و حمل کرتے اس
علاقے میں داخل ہوا کرتی تھیں۔

NOVEL HUT

پاکستان جو اب تک 'یونائیٹیڈ نشین'
کے جموں کشمیر کے حق میں فیصلہ
کیے جانے کا منتظر تھا، اب اپنے
بل بوتے پر کشمیریوں کے لیے نکل
پڑا تھا۔ پاک افواج 'اکھ نور" پل کو
توڑ کر بھارت کے جموں تک آتے

NOVEL HUT

ایک بڑے راستے کو ختم کرتے
ہوئے کشمیر فتح کرنا تھا۔
بھارت نے بھی مقابلہ کرتے
ہوئے اپنی فوجیں جموں کشمیر کے
علاقوں میں پھیلا دیں۔ وہ علاقے
جو پہلے پرسکون تھے اب وہاں بھی

NOVEL HUT

خوف کا سماں تھا۔ اسلحے سے

لیس بھارتی سپاہی ہر طرف

مورچے بناتے نظر آرہے تھے اور

کہیں اپنی بندوقیں خاص سمت میں

ترتیب دیتے ہوئے۔

NOVEL HUT

عام لوگ گھروں میں بند ہو کر رہ
گئے تھے۔ کیونکہ بھارتی حکومت
نہیں چاہتی تھی کہ کشمیری بھی
اس حملے کا فائدہ اٹھاتے بغاوت
شروع کردیں اور انہیں بیرونی اور
اندرونی دو جنگوں کا سامنا کرنا پڑ

NOVEL HUT

جائے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو شاید

آج کشمیر آزاد ہوتا۔ مگر جو خدا کو

منظور ہو۔

اس سب ہل چل میں ہم پہاڑ کی

بلندی پر انہی دونوں گھروں میں

سے ایک میں جائیں تو بختیار اپنے

NOVEL HUT

گھر کی چاردیواری سے دور تک نظر

آتی جگہوں کو دیکھ رہا تھا۔ کہیں

گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں

اور کہیں دھماکوں سے اٹھتا

دھواں فضا میں بلند ہو رہا تھا۔

کشمیر ایک بار پھر جنگ کا شاہد بن

NOVEL HUT

رہا تھا۔ اس کی بھوری آنکھیں

اطراف کا جائزہ لے رہیں تھیں۔

کچھ دیر بعد وہ واپس اپنے کمرے کی

طرف بڑھ گیا۔ سب گھر والے

ایک ہی کمرے میں اکٹھے بیٹھے

ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

"بھائی۔۔۔کیا اب ہمیں بھی

اپنے گھر چھوڑنے پڑیں گے؟"

سوال اسی کی طرف سے آیا تھا جو

ہمیشہ سے جنگوں کے اثرات سے

ڈری رہتی تھی۔

NOVEL HUT

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا بتول۔

ابھی یہ جنگ چھوٹے پیمانے پر

ہے۔ دعا کرو یہ بڑھے نہ۔" وہ کہتے

ہوئے بتول کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ان

کے چھوٹے بہن بھائی بھی سہمے

ان کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

"بھائی کیا ہم سب کو مار دیں گے

وہ۔" نو سالہ مہر نے سہمے ہوئے

سوال کیا۔

"بختیار حسن تم سب سے وعدہ

کرتا ہے کہ وہ اپنی جان تو دے

دے گا مگر تم سب پر آنچ بھی نہیں

NOVEL HUT

آنے دے گا۔" اس نے مہر کو

اپنے سینے سے لگاتے کہا۔

"ہمیں بھی پاکستان چلے جانا چاہیے

تھا۔" اس بار زین بولا۔

"اپنا آبائی علاقہ اور گھر چھوڑنا اتنا

آسان ہوتا تو کون یہاں رہ کر یہ

NOVEL HUT

سب مظالم سہتا؟" اس کے

چہرے پر ایک درد بھری

مسکراہٹ پھیلی۔ چاند آج بھی

واضح ہوئے مگر ان کی خوشی ماند

پڑی ہوئی تھی۔ اس نے زین

کے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

NOVEL HUT

اب وہ بتول کی جانب جھکتے اس

کے بالوں پر بوسہ دے رہا تھا

اور پھر اس نے کوئی بات کی

تھی کہ سب مسکرا دیے تھے۔

کچھ فاصلے پر بیٹھیں اس کی والدہ

اسے دیکھ رہی تھیں۔ یہ وہی کر

NOVEL HUT

سکتا تھا۔ اپنے بہن بھائیوں کو

یوں سنبھال کر وہی رکھ سکتا

تھا۔ وہ سب کا خیال کیا کرتا تھا

اور سب کے لیے فکرمند ہوا کرتا

تھا۔ اسے جانے کسی الگ مٹی

سے بنایا گیا تھا۔ احساس اور

NOVEL HUT

محبت سے بھرپور، جس میں

دوسروں کے لیے ہمیشہ شفاف

اور سچے جذبے رہتے تھے۔

حسن صاحب بھی اسے ہی دیکھ

رہے تھے مگر ان کے ذہن میں

مہر اور زین کے معصومانہ سوال

NOVEL HUT

گونج رہے تھے۔ ان کے بچے

اس سب کو کیسے دیکھتے تھے اس

نے انہیں پریشان کیا تھا۔

یہی عالم ہر دوسرے گھر میں تھا۔

خوف نے سب سے زیادہ بچوں کو

متاثر کیا تھا۔

NOVEL HUT

* * *

مارچ ۱۹۶۵---

اسلامی جمہوریہ پاکستان---

تاریخ کے پنوں کو پلٹتے اس سب

کے پس منظر کا دوسرا رخ دیکھتے

ہیں جو کہ سب سے روپوش تھا۔

NOVEL HUT

وقت کی گہرائیوں میں غوطہ زن

ہوتے ہیں تو دھول میں اٹے کچھ

نئے راز واضع ہوتے ہیں۔

سن ۱۹۶۵ کے آتے ہی حالات کا

رخ ایسے رستوں پر چلنے لگا جس

نے دونوں ممالک میں کشیدگی کو

NOVEL HUT

مزید بڑھاوا دیا۔ اس سال کے

شروع میں ہونے والے الیکشنز میں

جنرل ایوب خان نے محترمہ فاطمہ

جناح کے خلاف دھاندلی سے

بازی تو لے لی مگر عام عوام کا ان

کی جیت کے خلاف شدید رد عمل

NOVEL HUT

آیا۔ جس سے ان کی حکومت کی

ساکھ کو بہت نقصان پہنچا تھا اور

اب وہ اپنی ساکھ بحال کرنے

کے لیے کسی موقع کے منتظر تھے۔

ایک سال پہلے، جموں کشمیر کے

ایک علاقے "حضرت بل" میں نبی

NOVEL HUT

پاک کے موئے مبارک کھوئے
تھے۔ جس کی وجہ سے وہاں کے
کشمیر باسیوں میں چھوٹے درجے پر
بھارت حکومت کے خلاف
بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ کئی مسلم
با اثر لوگ جو تقسیم کے وقت

NOVEL HUT

بھارت کی طرف داری کر رہے

تھے اب متنفر ہو چکے تھے۔

پاکستان حکومت نے اپنی ساکھ کو

بحال کرنے اور جموں کشمیر میں

چلنے والے موجودہ تنازعے کو مدنظر

رکھتے ایک منصوبہ ترتیب دیا۔

NOVEL HUT

جس کے ذریعے وہ کشمیر حاصل

کر کے اپنی حکومت کی متنازعہ

تصویر کو پلٹ سکیں۔

NOVEL HUT

سن ۱۹۶۵---

دفتر خارجہ اسلام آباد پاکستان---

یہ دفتر خارجہ کے ایک خفیہ اجلاس

کا منظر ہے۔ جہاں سربراہی کرسی

پر اس وقت کے وزیر خارجہ

ذوالفقار علی بھٹو صاحب براجمان

تھے۔ ان کے ساتھ ان کے

سیکرٹری عزیز احمد، لائن آف

NOVEL HUT

کنٹرول کے ایریا جنرل اختر ملک

اور آرمی چیف جنرل موسیٰ

نشستوں پر بیٹھے انہیں سن رہے

تھے۔

"امریکہ ۱۹۶۲ میں بھی ہماری کشمیر

فتح کے راستے ایک دیوار بنا تھا۔

NOVEL HUT

تب جب بھارت کی تمام افواج

چین سے جنگ میں مصروف تھیں

اور جموں کشمیر کو حاصل کرنا ایک

سنہری موقعے کی طرح ہمارے

سامنے تھا۔ مگر تب UN نے

مداخلت کرتے ہوئے عہد کیا تھا

NOVEL HUT

کہ اگر ہم ابھی ایسا کچھ نہ کریں تو

وہ مستقبل میں ضرور ہماری مدد

کریں گے۔ مگر نہیں۔ اب جب

اس واقعے کو تین برس بیتنے کو ہیں

اب تک وہ خاموش ہیں۔ اب

ہمیں کچھ کرنا ہوگا۔" ان کے

NOVEL HUT

چہرے پر امریکہ کے خلاف نفرت

کے آثار واضع تھے۔ آنکھوں میں

کشمیر کو فتح کرنے کا عظم تھا۔

"یہ کام خطرناک ہو سکتا ہے۔"

اجلاس میں موجود ایک شخص نے

اپنی رائے پیش کی۔

NOVEL HUT

"اب ہمیں خطرہ مول لینا پڑے گا۔ ہم یہ سب ایک خفیہ آپریشن کے تحت کریں گے۔" ان کی آنکھوں میں ایک چمک در آئی اور چہرے پر ایک طرف کو اٹھی مسکراہٹ۔

NOVEL HUT

"آپ کیا سوچ رہے ہیں؟" وہ ان
کے دماغ میں چلتے منصوبے کے
بارے میں آگاہی چاہتے تھے۔
"آزاد کشمیر سے رضاکارانہ کام
کرنے والے لوگوں کو اکٹھا کیا
جائے اور انہیں تربیت دے کر

NOVEL HUT

خفیہ طور پر جموں کشمیر بھیجا جائے

اور وہاں پر چلتی حکومت کے

خلاف کمزور بغاوت کو بڑھاوا دیا

جائے۔" ان کا چہرہ اب بے تاثر

تھا۔ سننے والے کان متوجہ تھے۔

NOVEL HUT

"بغاوت بڑھنے کے نتیجے میں UN جو
اب تک کشمیر کے معاملے پر
آنکھیں اور کان موندے ہوئے
ہے، ضرور جاگے گا اور اس سب
کا کوئی نہ کوئی انجام ضرور نکلے گا۔"
اب وہ بات مکمل کر کے خاموش

NOVEL HUT

ہوئے اور باری باری سب کو

دیکھا، جیسے اپنے پلان کے بارے

میں ان کے خیالات دریافت کرنا

چاہ رہے ہوں۔

NOVEL HUT

"اور آپ اس پلان کی کامیابی کے بارے میں اتنے پر امید کیسے ہیں؟"

پھر سے سوال کیا گیا۔

"بھارت ۱۹۶۲ کی چین کے ساتھ ہوئی جنگ کے بعد سے ابھی تک مکمل طور پر خود کو دوبارہ مستحکم

NOVEL HUT

نہیں کر سکا۔وہ ابھی کسی بھی

قسم کی پیش قدمی کا سامنا نہیں

کر پائے گا۔ اس طرح یہ موقع

ہمارے لیے بہترین ثابت ہوگا۔"

امید کی چمک سے ان کی آنکھیں

روشن تھیں۔

NOVEL HUT

سب شرکاء نے منصوبے پر اتفاق کیا۔

"تیر بھی چلے گا، شکار بھی ہوگا۔ مگر کمان اور شکاری مخفی ہوں گے۔

NOVEL HUT

Let's achieve our goal

through Mission

Gibraltar.' " ایک نئے عظم

کے ساتھ اس خفیہ مشن کی

شروعات ہوئی۔

NOVEL HUT

اگست ۱۹۶۵۔۔۔

'مشن جبرالٹر' کی تکمیل کے لیے
خاص جوانوں کو مقبوضہ کشمیر کی
حدود میں بھیجا گیا۔ خفیہ مشنز میں
سب سے اہم نقطہ منصوبے کے
ایک ایک جز پر احتیاط سے عمل
کرنا ہوتا ہے اور اگر ایک بھی قدم

NOVEL HUT

اصل پلان سے بھٹکے تو سب وہیں

منوں مٹی تلے دب جاتا ہے۔

بلکل ایسی ہی ایک غلطی یہاں بھی

ہوئی۔ جنرل موسیٰ نے عام

رضاکاروں کی بجائے فوج میں کام

کرتے جوانوں کو اس مشن پر بھیج

NOVEL HUT

دیا اور یہ وہ غلط قدم تھا جس نے

بھارت کو یہ خفیہ چال پکڑنے میں

کامیاب کردیا۔ یوں مشن جبرالٹر

کم وقت میں ہی خطرے سے دوچار

ہوگیا۔

NOVEL HUT

بھارت کے فوجیوں نے کشمیریوں

کے گھروں پر بے وقت چھاپے

مارنے شروع کر دیے اور کشمیری

نوجوانوں کو اغواہ کرنا شروع

کر دیا۔ بہادر مسلمان خواتین کی

عزتوں کو روندا گیا۔ بزرگوں کے

NOVEL HUT

سہاروں کو ان کی آنکھوں کے

سامنے اٹھا کر لے جایا جاتا۔ جو

مزاحمت کرتا وہ جان سے جاتا۔

کشمیر کی زمین تو ہمیشہ سے ہی خون

سے سیراب ہونے کی عادی ہے۔

NOVEL HUT

مگر ہر منصوبے کی طرح اس مشن

کے لیے بھی ایک پس پردہ متبادل

پلان بنایا گیا۔ جسے "مشن

گرینڈ سلَیم" کا نام دیا گیا۔

NOVEL HUT

یکم ستمبر ۱۹۶۵۔۔۔

"مشن گرینڈ سلَیم" کے تحت

پاکستانی فوج جموں کشمیر کو بھارت

کے ساتھ جوڑنے والے واحد پل

"اکھ نور" کو اپنے قبضے میں لے کر

بھارت کا کشمیر تک جاتا راستہ

روک لے گی اور یوں آسانی سے

NOVEL HUT

جموں کشمیر کو پاکستان اپنے قبضے
میں لے لے گا۔ وہ جنگ جو پس
پردہ ایک عرصے سے چل رہی
تھی۔ یکم ستمبر کو منظر عام پر
آئی۔ بھارت جو کہ معاشی و
معاشرتی حالات کی جنگ لڑ رہا تھا

NOVEL HUT

اس نے بھی منصوبہ بنایا۔ "مشن
گرینڈ سلیم" کی مزاحمت کے ساتھ
ساتھ بھارتی افواج نے بھی
منصوبہ بنایا کہ پاکستانی افواج کے
ایک جنگ میں مصروف ہونے کا
فائدہ اٹھاتے ہوئے، وہ پنجاب

NOVEL HUT

پاکستان کے علاقوں پر حملہ کریں
گے اور لاہور اور سیالکوٹ پر
قابض ہو کر جی۔ٹی روڈ کو توڑ کر
ختم کر دیں گے تاکہ پاکستان سے
بھارت میں داخل ہونے کا واحد
راستہ بھی ختم کر دیا جائے۔ اور

NOVEL HUT

پھر یوں ٦ ستمبر ١٩٦٥ کو رات کے

اندھیرے میں پنجاب کے علاقوں

میں بھارت نے حملہ کر دیا۔ یوں

ایک بڑے رقبے پر جنگ کا آغاز

ہوا۔ سن ١٩٦٥ کی جنگ کا آغاز۔

وہ جنگ جو ہماری کتابوں میں ٦

NOVEL HUT

ستمبر کو شروع ہوتی ہے اور ۱۴

ستمبر کو ختم ہوتی ہے وہ تو حقیقت

میں ۱۹۶۵ کے آغاز سے ہی شروع

تھی یا یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ یہ

جنگ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم

کے وقت سے چل رہی ہے۔ مگر

NOVEL HUT

جب یہ جنگ منظر عام پر آتی ہے تو

اسے کسی خاص تاریخ اور سال

کے ساتھ منسوب کر دیا جاتا ہے۔

***

NOVEL HUT

۶ ستمبر ۱۹۶۵ ۔۔۔

راجوری، ضلع پونچھ، جموں

کشمیر۔۔۔

ایک ہفتہ گزرنے کو تھا مگر جنگ

نے طوالت پکڑ لی۔ بھارت نے

لاہور اور سیالکوٹ پر حملہ کرتے

ایک نیا محاذ کھول دیا۔ اس کا فائدہ

NOVEL HUT

یہ ہوا کہ بھارتی فوج جنگ میں
مصروف ہوگئی اور کشمیر کے
علاقوں کو وقتی طور پر خالی کر دیا
گیا۔ بارڈر پر بھی جھڑپ جاری
تھی۔ دور لائن آف کنٹرول پر
گولیوں اور دھماکوں کی آوازیں

NOVEL HUT

مسلسل آرہیں تھیں۔ مگر لوگ

اب پر سکون تھے۔ یہ آوازیں ان

بہادر لوگوں کے لیے ایک غیر

ضروری ساز سے زیادہ کوئی اہمیت

نہیں رکھتی تھیں۔ سر سبز وادی میں

بارودی مواد کے پھٹنے سے ہوا میں

NOVEL HUT

دھویں کے مرغولے اٹھ رہے
تھے، جو کہ پہاڑ کی اونچائی سے دور
تک واضع نظر آرہے تھے۔
لوگ جو گھروں میں اب تک بند
تھے، کچھ حد تک آزاد ہوئے۔ دن
گزرنے کے ساتھ ساتھ جنگ کی

NOVEL HUT

شدت بڑھتی جارہی تھی۔ ہندو

آبادی کے ساتھ رہتے مسلمان

محفوظ نہیں تھے۔ اشتعال پسند

ہندو مسلمانوں اور ان کے گھر بار

پر حملے کررہے تھے۔ ظلم سے

ستائے مسلمانوں کے پاس

NOVEL HUZ

حفاظت کا واحد راستہ ہجرت

تھی۔ جن گاؤں کے لوگ بھارت

کے ظلم و ستم سے سب سے

زیادہ تنگ تھے وہ اپنی اور اپنی اولاد

کی حفاظت اور اچھے مستقبل

کے لیے کسی بھی طرح پاکستان

NOVEL HUT

پہنچنا چاہتے تھے۔ کچھ تو ایسے تھے

جن کے خاندان تک اجڑ چکے

تھے۔

راجوری چونکہ بارڈر کے ساتھ کا

علاقہ تھا۔ اس وجہ سے وہاں اس

وقت کئی علاقوں سے آئے لوگ

NOVEL HUT

اکٹھے ہو رہے تھے جو کہ پاکستان

جانے کو تیار تھے۔ وہ سب خود پر

ہوئے مظالم کی داستانیں سناتے

تھے۔ اس سب کو دیکھتے حسن

صاحب نے بھی اپنے بچوں کی

حفاظت کے لیے ایک کٹھن فیصلہ

NOVEL HUT

کیا۔ اپنے آبائی گھر، زمینوں اور
جائیداد کو چھوڑتے ایک پرسکون
جگہ جانے کا فیصلہ۔ جہاں کی فضا
خوف ہراس سے آزاد ہو۔ جہاں
بیٹوں کو اپنی جانوں اور بیٹیوں کو

NOVEL HUT

اپنی عزت کی حفاظت کے لیے

چھپنا نہ پڑے۔

اس وقت حسن صاحب اور انور

صاحب دونوں اکٹھے بیٹھے ہوئے

تھے۔ دونوں کے علاوہ ان کی

بیویاں اور بختیار بھی موجود تھا۔

NOVEL HUT

چند دن پہلے ہوئی بات کے بعد وہ

آج حسن صاحب کے بلانے پر

آئے تھے۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم بھی ہجرت

کے قافلے کے ساتھ پاکستان

NOVEL HUT

چلیں۔" حسن صاحب نے سب

کو متوجہ ہوتے دیکھ کہا۔

"مگر کیوں؟" سوال انور صاحب کی

طرف سے آیا۔

"میں نہیں چاہتا کہ کل کو میرے

بیٹوں کی جان جائے یا پھر میری

NOVEL HUT

بیٹی کی عزت کو روندا جائے۔" ان

کا لہجہ بے تاثر اور چہرہ سنجیدہ تھا۔

"اگر کسی مسئلے میں نہ پڑو تو کچھ

نہیں ہوتا۔ مصیبت میں وہی

پڑتے ہیں جو ہر مسئلے میں ٹانگ

اڑاتے ہیں۔ آج تک ہمیں کسی

NOVEL HUT

نے کچھ نہیں کہا اور آگے بھی ہم

محفوظ رہیں گے۔" ان کے لہجے

میں طنز کی آنچ محسوس ہوتی تھی۔

"ظلم اور برائی کے خلاف خاموش

رہنا بھی غلط ہوتا ہے۔" جواب

بختیار کی طرف سے آیا۔ وہ بولنا

NOVEL HUT

نہیں چاہتا تھا مگر خاموش بھی نہ رہ

سکا۔

"دیکھو انور خطرہ تو ہوتا ہے نہ ہمیشہ

ہی۔ کب جانے کیا ہو جائے کسے

معلوم۔ میں نہیں چاہتا کہ جس

خوف میں ہم اور ہمارے بچے پل

NOVEL HUT

بڑھ رہے ہیں اسی خوف کے

سائے میں ہماری نسلیں بھی

پروان چڑھیں۔" انور صاحب کے

کچھ کہنے سے پہلے ہی حسن صاحب

بول پڑے۔

NOVEL HUT

"تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔ میں اپنی زمینیں اور جائیداد چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہا۔ تم لوگ بزدل ہو جو ڈر کر سب چھوڑ کر بھاگنا چاہتے ہو میں نہیں۔" انور صاحب اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

"بات اپنی جان کی ہو تو ہر کوئی

لڑتے ہوئے جان دے کر

شہادت کا رتبہ حاصل کرنا چاہتا

ہے۔ مگر جب بات بہنوں اور

بیٹیوں کی عزت پر آئے تب ان کی

حفاظت کسی بھی مال و متاع سے

NOVEL HUT

زیادہ عزیز ہو جاتی ہے۔" حسن

صاحب نے افسوس بھرے لہجے

میں کہا۔ انور صاحب پر ان کی کوئی

بات اثر نہ کر رہی تھی۔

"بہنوں کی عزت تاج کی مانند ہوتی

ہے انور۔ اس کی حفاظت کی جاتی

NOVEL HUT

ہے نہ کہ اسے قدموں میں رسوا کیا

جائے۔" انہوں نے سمجھاتے

ہوئے کہا۔

"آج تک خدا نے ہماری بیٹیوں کی

حفاظت کی ہے۔ کل بھی کرے

گا۔ اور جو مصیبت قسمت میں

NOVEL HUB

لکھی ہو وہ کہیں بھی ہم تک پہنچ
جائے گی۔ میں اپنا سب کچھ چھوڑ
کر کہیں نہیں جا سکتا۔" انہوں نے
اٹل فیصلہ سناتے کہا۔ اپنے
پھوپھا کی باتیں سنتے بختیار کو اپنا دل

NOVEL HUT

کسی برچھی سے زخمی ہوتا محسوس

ہوا۔

"ٹھیک ہے تمہارا جو بھی فیصلہ

ہے۔ میں اپنی بہن کو چھوڑ کر

جاؤں گا مگر تمہیں کل تک سادگی

سے نرگس اور بختیار کا نکاح کرنا

NOVELHUT

ہوگا۔ ہم اسے ساتھ لے کر جائیں

گے۔" حسن صاحب نے اپنی

رائے پیش کرتے کہا۔ انور

صاحب نے حیرانگی سے انہیں

دیکھا۔ بختیار کا دل خوشی سے

جھوما۔ سر جھکاتے مدھم سا

NOVEL HUT

مسکرایا۔ دو چاند نمودار ہوئے اور پھر چھپ گئے۔ نسیم بی اور بشریٰ بی کو دونوں کی باتیں ششدر کر رہی تھیں۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کو یوں خود سے دور جانے دوں گا؟"

NOVEL HUB

حیرت اور طنز سے لبریز جملہ کسی

تیر کی مانند محسوس ہوا۔ بختیار کا

دل کرچی کرچی ہوا۔ آنکھوں میں

بے اختیار آنسو جمع ہوئے۔

"جو تمہاری بیوی ہے وہ بھی کسی

کی بہن ہے۔" حسن صاحب کا لہجہ

NOVEL HUT

اب کے ذرا تلخ ہوا۔ آنکھیں ہلکی

نم ہوئیں۔ نسیم بی کی آنکھوں سے

بھی آنسو جھلکنے لگے۔

"وہ میری بیوی ہے۔" انور

صاحب نے بھی اسی انداز میں

جواب دیا۔ نسیم بی نے ان کے

NOVEL HUT

بازو پر ہاتھ رکھتے انہیں جیسے ضبط

کرنے کا کہا۔

"نرگس بھی بچپن سے میرے بیٹے

کی منگ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم

اسے بختیار رکے ساتھ ہی

رخصت کرو۔ میں اس کی حفاظت

NOVEL HUT

کا وعدہ کرتا ہوں۔ وہ میرے پاس

میری بہن کی نشانی کے طور پر

رہے گی۔" حسن صاحب نے اب

کے لہجہ نرم کرتے کہا۔ بختیار نے

سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ

پرامید نظروں سے اپنے پھوپھا

NOVEL HUT

پھوپھی کو دیکھا۔ نسیم بی کا دل چاہا

اپنی جان نکال کر بختیار کے

حوالے کردیں۔ انور صاحب نے

باری باری دونوں باپ بیٹا کو

دیکھا۔

NOVEL HUT

"خدا کے لیے پھوپھا۔ میں نے

آپ سے اور پھوپھو سے آج تک

سوال نہیں کیا مگر آج کہتا ہوں۔

نرگس جبین اور مجھے الگ مت

کریں۔" مٹی جیسی بھوری

آنکھوں سے جھرنا پھوٹ کر گالوں

NOVEL HUT

پر بہہ رہا تھا۔ آواز کپکپائی ہوئی

تھی۔ ہاتھوں میں بھی لرزش تھی

جسے وہ چارپائی کی لکڑی کو تھامے

روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نسیم

بی کو وہ بچپن سے عزیز تھا۔ وہ

اسے تڑپتا کیسے دیکھ سکتی تھیں۔

NOVEL HUT

"حسن تم ہجرت کے فیصلے کو چھوڑ

دو۔ اسی میں سب کا سکھ ہے۔

تمہارا، ہمارا اور سب سے بڑھ کر

بختیار کا۔" انور صاحب نے

نظریں چراتے کہا اور بنا رکے،

باہر کی جانب بڑھ گئے۔ وہ چاہے

NOVEL HUT

بختیار سے جتنا بھی ناراض ہو لیں

مگر انہیں وہ بہت پیارا تھا۔

بشریٰ بی کی آنکھیں بھی برس

پڑی۔ ان سے مزید وہاں بیٹھا نہ

گیا۔ وہ عجلت سے آنکھیں چادر

سے رگڑتے باہر کی جانب بڑھ

NOVEL HUT

گئی۔ ان کا لاڈلا بیٹا تڑپ رہا تھا۔

وہ کیسے یہ دیکھ سکتی تھیں۔ بختیار

سب کو پیارا تھا۔ آج وہ پہلی بار

کسی خواہش کی طلب کے لیے رویا

تھا۔ اس کا رونا سب کے دلوں کو

رلا رہا تھا۔ حسن صاحب نے

NOVEL HUT

نظریں جھکا لیں۔ جیسے ایک باپ

اپنے بیٹے کی خواہش پوری نہ کرنے

پر شرمندہ ہوا ہو۔

"مجھے معاف کرنا بختیار۔ تم مجھ

سے میری جان مانگو وہ میں دے

دوں گی کیونکہ وہ میرے اختیار میں

NOVEL HUT

ہے۔ مگر جو تم نے مانگا ہے، اس

پر میرا اختیار نہیں ہے۔" نسیم بی

کے گال بھیگ رہے تھے اور آواز

بھرائی ہوئی تھی۔ دل ایک الگ

لے پر دھڑک رہا تھا۔

NOVEL HUT

"نسیم تم منا سکتی ہو انور کو بات

کرو اس سے۔ ہمارے ساتھ

پاکستان چلو۔ اس سرزمین پر جہاں

ہمارے بچوں کے پاس مستقبل

ہو۔ جہاں کوئی خوف نہ ہو۔"

حسن صاحب نے پشیمان سے

NOVEL HUT

لہجے میں کہا۔ آنکھوں میں سیلاب

پر ایک بندھ باندھے ہوئے، وہ

نظریں چرا رہے تھے۔

"میں کوشش کر سکتی ہوں صرف۔

اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ انہیں تو

آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ جس بات

NOVEL HUT

پر ایک بار جم جائیں اس سے ہٹتے

نہیں ہیں۔" ان کے لہجے میں بے

بسی تھی۔ جیسے وہ جانتیں تھیں کہ

اب کیا ہونا ہے۔

NOVEL HUT

جدائی کا ایک نیا بیج بویا جانا تھا،

جس سے کئی لوگوں نے اکٹھے اجڑنا

تھا۔ نسیم بی سے مزید ضبط نہ ہو

سکا تو وہ بھی کمرے سے نکل

گئیں۔ اب کے پیچھے دونوں باپ

بیٹا رہ گئے تھے اور ایک چبھتی

خاموشی۔ دونوں کے دل زخمی

تھے اور ایک دوسرے کو دلاسا

NOVEL HUT

دینے سے قاصر بھی۔ بختیار نے

اپنے آنسو پونچھے اور اپنے ابا کو

سیکھا۔

"ابا فکر نہ کریں خدا سب بہتر

کرے گا۔" اس نے ان سے

زیادہ جیسے خود کو دلاسا دیا ہو۔

NOVEL HUT

حسن صاحب نے اس کا ہاتھ

تھپتھپایا اور چہرے پر زبردستی کی

مسکان سجائی۔ غروب ہوتا

سورج بھی جیسے سب دیکھتے

فکرمند ہوا اور ابھرتا چاند بھی

اداس ہوا۔

NOVEL HUT

* * *

نرگس جبین اور اس کے بہن بھائی ابھی تک ساتھ والے گھر میں ہوئی گفتگو سے بے خبر تھے۔ اسے اپنے اماں ابا فکرمند اور پریشان لگے مگر سوال کون کرتا۔ ایک طویل

NOVEL HUZ

خاموشی اسے کسی گڑبڑ کا عندیہ
دینے لگی تھی۔ اس وقت وہ اپنی
امی کے ساتھ باروچی خانے میں
کام کررہی تھی۔ شام ہونے کو
تھی سو رات کے کھانے کا انتظام

NOVEL HUT

کیا جارہا تھا۔ اس نے ہمت کی اور

کچھ سوچتے سوال کیا۔

"امی، سب ٹھیک ہے کیا؟ آپ

اور ابو بہت پریشان لگ رہے

ہیں؟" اس نے تندور میں روٹی

لگاتے نسیم بی کو دیکھا۔

NOVEL HUT

"سب ٹھیک ہے۔ ہمیں کیا ہونا ہے؟" انہوں نے کافی حد تک خود پر ضبط کا پتھر رکھتے پرسکون سے انداز میں، سالن میں چمچ ہلاتے جواب دیا۔

NOVEL HUT

"امی مگر کل سے، جب سے آپ

اور ابو ماموں کے گھر سے آئے

ہیں، آپ پریشان لگ رہے ہیں۔

سب ٹھیک تو ہے نا؟ کیا ابا کی پھر

کسی سے بحث ہوئی ہے؟" وہ

بختیار کا نام لینا چاہتی تھی مگر اپنی

NOVEL HUT

اماں کے سامنے شرماتے اس کا

نام بھی نہیں لیا کرتی تھی۔

"تمہارے ابا کی چھوٹی موٹی بحث

چلتی رہتی ہے۔ کچھ نہیں ہوا۔"

ان میں ہمت نہیں تھی اتنی کہ اپنی

بیٹی کو اپنے بھائی کی جدائی اور اس

NOVEL HUT

کے ٹوٹتے رشتے کی خبر سنائیں۔ وہ
کیسے خود اپنی بیٹی کو اس کا خواب
ٹوٹنے کے بارے مطلع کر سکتی
تھیں۔ ایک لمحے کو جھوٹ بولتے
ان کے ہاتھوں میں لرزش ہوئی
تھی مگر انہوں نے بخوبی اسے

NOVEL HUT

چھپایا۔ نرگس ابھی تک غور سے

ان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"جلدی کرو۔ کھانا لگاؤ۔ ابا

تمہارے ابھی آجائیں گے۔" وہ

نظریں چراتے کہہ کر چولہے سے

سالن کی دیگچی اتارتے لے گئیں۔

NOVEL HUT

نرگس جبین کے دل میں انجانے

خوف کی ایک چنگاری جل رہی

تھی۔ بختیار کا دل تڑپ رہا تھا تو

نرگس کیسے پرسکون رہ سکتی تھی۔

آخر کو دونوں کے دل جس مضبوط

ڈور سے جڑے تھے وہ محبت کی

NOVEL HUT

ڈور تھی اور محبت میں ایک

دوسرے کے دل کے حالات تو

خود واضع ہوتے جاتے ہیں۔

نرگس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ

بختیار سے خود پوچھے گی سب۔

اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اس سے

NOVEL HUT

کچھ چھپایا جارہا ہے۔ اس نے کھانا

لگایا اور سب کے ساتھ دسترخوان

پر بیٹھی بھی مگر ایک لقمہ بھی

سکون سے اس کے حلق سے نہیں

گزر پایا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ

اپنے کمرے میں آئی اور ایک کاغذ

NOVEL HUT

پر چند جملے لکھے۔ اب اسے یہ کاغذ

بختیار تک پہنچانا تھا۔

اس نے کشمکش میں اطراف

میں نظریں دوڑائیں۔ اسے سمجھ

نہیں آرہا تھا کہ وہ کس کے ہاتھ

یہ رقعہ اس تک پہنچائے۔ اسی

NOVEL HUT

سوچ میں اس کی نظر اس ڈاکیا پر

پڑی جو ہر بار بختیار کے تحائف

اس تک پہنچاتا تھا۔ آج پہلی بار

نرگس نے کوئی پیغام ارسال کرنا

تھا۔

NOVEL HUT

"ہاجرہ۔۔۔ تم یہ انہیں دے آؤ

گی۔۔۔۔بہت ضروری ہے۔"

اس نے ایک طرف چارپائی پر

بیٹھے، مٹی کے کھلونوں سے کھیلتی

ہاجرہ کو کہا۔ ہاجرہ کچھ کہنے لگی تھی

مگر پھر اپنی بہن کے چہرے کو

NOVEL HUT

دیکھتے ٹھٹھکی۔ لالٹین کی روشنی

میں، اس کا چہرہ واضح ہو رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں واضح پریشانی

جھلک رہی تھی۔

NOVEL HUT

"آپا سب ٹھیک تو ہے نا؟" اس نے کھلونے ایک طرف رکھتے وہ رقعہ پکڑ لیا۔

"تم بس یہ پہنچا آؤ تمہیں میں اس کے بدلے ایک آنا دوں گی۔" اس کے لہجے میں منت تھی۔

NOVEL HUT

"دینا کسے ہے؟" اس نے کندھے

اچکاتے سوال کیا۔

نرگس کچھ پل اس کی آنکھوں

میں دیکھتی رہی۔ پھر آس پاس

نظریں پھیریں۔ جیسے کہ دیکھ

رہی ہو کہ کوئی اس کی طرف

NOVEL HUT

متوجہ تو نہیں۔پھر ہاجرہ کے کان

کے پاس جھکی۔

"میں رات کے اس پہر کسے

چٹھی لکھ سکتی ہوں؟" اس نے

سرگوشی کرتے کہا۔

NOVEL HUZ

"آپ نے پہلے کبھی نہیں لکھی تو مجھے کیا معلوم۔" وہ معصومانہ انداز میں بولی۔ نرگس کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

NOVEL HUT

"تم سب کے لاڈلے بھائی کو۔"

اس نے اس کی مٹھی میں رقعہ

سونپتے کہا۔

"ہم سے زیادہ تو آپ کے لاڈلے

ہیں۔" ہاجرہ شرارتی انداز میں

کہتی باہر کو بھاگی۔ پیچھے نرگس

NOVEL HUT

جبین ایک پل کو گلال ہوئی۔

ایک شرمیلی مسکان نے چہرے

کو سجایا۔ اس سحر کو پھر سے

ایک سوچ نے توڑا۔ کچھ تو غلط

تھا۔ وہ اضطراب سے کمرے میں

چکر کاٹنے لگی۔ گزرتے ہر لمحے کے

NOVEL HUT

ساتھ اس کی بے چینی میں اضافہ ہو

نے لگا۔

دوسری طرف ہاجرہ نے دروازہ

کھٹکھٹایا تو بختیار نے ہی کھولا۔ ہاتھ

میں لالٹین لیے وہ ازلی مسکراہٹ

NOVEL HUT

کے ساتھ کھڑا تھا مگر آج اس کی

مسکان مرجھائی سی تھی۔

"یہ باجی نے دیا ہے۔ بہت

پریشان لگ رہی ہیں وہ۔" اس

نے خط بختیار کی طرف بڑھایا، جو

NOVEL HUT

اس نے فکرمندی سے تھاما۔ ہاجرہ
واپسی کے لیے مڑ گئی۔
بختیار نے دروازہ بند کرتے لالٹین
طاق میں رکھتے وہ کاغذ کھولا۔
"کیا ہم مل سکتے ہیں آج، عشاء کے
بعد، گھر کی پچھلی طرف۔ میں زیادہ

NOVEL HUT

وقت نہیں لوں گی آپ کا۔" اس

نے سطریں پڑھیں۔ چہرے پر

ایک افسردہ مسکان آئی۔

وہ سامنے ہوتی تو بختیار اسے کہنا

چاہتا تھا کہ "بختیار حسن اپنا سارا

وقت نرگس جبیں پر قربان

NOVEL HUT

کردے۔" مگر کچھ باتیں انسان

کبھی کہہ نہیں پاتا۔ وہ دل کے

گہرے خانوں میں ہمیشہ کے لیے

مدفون رہ جاتی ہیں۔

NOVEL HUT

رات کے اندھیرے میں وہ احتیاط

سے قدم اٹھاتی گھر کے پچھلے حصے

کی طرف بڑھی۔ قدموں کے نیچے

آتی جھاڑیوں اور پتھروں کی

آوازیں بھی آج اسے ڈرا رہی

تھیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم

رکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ آسمانی

چاند اس کی کاروائی کا شاہد تھا۔ وہ

NOVEL HUT

عقب میں پہنچی تو وہ پہلے سے ہی

وہاں موجود تھا۔ اپنے گھر کی دیواد

سے ٹیک لگائے اس کی راہ تکتا۔

لمحے بھر کو دونوں کی نظریں ٹکرائیں

اور پھر وہ آگے بڑھی۔ دوپٹے

سے اس کا چہرہ اور کالے بال

NOVEL HUT

جھلک رہے تھے۔ آج سبزو

سنہری آنکھوں کی چمک ماند پڑی

ہوئی تھی بالکل اس کی ماند پڑی

مسکراہٹ کی طرح۔

"تم نے بلایا مجھے نرگس جبین۔ بولو

کیا بات ہے۔" کچھ پل جب نرگس

NOVEL HUT

مسلسل آگے پیچھے دیکھتی رہی اور

کچھ نہ بولی تو بختیار نے ہی بات کا

آغاز کیا۔ اس کا دل خوفزدہ تھا کہ

اگر نرگس کو سب معلوم پڑ گیا ہوا

تو پھر۔ وہ کیسے اس کے سوالوں

NOVEL HUT

کے جواب دے گا۔ وہ کیسے اسے

تکلیف میں دیکھ پائے گا۔

"کل آپ کے گھر کیا بات ہوئی

تھی۔ کیا ابا اور آپ کی پھر سے

بحث ہوئی ہے؟ جھوٹ مت

بولیے گا اور نہ ہی کچھ چھپائیے

NOVEL HUT

گا۔" اس نے سر جھکائے، بھرائی

آواز میں کہا۔

"کچھ بھی تو نہیں ہوا؟" اس نے

اپنا لہجہ پرسکون رکھتے کہا۔ دل

نے شکر ادا کیا کہ اسے ابھی تک

NOVEL HUT

کچھ نہیں پتہ ورنہ وہ اسے تکلیف

میں کیسے دیکھ پاتا۔

"جھوٹ مت بولیں۔ میرا دل کہہ

رہا ہے کہ کچھ ہوا ہے۔ امی اور ابو

دونوں کل سے پریشان لگ رہے

ہیں۔ مجھے کچھ بھی صحیح نہیں لگ

NOVEL HUT

رہا۔" اس کی آواز پہلے سے زیادہ

نم تھی۔ اب بھی نظریں جھکی

ہوئی تھیں۔

"نرگس جبین، میری طرف دیکھ کر

بات کرو۔ یوں سر جھکا کر تم اپنے

دل کا حال مجھ سے چھپا نہیں پاؤ

NOVEL HUT

گی۔" اس کے پاس چھونے کا حق

نہیں تھا ورنہ وہ اس کا جھکا سر

اپنے ہاتھوں سے بلند کرتا۔

نرگس کی آنکھوں میں ٹھہرا پانی

جھرنے کی صورت گالوں پر بہہ

نکلا۔ اس نے چہرہ اوپر کیا۔ بختیار

NOVEL HUT

کا دل ایک لمحے کو کیا کہ سب

بھول بھلا کر اسے اپنے سینے سے

لگا کر دلاسا دے۔ مگر وہ اپنی حدود

جانتا تھا۔ اس نے اپنے کرتے کی

جیب سے رومال نکالتے نرگس

کے سامنے لہرایا۔

NOVEL HUT

"تمہارے آنسو بہت قیمتی ہیں۔

انہیں یوں ضائع مت کریں۔"

اس نے رومال اسے تھماتے کہا۔

نرگس نے اپنی آنکھیں صاف کیں

اور پرامید نظروں سے اسے

دیکھا۔ جیسے وہ کسی مسیحا کو دیکھ

NOVEL HUT

رہی ہو جو اس کی مسیحائی کرے

گا۔

"تم کب سے یہی سوچ رہی ہو۔

جانتی تو ہو میں صرف پھوپھو کا

نہیں تمہارے ابا کا بھی لاڈلا

ہوں۔ کل میری اور ان کی کوئی

NOVEL HUT

بحث نہیں ہوئی۔ تم خوامخواہ اپنے

پیارے سے دل کو تکلیف دے

رہی ہو۔" وہ دیوار سے ٹیک لگائے

چاند کی روشنی میں واضع ہوتے

اس کے چہرے کو بغور دیکھتے کہہ رہا

تھا۔

NOVEL HUT

"میرا دل غلط نہیں کہتا

بختیار۔۔۔ میرا دل کہہ رہا ہے کچھ

غلط ہونے والا ہے۔" اس نے

فکرمندی سے کہا۔

NOVEL HUT

بختیار چہرہ جھکائے بے اختیار

مسکرا دیا۔ گالوں پر چاند

ابھرے۔ نرگس نے پہلی بار اسے

نام سے پکارا تھا۔ اسے آج پہلی

بار اپنا نام بہت خوبصورت لگا

تھا۔ نرگس نے حیرت سے اسے

دیکھا۔ کیا وہ شرما رہا تھا؟ اس نے

NOVEL HUT

بھی پہلی بار اسے یوں شرماتے

دیکھا تھا۔

"کیا ہوا آپ کو میں نے ایسا بھی کیا

کہہ دیا؟" اس نے بختیار کے

چہرے کے سامنے ہاتھ ہلاتے

ناسمجھی سے سوال کیا۔

NOVEL HUT

"کچھ نہیں۔ بس اب ہمیشہ

تمہارے منہ سے دوبارہ اپنا نام

سننے کی خواہش رہے گی۔" اس

نے مسکراتی آنکھوں کے ساتھ

اس کی جانب دیکھتے کہا۔ نرگس

جبین کو اب احساس ہوا تھا کہ اس

NOVEL HUT

نے عجلت میں بولتے بختیار کو نام

سے پکارا تھا۔ اس کی بات سنتے

نرگس کے چہرے کا رنگ پل میں

بدلا۔ اس نے نظریں چرائیں۔

چاند کی ہلکی چمک میں بھی بختیار

NOVEL HUT

نے اس بدلتے رنگ کو بخوبی

محسوس کیا تھا۔

"کچھ بھی سوچ کر خود کو پریشان

مت کیا کرو۔ تم پریشان ہوتی ہو تو

میرا دل بھی بے سکون ہو جاتا

ہے۔" اس نے مسکراتے نرمی

NOVEL HUT

سے کہا۔ نرگس نے اثبات میں سر

ہلایا۔

"اب گھر جاؤ۔ بہت وقت ہو گیا

ہے اور آئندہ خود کو پریشان مت

کرنا۔ خدا سے دعا کیا کرو۔ وہ

بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔"

NOVEL HUT

اس نے مسکراتے اس کی آنکھوں

میں جھانکتے کہا۔ جن کی رونق اب

لوٹ چکی تھی۔ نرگس نے

مسکراتے اثبات میں سر ہلایا اور

واپسی کے لیے مڑی۔

NOVEL HUT

بختیار کتنی دیر وہیں کھڑا اس کی راہ
دیکھتا رہا۔ جب تک کہ وہ اپنے گھر
کی چاردیواری میں اوجھل نہ
ہو گئی۔ وہ اس سے پہلے باہر بھی
صرف اسی لیے آیا تھا تاکہ وہ رات

NOVEL HUT

کے اندھیرے میں اس کی حفاظت

یقینی بنا سکے۔

اس نے زندگی میں پہلی بار نرگس

سے جھوٹ بولا تھا۔ مگر اسے

پچھتاوا نہیں تھا۔ وہ کئی پہر وہاں

کھڑا چاند کو تکتا رہا۔ آج چاند بھی

NOVEL HUT

اسے اداس لگا تھا۔ اس کی

آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ اس نے

جیب میں رومال ٹٹولا، ہاتھ خالی

واپس آیا۔ اس کا رومال نرگس

لے کر جا چکی تھی۔ وہ نم آنکھوں

NOVEL HUT

سے مسکرا دیا۔ پھر سر جھٹکتے اپنے

گھر کی جانب بڑھا۔

***

۸ ستمبر، ۱۹۶۵۔۔۔

ہجرت کے لیے نکلے مسافرین کی

تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ راجوری

NOVEL HUT

سے روز نئے لوگ بارڈر پار امن کی

تلاش میں جانے کے لیے گزرتے

تھے۔ بتول روز اپنی چار دیواری

سے پار پہاڑ کے دامن کے پاس

سے، ان لوگوں کو اس راہ حزن پر

NOVEL HUT

چلتے دیکھتی تھی۔ آنکھوں میں

انجانا سا خوف لیے۔

آج کل اس کا زیادہ وقت بھی

چندا کے ساتھ گزرتا تھا۔ وہ اپنی ہر

پریشانی اسے بتایا کرتی تھی۔ وہ

اس کی رازدان تھی۔ حسن

NOVEL HUT

صاحب اور بشریٰ بی نے ایک بار

دوباہ انور صاحب سے بات کرنے

کا فیصلہ کیا۔ وہ دونوں بختیار کے

ساتھ ان کے گھر جا پہنچے۔

صحن میں لگی چار پائیوں پر گھر کے

سب بڑے برجمان تھے۔ بچے

NOVEL HUT

اپنے کھیلوں میں مصروف تھے۔

نرگس ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنے

کمرے کے دروازے میں لگے

پردے کی اوٹ سے ان سب کو

دیکھ رہی تھی۔ اس کی سماعتیں

بھی باہر ہونے والی گفتگو کو سننے کو

NOVEL HUT

بے تاب تھیں۔ اس کے قیاس

کے مطابق باہر اس کی شادی کی

تاریخ طے ہونے جارہی تھی۔

اسے حیرت بھی تھی کہ ان حالات

میں شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ مگر

NOVEL HUT

اس سب کو سوچتے وہ اپنی خوشی

ماند نہیں پڑنے دے سکتی تھی۔

"کیا فیصلہ کیا ہے تم نے انور؟"

حسن صاحب نے کچھ سوچتے

سوال کیا۔

NOVEL HUT

"میرا فیصلہ وہی ہے جو اس دن

تھا۔ نہ میں اپنی جگہ چھوڑوں گا اور

نہ ہی اپنی بیٹی کو خود سے دور کر سکتا

ہوں۔" انہوں نے دوٹوک فیصلہ

سناتے کہا۔ بختیار نے بے اختیار

آنکھیں میچیں۔ اس کے

NOVEL HUT

اضطراب میں اضافہ ہوا۔

دھڑکنیں پل بھر کو تھمیں۔ اس

نے گہری سانس بھرتے اس

کے کمرے کی جانب دیکھا۔ وہ

اسے پردے کی اوٹ میں چھپے

دیکھ سکتا تھا۔ کیا وہ اسے یوں

NOVEL HUT

چھپ کر دیکھتے آخری بار دیکھ رہا تھا۔ کیا اب کبھی وہ یہ دلکش منظر نہیں دیکھ پائے گا۔ اسے ایک پل کو یوں لگا جیسے سانسیں تھم رہی ہوں۔ اس نے نظریں پھیر لیں۔

NOVEL HUT

"خدا کے لیے انور اب تو ضد چھوڑ

دو۔ کیوں اتنی ضد کرتے ہو۔

اپنے بچوں کو اس سب میں

تکلیف نہ دو۔" وہ منت کرتے

ہوئے بولے۔"تم نرگس کو خود سے

دور نہیں کر سکتے مگر تم اسے جیتے

NOVEL HUT

جی مار سکتے ہو۔ تم جانتے ہو اسے

بچپن سے یہی کہا گیا تھا کہ وہ بختیار

کی منگ ہے اور اب جب ان کی

شادی رچانے کی باری آئی تو تم

کیوں یہ سب کر رہے ہو۔ وہ بچی

ٹوٹ جائے گی انور۔ ہماری نرگس

NOVEL HUT

ٹوٹ جائے گی۔" ان کے لہجے میں

تکلیف واضع تھی۔

لہراتے پردے کے پیچھے کھڑی

نرگس کا وجود پتھر کا ہو چکا تھا۔ وہ

جیسے سانس تک نہیں لے پا رہی

تھی۔ بختیار نے اس سے سچ

NOVEL HUT

چھپایا تھا اور وہ سچ اتنا خوفناک

تھا کہ نرگس کو اپنے قدموں سے

جان نکلتی محسوس ہوئی۔ اس نے

دروازے کے پٹ کو مضبوطی سے

تھام لیا مگر بے جان ہوتی ٹانگوں

کے ساتھ کھڑے رہنا ناممکن سا ہو

NOVEL HUT

گیا۔ وہ لکڑی کے دروازے کے

ساتھ ٹیک لگاتی زمین پر بیٹھ گئی۔

حسین آنکھوں سے تکلیف کے

باعث آنسو بہہ نکلے۔ اس نے

ہچکی روکنے کے لیے اپنا منہ

ہاتھوں سے ڈھک لیا۔ ایک بے

NOVEL HUT

یقینی سی اس کے چہرے پر دِکھ

رہی تھی۔ اسے اپنے کانوں پر

یقین نہیں آرہا تھا۔

"نرگس کی اتنی ہی پرواہ ہے تو آپ

اپنا بیٹا یہاں چھوڑ جائیں ہمارے

پاس۔ یہیں رہ لیں گے دونوں۔"

NOVEL HUT

انور صاحب کا لہجہ تلخ ہوا۔ دونوں

خواتین دم سادھے باتیں سن رہی

تھیں۔ حسن صاحب کے پاس

جیسے کہنے کو کچھ رہا نہیں۔

NOVEL HUT

"اپنی اولاد کو چھوڑنا آسان نہیں

ہوتا حسن اور سب سے بڑی بات

پہلی اولاد کو۔ بختیار مجھ سے میری

جان مانگ لے میں اسے دے دوں

گا مگر نرگس کو خود سے اتنی دور نہیں

بھیج سکتا۔" انور صاحب کی آواز

میں واضع نمی تھی۔ حسن صاحب

نے کچھ بولنا چاہا مگر بشریٰ بی نے

NOVEL HUT

ان کا بازو تھامتے کچھ بھی کہنے سے

روکا۔

کچھ لمحات سکوت میں بیتے تو حسن

صاحب اٹھ کر باہر کی جانب

بڑھے۔ بشریٰ بی بھی ان کے ساتھ

چل دیں۔ بختیار بھی پیروی میں

NOVEL HUT

اٹھا اور ایک نگاہ اس کمرے کے

دروازے پر ڈالی۔ پھر سے سانس

لینے میں دشواری ہوئی۔ آنکھوں

میں سیلاب امڈ آیا۔ اس کی نظریں

دھندھلا گئیں۔ اس کے قدم

NOVEL HUT

بھاری ہو رہے تھے۔ وہ ضبط

کرتے باہر کی جانب بڑھا۔

اس کے دروازے سے نکلتے ہی

نرگس ہمت کرتے اٹھی اور مرے

قدموں کے ساتھ صحن تک آئی۔

چادر کے ہالے سے اس کی رونے

NOVEL HUT

کی شدت سے سوجی آنکھیں واضع
ہو رہی تھیں۔ وہ چلتے اپنے ابا کے
سامنے آئی۔ انور صاحب نے سر
اٹھا کر اسے دیکھا۔ گیلے چہرے پر
بالوں کی چند لٹیں چپکی ہوئی تھیں۔
وہ آہستہ سے ان کے قریب، زمین

NOVEL HUT

پر بیٹھی اور اپنے کپکپاتے ہاتھ ان

کے گھٹنے پر رکھے۔

"ابا۔۔۔ خدا کے لیے یہ مت

کریں۔" آنسو ہر باڑ کو توڑتے گالوں

پر بہنے لگے۔

NOVEL HUT

انور صاحب نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔ نسیم بی اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کرنے کی کوشش کرنے لگیں مگر وہ جیسے آج پتھر کی بن گئی تھی۔

NOVEL HUT

"ابا چلیں نا ہم بھی چلتے ہیں۔ کیا

کرنا ہے، ان زمینوں کا جب ساتھ

کوئی قریبی نہیں ہوگا۔ جب کل

ہمارے جنازوں تک کو کندھا دینے

والا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ مسلسل

NOVEL HUT

روتے ہوئے بھرائی آواز میں جیسے

منت کر رہی تھی۔

"تم جانا چاہتی ہو تو جاؤ۔ نہیں رہ

سکتی نہ بختیار کے بغیر تو ٹھیک ہے

پھر میں ابھی مولوی صاحب کو بلاتا

ہوں نکاح کرو اور جاؤ اس کے

NOVEL HUT

ساتھ۔ میں اور میری بیوی کہیں

نہیں جائیں گے۔ اس کے لیے

اتنی تمیز بھول گئی ہو کہ باپ کے

سامنے کیا بات کرنی ہے کیا

نہیں۔" انور صاحب غصے سے کہتے

NOVEL HUT

ہوئے باہر کی جانب بڑھے تو نرگس

ان کے پیچھے لپکی۔

"نہیں ابا۔۔۔ مت کریں ایسے۔

میں آپ کو بھی نہیں چھوڑ سکتی۔

ضد مت کریں۔" وہ انہیں

NOVEL HUT

کندھوں سے پکڑے، تڑپتی کہہ رہی تھی۔

"ایک فیصلہ کرو نرگس۔ یا تو بختیار سے نکاح کر لو یا پھر ہمارے ساتھ یہاں رہو۔ تمہارے پاس کل تک کا وقت ہے۔ فیصلہ کرو اور

NOVEL HUT

جواب دو۔" وہ غصے سے کہتے اس

کے ہاتھ جھٹک کر دروازے سے

باہر نکل گئے۔

باہر نکلتے ہی ان کی نظر دیوار کے

ساتھ ٹیک لگائے کھڑے بختیار پر

پڑی۔ آنکھیں لال اور اجڑا حلیہ۔

NOVEL HUT

وہ تو کبھی ایسا نہیں تھا۔ ہمیشہ سے

بن ٹھن کر رہنے والا وہ حسین اور

بہادر جوان، آج بکھرے حلیے میں

تھا۔

NOVEL HUT

"آپ بے فکر ہو جائیں پھوپھا۔

میں نرگس سے بات کروں گا۔ وہ

آپ کو نہیں چھوڑے گی۔" اس

نے انہیں دیکھتے زبردستی

مسکراتے کہا۔ آج اس کی

مسکراہٹ دیکھتے اس پر ترس آرہا

تھا۔ گالوں پر ابھرتے چاند بھی

اداس تھے۔ وہ مزید انتظار کیے بغیر

NOVEL HUT

بلندی پر اپنے گھر کی جانب بڑھا۔

انور صاحب کتنی ہی دیر کھڑے

اس کی راہ دیکھتے رہے۔

اندر کی جانب واپس آئیں تو نسیم

بی نرگس کو گلے لگائے رو رہی

تھیں۔ وہ بھی اپنے بھائی سے جدا

NOVEL HUT

ہو رہی تھیں مگر اس سب میں ان

کا دکھ نظر انداز ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ

اپنا دکھ چھپائے ہوئے تھیں۔

اس وقت نرگس کو سینے سے لگائے

وہ اپنے دکھ کو بھی ہلکا کر رہی

NOVELHUT

تھیں۔ ہاجرہ اور ان کے باقی بہن

بھائی بھی سہمے بیٹھے ہوئے تھے۔

جنگ ہمیشہ کی طرح تباہی لے کر

آئی تھی اور اس تخریب میں کئی

گھرانوں کی طرح یہ دو گھرانے بھی

شامل ہو چکے تھے۔

NOVEL HUT

* * *

۹ ستمبر، ۱۹۶۵---

آج کا دن سب سے اداس اور

روٹھا ہوا تھا۔ چرند، پرند سے لے

کر موسم حتیٰ کہ آب و ہوا تک

غم میں ڈوبی محسوس ہوتی تھی۔

NOVEL HUT

بارڈر پر ہوتی جھڑپ کی آوازیں

اداسی کو چیرتی محسوس ہوتیں۔

بارڈر سے کچھ فاصلے پر موجود اس

پہاڑی چوٹی کے پتھریلے راستوں

کو عبور کرتے، بلندی پر موجود

گھروں میں ایک میں داخل ہو تو

NOVEL HUT

نرگس جبین اپنے میں کمرے

چارپائی پر بیٹھی گھٹنے سینے سے

لگائے، ان پر تھوڑی رکھے گہری

سوچ میں ڈوبی تھی۔ چہرے پر

فراق کی جھلک واضع تھی۔ آنکھیں

رات بھر جاگنے کے باعث لال

NOVEL HUT

تھیں اور پپوٹے سوجے ہوئے۔

چادر سر سے پھسل کر شانوں پر ٹکی

ہوئی تھی۔ سیاہ حسین بال

بکھرے ہوئے اور چند آوارہ لٹیں

چہرے کے اطراف میں جھول

رہیں تھیں۔

NOVEL HUT

دفعتاً، کوئی کمرے میں داخل ہوا مگر
نرگس کے سکوت میں کوئی فرق
نہیں آیا۔ نسیم بی کتنی ہی دیر
دروازے کے پاس کھڑی اسے
دیکھتی رہیں۔ پھر آہستہ آہستہ قدم

NOVEL HUT

اٹھاتی اس کے قریب آئیں اور

چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

"کب تک یوں میرا دل جلاؤ گی؟"

نسیم بی کی نم آواز ابھری۔ نرگس

نے بس پلکیں جھپکی۔ ایک پل میں

NOVEL HUT

آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔ اس کا

دل جیسے رک کر دھڑکا تھا۔

"میرا بھی جان سے عزیز بھائی مجھ

سے دور ہو رہا ہے۔ کیا یہ میرے

لیے آسان ہے؟ نہیں، بالکل

نہیں۔ میرا جگر تک خون آلودہ ہو

NOVEL HUT

رہا ہے۔ مگر تم جانتی ہو سب سے

زیادہ تکلیف دہ کیا ہے میرے

لیے؟" کہتے انہوں نے اپنی نم

آنکھوں سے نرگس کی جانب

دیکھا۔

NOVEL HUT

ایک ماں کے لیے بیٹی سے قریبی

ساتھی کوئی ہو سکتا ہے کیا؟ جس

سے وہ اپنے دل کا حال کہہ سکے۔

اپنے دکھ جسے بتا سکے۔ اور یہاں تو

ان کا ساتھی شدید تکلیف میں

NOVEL HUT

تھا۔ وہ کس کو اپنے زخم

دکھاتیں؟

نرگس کی پلکوں میں پھر سے جنبش

ہوئی۔ آنکھوں سے جھرنا پھوٹ

پڑا۔ اس نے سر اٹھا کر اپنی ماں

کی جانب دیکھا۔ جھری زدہ چہرہ

NOVEL HUT

پریشانی سے نڈھال تھا اور چہرہ

آنسوؤں سے نم۔

"میرے لیے تمہیں یوں ٹوٹا ہوا

دیکھنا زیادہ تکلیف دہ ہے۔ تم

میری پہلی اولاد ہو اور پہلی اولاد تو

انسان کو خود سے زیادہ عزیز ہوتی

NOVEL HUT

ہے نا۔" اب کہ ان کی آواز حلق

سے بمشکل آزاد ہو رہی تھی۔ آنسو

کسی پھندے کی طرح گلے میں

پھنس رہے تھے۔ نرگس کو اپنی

سانسیں تھمتی محسوس ہوئیں۔

NOVEL HUT

"میں تمہارے لیے کچھ بھی کرنے

سے قاصر ہوں۔ مجھے معاف

کردینا، نرگس مگر یوں مجھے دوہری

تکلیف مت دو۔" انہوں نے

نرگس کے سامنے ہاتھ جوڑتے

کہا۔

NOVEL HUT

"امی مت کریں۔" وہ نسیم بی کے

ہاتھ تھامتے اپنا ماتھا ان پر ٹکاتے

بمشکل بول پائی۔

"میرے بس میں نہیں ہے کچھ

بھی امی۔ جوانی میں پیر رکھا تھا تو

اس شخص کا نام میرے نام کے

NOVEL HUT

ساتھ جوڑا جانے لگا تھا۔ مجھے یہی

بتایا گیا تھا کہ وہ شخص میرا ہے۔

میرے لیے وہ شخص سب کچھ

تھا۔ امی اب کیسے میں اسے

اچانک زندگی سے نکال دوں۔" وہ

مسلسل روتے کہہ رہی تھی اور

NOVEL HUT

نسیم بی کا دل اس کے ہر جملے کے

ساتھ زخمی ہوتا جا رہا تھا۔

"آپ ہی تو کہتی تھی نا

کہ۔۔۔انہیں آپ نے اپنی خوشی

سے میرے لیے چنا ہے۔ میں

نے آپ کی بات پر اف تک نہ

NOVEL HUT

کہا۔ میں نے اپنا سب کچھ انہیں

مانا۔ میرے ذہن کے ہر حصے میں

ہمیشہ وہی شخص رہا اور اب یوں

مجھے اسے بھولنے کا کیسے کہہ سکتے

ہیں آپ؟ میں ایک دن میں خود سے

زیادہ انہیں سوچتی تھی۔ میں مجبور

NOVEL HUT

ہوں امی۔ مت کریں یہ سب۔"

اس کے آنسوؤں سے نسیم بی کے

ہاتھ مکمل بھیگ چکے تھے۔ وہ

ہچکولے کھاتی رو رہی تھی۔

NOVEL HUT

دروازے کے باہر کھڑے باقی بہن

بھائی پریشانی سے اپنی بہن کو روتا

سن رہے تھے۔ نسیم بی نے اسے
اپنے سینے سے لگا لیا۔ کتنے پل وہ
اپنی ماں کے سینے سے لپٹی روتی
رہی۔ جب اس کی آنکھیں خشک
ہو گئیں تو نسیم بی نے اسے خود

NOVEL HUT

سے الگ کرتے اس کا چہرہ ہاتھوں

میں لیتے اپنے سامنے کیا۔

"بختیار تم سے کچھ بات کرنا چاہتا

ہے۔ تم اس سے بات کر لینا۔

اس نے کہا تھا نرگس سے کہہ دیجیے

گا کہ جب اس کے پاس وقت ہوا

NOVEL HUT

مجھے بتائے۔" انہوں نے نرمی سے
کہتے، اس کے بکھرے بال سمیٹتے،
اس کا ماتھا چوما۔ نرگس نے
بے تاثر چہرے کے ساتھ اثبات
میں سر ہلایا۔ نسیم بی اٹھ کر باہر بڑھ

NOVEL HUT

گئیں اور نرگس نے اپنی ٹوٹے

خیالوں کو پھر سے بننا شروع کیا۔

دوسرے گھر میں جھانکیں تو بختیار

حسن پریشانی میں مسلسل اپنے

صحن کے چکر کاٹ رہا تھا۔ بتول

حسن ایک جانب چارپائی پر بیٹھی،

NOVEL HUT

آنکھوں میں آنسو لیے اپنے بھائی کو
دیکھ رہی تھی۔ اس نے پہلے کبھی
بختیار کو اتنا پریشان اور غمگین
نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اسے
کبھی روتے بھی نہیں دیکھا تھا
لیکن گزری شب اسے چھپ کر

NOVEL HUT

روتے دیکھنا بتول کو بے چین کیے

ہوئے تھا۔ وہ سب چھوڑنے کے

دکھ کو بھول چکی تھی اسے بس

اپنے بھائی کی تکلیف نظر آرہی

تھی۔

NOVEL HUT

بیرونی دروازہ کھلا اور ہاجرہ اندر

داخل ہوئی۔ بختیار کے قدم اسے

دیکھتے ہی اس کی جانب بڑھے۔

"آپا نے کہا ہے جہاں پچھلی بار

بات کی تھی وہیں ملیں گے۔" اس

نے بھرائی ہوئی آواز میں بغیر

NOVEL HUT

نظریں ملائے کہا۔ سب دکھی
تھے۔ ہر کوئی غم میں ڈوبا تھا۔ کسی
سے اس کے اپنے جدا ہونے
والے تھے اور کسی سے اس کے
عزیز دوست اور بچپن کے
ساتھی۔ سوائے دو لوگوں کے جن

NOVEL HUT

سے ان کی روح جدا ہو رہی تھی۔
اور روح کے جدا ہونے کے بعد
کوئی احساس کہاں رہتا ہے۔
ہاجرہ واپسی کے لیے مڑنے لگی
تھی جب اس کی نظریں بتول پر
پڑیں۔ دونوں نے ایک لمحے سے

NOVEL HUT

پہلے نظریں پھیر لیں۔دونوں کے

آنسو گالوں پر راہ بنانے لگے۔

ہاجرہ آنسو رگڑتے، عجلت میں

باہر کی جانب بڑھ گئی۔

بختیار بھی اس کے پیچھے گھر سے

نکل گیا اور عقب میں جاکر زمین پر

NOVEL HUT

بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگا۔ دیوار

کے ساتھ سر ٹکائے وہ مسلسل

اس راہ کو دیکھ رہا تھا جہاں سے

نرگس نے آنا تھا۔

NOVEL HUT

شام کے سائے پھیل رہے تھے۔

سورج پہاڑوں کی قید میں اپنی

خوشی سے جارہا تھا۔ کچھ اور

لمحات بیتے تو اسے اندھیری شام

میں اجالا ہوتا محسوس ہوا۔ اس

راہ پر چادر کے ہالے میں اسے ایک

مرجھایا ہوا پھول دکھا۔ دل کے

زخموں پر مرہم سا لگتا محسوس

NOVEL HUT

ہوا۔ وہ پتھریلے راستے پر قدم قدم

اٹھاتی اس کی جانب بڑھ رہی

تھی۔ وہ بے اختیار اپنی جگہ سے

اٹھ کھڑا ہوا۔ نرگس نے بھی دور

سے اسے دیکھ لیا تھا اور دونوں

ایک دوسرے کی آنکھوں کے سحر

NOVEL HUT

میں جکڑے ہوئے پلکیں تک

چھپکانا بھول چکے تھے۔

نرگس اس کے قریب پہنچتے رکی

اور سوالیہ نظروں سے اس کی

جانب دیکھا۔ اس کی سبز و سنہری

آنکھیں رونے کے باعث، لال

NOVEL HUZ

ہو چکی تھیں۔ بالکل کشمیر کی سبزو

سنہری وادی کی طرح جس میں

کشمیریوں کا خون بہا کرتا ہے۔

"بختیار حسن پر ترس کھاؤ، نرگس

جبین۔ میں یہاں سے رخصت

ہوتے تمہارا مسکراتا چہرہ یاد رکھنا

NOVEL HUT

چاہتا ہوں۔ میں یہاں سے اپنے

ساتھ یادوں میں تمہاری مسکان

لے کر جانا چاہتا ہوں۔" بختیار

کی آنکھوں میں نمی تیری۔ نرگس کا

دل ڈوب کر ابھرا، آنکھوں میں

پانی آ ٹھہرا۔

NOVEL HUT

"میرے پاس بھی آپ کے سوا
کچھ نہیں ہے بختیار اور دیکھیں میں
اپنا سب کچھ کھو رہی ہوں اور کچھ
کر نہیں پا رہی۔" اس نے اپنے
ہاتھ بختیار کے سامنے کرتے کہا۔
اس کے ہاتھ بری طرح کپکپا رہے

NOVEL HUT

تھے۔ آنکھیں پانی سے بھر چکیں

تھیں۔

"میں وعدہ کرتا ہوں تم سے۔ میں

خود کو ہمیشہ تمہاری امانت کی طرح

سنبھال کر رکھوں گا۔ اگر میں

تمہارا نہیں ہو سکا تو کسی کا بھی

NOVEL HUT

نہیں ہو پاؤں گا۔ میں خدا کے پاس

جا کر بھی تمہارا انتظار کروں گا۔"

بختیار نے نرگس کے ہاتھوں کی

کپکپاہٹ روکنے کے لیے انہیں

اپنے ہاتھوں میں نرمی سے

چھپا لیا۔ زندگی میں پہلی بار اس

NOVEL HUT

نے نرگس کے ہاتھ تھامے تھے۔

اس کے لمس میں احترام، عقیدت

اور حفاظت سی تھی۔ نرگس کی

دھڑکن تیز ہوئی، چہرے کا رنگ

بدلہ۔ اس نے نم آنکھیں اٹھاتے

بختیار کی جانب دیکھا۔

NOVEL HUT

"اس دنیا میں ملنا ہمارا مقدر نہیں
مگر اس دنیا میں ہمیں کوئی جدا نہیں
کر پائے گا۔ تم میری نرگس جبین
تھی، ہو اور ہمیشہ رہو گی۔" اس
نے نرمی سے کہا۔ دونوں نم
آنکھوں سے مسکرا دیے۔ دونوں

NOVEL HUT

کی ادھوری مسکان ایک دوسرے
کو مکمل کر رہی تھی۔

"تم بھی وعدہ کرو اب یوں رو کر
مجھے تکلیف نہیں دو گی۔ مسکراتے
ہوئے الوداع کرو گی مجھے۔ یوں
روتے ہوئے کرو گی تو میں جیتے جی

NOVEL HUT

مرجاؤں گا۔" اس کے لہجے میں

بے پناہ التجاء تھی۔ اس نے

نرگس سے بھی پہلی بار کچھ مانگا

تھا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے

نرگس کو دیکھا۔

NOVEL HUT

"وعدہ۔" نرگس نے بھرائی آواز میں کہا۔ نم آنکھیں پل بھر کو پھر سے مسکرائیں۔

"پکا؟" ابرو اٹھاتے پھر سے سوال کیا۔ نرگس سے اب کی بار کچھ بولا نہ گیا۔ وعدہ کٹھن تھا اور نبھانا

NOVEL HUT

مشکل مگر بختیار نے پہلی بار کچھ

مانگا تھا، تو انکار کیسے کر سکتی تھی۔

اس نے زبردستی مسکراتے محض

اثبات میں سر ہلایا۔

"مسکراتی رہا کرو۔ تمہاری

مسکراہٹ کسی کو زندگی بخشتی

NOVEL HUT

ہے۔" بختیار نے آہستگی سے

نرگس کے ہاتھ آزاد کر دیے۔ ہمیشہ

کے لیے۔ دوبارہ کبھی نہ تھامنے

کے لیے۔ دونوں کی نم آنکھیں

کشمیر کی مٹی اور سرسبز حسن کی

طرح ایک دوسرے میں کھوئی رہ

NOVEL HUT

گئی۔ آس پاس کا شور خاموشی میں

بدل گیا۔ دونوں میں سے کوئی بھی

پلٹنے کو تیار نہیں تھا۔ بختیار نے

الٹے قدم واپس لینا شروع کیے مگر

وہ وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

NOVEL HUZ

"میری سبز و سنہری آنکھوں والی نرگس جبین۔" اس نے ویسے ہی اس کی جانب دیکھتے الٹے قدم اٹھاتے کہا۔ نرگس کے چہرے پر زخمی سی مسکراہٹ سجی۔ وہ یہ الفاظ آخری بار سن رہی تھی۔

NOVEL HUT

"الوداع بختیار حسن۔ قیامت تک

آپ کا انتظار کروں گی۔" اس بار

نرگس گویا ہوئی مگر اس کی آواز ہوا

میں تحلیل ہو گئی۔ بختیار مسکراتا

پیچھے بڑھ رہا تھا۔ آج نرگس جبین کی

زندگی کے دو چاند ہمیشہ کے لیے

NOVEL HUT

اسے تاریکیوں میں چھوڑتے ڈوب

رہے تھے۔ اسے اپنے آنسو بے

قابو ہوتے محسوس ہوئے تو فوراً

سے پہلے پلٹی۔ آنسو ہر بندھ توڑ کر

گالوں پر بہہ نکلے۔ وہ آگے کو

بڑھی۔

NOVEL HUT

"چھپ کر بھی مت رویا کرو،

نرگس جبین۔ میرے دل کو

تمہارے ہر پل کی خبر ہوتی ہے۔

ادھر تمہارا ایک آنسو گرتا ہے اور

ادھر میرے دل میں ہلچل شروع

NOVEL HUT

ہو جاتی ہے۔" بختیار کی آواز نے

اس کے قدم جکڑے۔

نرگس نے تھوڑا سا پلٹتے، چادر

ایک آنکھ کے سامنے سے

سرکاتے، اس کی جانب دیکھا۔ وہ

اب رکا ہوا تھا اور اسے ہی دیکھ

NOVEL HUT

رہا تھا۔ نرگس نظریں چراتے

آگے کو بڑھ گئی۔

وہ وہیں کھڑا اس کی راہ دیکھتا رہا۔

اندھیرا بڑھ چکا تھا۔ اس کی نرگس

جبین اس اندھیرے میں کہیں کھو

چکی تھی۔ وہ دیوار سے ٹیک لگاتے

NOVEL HUT

وہیں زمین پر بیٹھ گیا اور سر گھٹنوں

میں دیتے ہی اس کا وجود ہچکولے

کھانے لگا۔ اس کی آنکھیں جن پر

کب سے ضبط کیے رکھا تھا، برسنے

لگیں۔ اس کا ہر آنسو اپنے اندر

بے پناہ درد سموئے ہوئے تھا۔

NOVEL HUT

بختیار حسن زندگی میں پہلی بار کسی

چیز کو کھونے جا رہا تھا اور وہ بھی

سب سے قیمتی چیز کو۔

***

NOVEL HUT

۱۰ ستمبر، ۱۹۶۵۔۔۔۔

یہ صبح اپنے ساتھ بچھڑنے کا پیغام

لائی تھی۔ اپنے پیاروں سے،

ساتھیوں سے اور ان سے جن سے

ہمیشہ ساتھ رہنے کے وعدے کیے

گئے تھے۔ آج وعدے ٹوٹنے کا

دن تھا۔

NOVEL HUT

ہجرت کے قافلے جوک در جوک

بارڈر تک جاتے راستوں پر نکل

رہے تھے۔ باوجود اس کے کہ

بارڈر پر بھی حالات بہت کشیدہ

تھے۔ مگر انہیں آج کی فکر نہیں

تھی، انہیں آنے والی نسلوں کے

NOVEL HUT

سکون کے لیے ہر مشکل کو پار کرنا

تھا۔ ایک پرسکون مسلمان ملک

میں حفاظت کے ساتھ رہنا تھا۔

چاہے اس جدوجہد میں جان ہی

کیوں نہ جائے۔ کشمیری بھی کبھی

جان دینے سے ڈرے کیا؟

NOVEL HUT

پہاڑ کے دامن سے پتھریلے کٹھن

راستوں سے بلندی کی طرف آؤ تو

چوٹی پر بنے دونوں گھر سوگوار

تھے۔ بختیار کی بھوری آنکھوں میں

لال ڈورے ابھرے ہوئے، اس

کے رات بھر رونے کا پتہ دے

NOVEL HUT

رہے تھے۔پپوٹے سوجے اور

وزنی ہوئے تھے۔بتول ایک

طرف نم آنکھیں لیے بیٹھی تھی۔

چھوٹے دو بہن بھائی اپنے بڑوں کو

دیکھ خاموش اور پریشان تھے۔

سب کے دل بہت وزنی تھے۔

NOVEL HUT

بھاری سے، یوں جیسے کسی بوجھ
تلے کچل دیے گئے ہوں۔
ضرورت کا کچھ سامان ایک طرف
تھیلیوں اور گٹھیوں میں باندھا ہوا
تھا۔

NOVEL HUT

بتول حسن اٹھی اور باہر کی جانب

بڑھی۔ اس کے لیے قدم اٹھانا دو

بھر تھا۔ وہ پتھریلے راستوں سے

ہوتی ہوئی، جانوروں کے باڑے

تک آئی۔ چندا ایک جانب بندھی

باقی جانوروں کے ساتھ کھیلنے میں

NOVEL HUT

مصروف تھی۔ کبھی ایک طرف

اچھلتی اور کبھی دوسری طرف۔

آنسو جو اب تک آنکھوں کے

حصار میں تھے چھلک پڑے۔ بتول

چلتی ہوئی اس کے پاس آئی تو چندا

NOVEL HUT

بھی اس کی ٹانگوں کے ساتھ لپٹنے

لگی۔

بتول وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور چندا

کو گلے سے لگائے رونے لگی۔

"میں تمہیں چھوڑنا نہیں چاہتی

چندا۔۔۔" چندا کی کمر پر ہاتھ

NOVEL HUT

پھیرتے وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ

رہی تھی۔ اسے جس بات کا خوف

تھا وہی سب ہو رہا تھا۔

"تم مجھ سے دور ہو جاؤ گی۔ ہاجرہ

بھی اور بھی میری دوستیں۔ میں

اکیلی پڑ جاؤں گی چندا۔ میں تمہاری

NOVEL HUT

طرح کس کو اپنی باتیں سنایا کروں

گی۔" چندا کے دودھیا سفید بالوں

پر ہاتھ پھیرتے وہ زکام زدہ آواز میں

کہہ رہی تھی۔ بارڈر پر ہوتی بمباری

کی آوازیں جیسے ایک غیر ضروری

NOVEL HUT

ساز کے علاوہ کچھ نہیں تھیں، جو

دن رات بجتا رہتا تھا۔

دفعتاً نرگس اپنے جانوروں کے لیے

گھاس لیے، باڑے میں داخل ہوئی

تو بتول کو دیکھ کر ٹھٹھکی۔ پھر قدم

قدم چلتی بتول کے پاس زمین پر

NOVEL HUT

بیٹھ گئی۔ بتول کو کسی کی موجودگی کا
احساس ہوا تو اس نے نم آنکھیں
اٹھاتے دیکھا۔ نرگس اس کے
ساتھ ہی زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔
اس کی آنکھیں بھی ایک دلسوز
داستان سنا رہی تھیں۔ اس نے

NOVEL HUT

ہاتھ بڑھا کر بتول کو اپنے سینے سے

لگایا۔

"بتول ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔

ہم نے جس سے سب سے زیادہ

محبت کی اسی سے جدا ہو رہے

NOVEL HUT

ہیں۔" نرگس نے کانپتی آواز میں

کہا۔

"تم میرے بختیار کو لے کر جا رہی

ہو۔ اپنی چندا مجھے سونپ جاؤ۔"

نرگس نے چندا کی پیٹھ سہلاتے

NOVEL HUT

ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بھی

برس رہی تھیں۔

"میں اسے شاید تمہارے جتنا پیار نہ

دے پاؤں مگر۔۔۔ اس کا خوب

خیال رکھوں گی۔۔۔باقی سب

جانوروں سے زیادہ۔" اس نے

NOVEL HUZ

اب کے بتول کے بالوں میں ہاتھ

پھیرتے اس کا چہرہ اپنے سامنے

کیا۔ پھر اپنی چادر سے اس کے

آنسو صاف کیے۔

NOVEL HUT

"بعض دفعہ قسمت بدلی نہیں

جا سکتی، بتول حسن، پھر چاہے

دعائیں مانگو یا پھر ریاضتیں کرو۔ یہ
ہماری قسمت میں لکھا تھا۔ ہمیں
اس سے گزرنا تھا۔" وہ بتول کے
بال سہلاتی نرم مگر درد بھری آواز
میں کہہ رہی تھی۔ بتول بس
اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی

NOVEL HUT

آنکھیں ہنوز نم تھیں اور چہرے

ستے ہوئے۔

جنگیں واقعی میں تباہی لاتی ہیں۔

زمینی تباہی سے، زیادہ ذہن اور

روح کی تباہی۔ جس کا اثر دائمی اور

جان لیوا ہوتا ہے۔

NOVEL HUT

"بتول حسن، ابو۔۔۔۔" باڑے

کے دروازے پر کسی کے قدموں

کی آہٹ کے ساتھ ایک آواز

ابھری۔ دونوں نے بیک وقت

سامنے دیکھا۔ بختیار اپنی جگہ منجمند

NOVEL HUT

ہو گیا تھا اور الفاظ نے اس کا

ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

زمین پر بیٹھی نرگس بھی جیسے ایک

پل کو پتھر کی ہو گئی۔ بھوری

آنکھیں ان سبز و سنہری آنکھوں

کے سحر میں بندھ گئیں۔ بختیار کی

NOVEL HUT

آنکھیں بھی خود پر بیتے ستم کی

کارستانی سنا رہی تھیں۔

کشمیر کی مٹی پر نمی دوڑی تو اس کا

باقی حسن بھی ڈوبنے کو تیار ہوا۔

بھوری زمین پر خون اترا تو سبزی

مائل رنگ میں بھی سرخی دوڑی۔

NOVEL HUT

بارش کے قطرے زمین پر گرنے

سے پہلے جھرنوں اور لہلہاتے

سبزے کو بھگونے لگے۔ نرگس

جبین کی آنکھیں ضبط کی ہر کوشش کو

ناکام کرتے بہنے لگیں۔ سحر میں

NOVEL HUT

جکڑی، بھوری آنکھیں نمی کو واپس

دھکیلتے، آزاد ہوئیں۔

"بتول حسن ابو بلا رہے ہیں

تمہیں۔۔۔" بمشکل اس نے

رندھی آواز میں بات مکمل کی۔

بتول چندا کی رسی نرگس کے ہاتھ

NOVEL HUT

میں تھماتے اٹھی۔ اور ایک

پرامید نظر نرگس پر ڈالی مگر اب

وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

"میری چندا آج سے آپ کی ہوئی۔

مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔" اس کی

آواز کسی کھائی سے آتی محسوس

NOVEL HUT

ہو رہی تھی۔ اس کے گال بھی

بھیگ رہے تھے۔ وہ لڑکھڑاتے

قدموں کے ساتھ باہر کی جانب

بڑھی اور بختیار کے پاس سے

گزری۔ اس نے مڑ کر اسے جاتے

دیکھا۔ جب تک وہ گھر میں داخل نہ

NOVEL HUT

ہو گئی وہ اسے دیکھتا رہا۔ پھر

واپس متوجہ ہوا۔ نرگس اب تک

زمین پر بیٹھی تھی۔ بختیار قدم قدم

چلتا اس تک آیا اور اس سے کچھ

فاصلے پر بیٹھ گیا۔

NOVEL HUT

"تم جانتی ہو نا نرگس جبین، میں
نے کبھی تم سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر
آج میں تم سے مانگتا ہوں۔" وہ
زمین سے گھاس اکھاڑتے کہہ رہا
تھا۔ نرگس کی نظریں اس کے
ہاتھوں پر ٹکی تھیں۔ کچھ پل

NOVELHUT

خاموشی کا ایک گہرا وقفہ آیا۔ پھر

بختیار نے دوبارہ سے کہنا شروع

کیا۔

"آج ایک سودا کرتے ہیں ہم

دونوں۔۔۔تم میری ساری

خوشیاں رکھ لو اور اپنے سارے

NOVEL HUT

آنسو مجھے دے دو۔" کہتے ہوئے

اس نے سر اٹھا کر نرگس کو دیکھا۔

اس کی نظریں اب تک اس کے

ہاتھوں پر جمیں تھیں۔

NOVEL HUT

"آپ گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں۔"

کچھ پل سرکنے کے بعد وہ اپنی گود

میں پڑے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے

بولی۔

"تمہارے آنسو میرے لیے بہت

قیمتی ہیں اور تمہارے ساتھ کیا ہر

سودا اعزاز۔" اس کی نگاہوں نے

اب نرگس کے ہاتھوں سے

NOVEL HUT

چہرے تک کا سفر کیا۔ وہ آج بھی
اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ چھپانے
کے لیے چادر کو دبوچے ہوئے
تھی۔ اس کی آنکھوں کے کٹورے
بھرے ہوئے تھے۔ گال بھی نم
تھے۔

NOVEL HUT

"تمہاری آنکھیں بہت بے رحم

ہیں، پورے کا پورا انسان لے

ڈوبتی ہیں اور جب برستی ہیں تو

روح قبض کر لیتی ہیں۔" اس نے

تکلیف دہ مسکراہٹ کے ساتھ

کہا۔ نرگس کی نظریں بے اختیار

NOVEL HUT

اس کے گالوں پر ابھرتے مدہم

چاندوں سے الجھیں۔

"تم کچھ بولو گی نہیں۔" وہ اس کے

چہرے پر پھیلی افسردگی دیکھتے بولا۔

"آپ کہتے ہیں میں روؤں نہ۔ میں

نے ساری زندگی آپ کے ساتھ

NOVEL HUT

سوچی ہوئی تھی اور اب مجھ سے

صرف آپ نہیں بلکہ میری ساری

زندگی دور جا رہی ہے۔ اور اپنی

زندگی کوئی آسانی سے چھوڑ سکتا

ہے کیا؟" اس کی آواز میں بے پناہ

تکلیف تھی۔ بختیار کو اپنی روح

NOVEL HUT

زخمی ہوتی معلوم ہوئی۔ بختیار کے

پاس اسے دینے کو کوئی دلاسا نہ رہا۔

"آپ کا ہر حکم میری سر آنکھوں

پر۔ آپ کہیں تو اپنی جان بھی

دے دوں مگر اس حکم عدولی

کے لیے میرے پاس معذرت کے

NOVEL HUT

سوا کچھ نہیں ہے۔" اس کی نم

آنکھیں بختیار پر ٹکیں تھیں۔ آج

پورے کا پورا کشمیر بھیگ رہا تھا

اور اس کا یوں بھیگنا کسی کے دل

کو ڈبو رہا تھا۔

NOVEL HUT

"ہم پاکستان کے لیے نکلنے لگے

ہیں۔ تم الوداع کرنے نہیں آؤ گی

کیا؟" بہت ہمت کرتے بختیار نے

دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"جسم سے روح کے جدا ہونے کا

تماشہ بھی کوئی دیکھتا ہے کیا

NOVEL HUT

بختیار؟" بے حد بھرائی اور کپکپائی

آواز میں اس نے کہا۔ وہ اب

بختیار کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

"تم الوداع کرنے نہیں آؤ گی تو میرا

سفر پر سکون کیسے گزرے گا؟"

بختیار کی نظریں پھر سے اس کے

NOVEL HUT

ہاتھوں پر گئیں جن سے وہ مسلسل چادر کو جکڑے ہوئے تھی۔ ان کی ہلکی ہلکی کپکپاہٹ ابھی بھی واضع تھی۔

NOVEL HUT

"اچھا ہو گا نا آپ کو میں یاد رہوں گی۔" وہ جانوروں کو دیکھتے بول رہی

تھی۔ بختیار کے چہرے پر

مسکراہٹ کا بسیرا ہوا۔ چاند پھر

سے نمودار ہوئے۔

"بے فکر رہو بختیار حسن تمہیں

بھولنے کی بجائے موت کو قبول

کرلے گا۔" اس نے نرگس کی

NOVEL HUT

نظروں کے ارتکاز میں دیکھا۔ وہ

بس نم آنکھیں چھپانے کے لیے

وہاں دیکھ رہی تھی۔

"خدا نہ کرے آپ کو کچھ ہو۔"

اس کی بات سنتے ہی نرگس اس کی

طرف دیکھتے بولی۔

NOVEL HUT

"میں نے بھی اپنی زندگی تمہارے
ساتھ ہی دیکھی تھی۔ جس زندگی
میں تم نہ ہوگی اس کا میں کیا ہی
کروں گا؟" وہ اس کی نم آنکھوں
میں دیکھتے کہہ رہا تھا۔ نرگس کو

NOVEL HUT

محسوس ہوا کہ کسی نے اس کا

دل مٹھی میں لے کر دبا دیا ہو۔

"بھائی۔۔۔ابا بلا رہے ہیں۔"

اب کی بار مہر کی آواز نے دونوں کو

متوجہ کیا۔

NOVEL HUT

"آ رہا ہوں مہر حسن۔" اس نے

باڑے کے دروازے میں کھڑی مہر

کو دیکھتے کہا۔

"اٹھیں۔ میرے ساتھ چلیں۔"

بختیار نے کھڑے ہوتے رخ

نرگس کی جانب موڑا۔ دونوں کی

NOVEL HUT

نظروں میں التجا تھی۔ ایک کی

نظروں میں ہمیشہ کے لیے رک

جانے کی اور دوسرے کی نظروں

میں اسے الوداع کہنے کی۔

ناچاہتے ہوئے بھی نرگس کھڑی

ہوئی اور اس کے ساتھ چل دی۔

NOVEL HUT

باڑے کے دروازے پر پہنچ کر

بختیار پھر سے رکا۔

"ایک اور بات مانو گی آخری بار

میری؟" وہ سوال کر رہا تھا۔ آج

پہلی بار اس کے سوال مشکل تھے

یا پھر نرگس کو لگ رہے تھے۔ وہ

NOVEL HUT

خاموشی سے اس کی جانب دیکھتی

رہی۔

"مسکراتے ہوئے الوداع کرو گی تو

میں بھی ساری زندگی اس

مسکراہٹ کو سوچتے سر کردوں

گا۔یوں روتے ہوئے بھیجو گی تو

NOVEL HUT

میں تو ان آنکھوں میں ہی ڈوبا رہ

جاؤں گا۔ پھر کسی کام کا نہیں

رہے گا تمہارا بختیار۔" دکھ، درد،

التجاء غرض کہ ہر جذبہ ان دونوں

کی آنکھوں میں سمٹا ہوا تھا۔

NOVEL HUT

نرگس کے چہرے پر مسکراہٹ

ابھری۔ ایک درد بھری مسکان۔

بختیار کو یہ اندازہ کرنا مشکل ہو گیا کہ

اس کی نم آنکھیں زیادہ تکلیف دہ

تھیں یا اس کی کرب سوز

مسکراہٹ۔ وہ نظریں چراتے مڑا

NOVEL HUT

اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ نرگس کی

مسکراہٹ پھر سے کہیں کھو گئی

اور وہ اس کے قدموں کے نشانوں

پر قدم رکھتے چل پڑی۔

NOVEL HUT

اس وقت اس کے دل میں صرف

ایک خیال تھا کہ "کاش' وہ ہمیشہ

یونہی بختیار کے قدموں کی پیروی کر سکتی۔"

سب خواہشات تکمیل تک کہاں پہنچتی ہیں۔ کچھ تو ادھوری ہی رہتی ہیں۔ ان کا نامکمل رہنا ہی زندگی کو زندگی بناتا ہے۔

NOVEL HUT

* * *

حسن صاحب اور ان کے گھر کے

تمام افراد سب سے ملنے کے بعد

کندھوں اور سروں پر چھوٹے

بڑے تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔

مگر اس وقت جدائی کا بوجھ کسی

NOVEL HUT

بھی وزن سے زیادہ بھاری تھا۔ جو

سب کی روحیں کچل رہا تھا۔

انور صاحب کے تمام گھر والے

بھی وہاں انہیں الوداع کرنے

کے لیے موجود تھے سوائے اس

ایک کے۔ وہی ایک جس کو بختیار

NOVEL HUT

حسن کی نظریں تلاش رہی تھیں۔

وہ نم آنکھوں سے بار بار اپنے گھر

کی اس دیوار کی جانب دیکھ رہا تھا

جہاں ہمیشہ اس کو الوداع کرنے

ایک چاند خاموشی سے اترتا تھا۔

NOVEL HUT

"مجھے معاف کر دینا بختیار۔ میں
تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکی۔"
نسیم بی نے آخری بار اسے سینے
سے لگاتے آنسوؤں کے ساتھ
کہا۔

NOVEL HUT

"ہمارا ساتھ یہیں تک تھا شاید۔

اس میں نہ آپ کا قصور ہے، نہ میرا

اور نہ ہی کسی اور کا۔" اس نے

بمشکل آنسوؤں کے راستے میں باڑ

بناتے کہا۔

NOVEL HUT

"وہ میری بیٹی ہے بختیار اور اس سے بڑھ کر میری پہلی اولاد۔ میں تمہیں اپنی جان دے سکتا ہوں مگر نرگس نہیں۔" انور صاحب نے اس سے بغلگیر ہوتے نم آواز میں کہا۔

NOVEL HUT

"مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے۔
میری قسمت میں محبت ہی ایسے
شخص سے لکھی گئی، جس کا ساتھ
ملنا میرے نصیب میں نہیں تھا۔"
اس نے انور صاحب کے کانوں
میں سرگوشی کی۔ اس کے الفاظ

NOVEL HUT

میں بے پناہ تکلیف تھی۔ جس کا

احساس انور صاحب کو بھی بخوبی

ہوا۔

حسن صاحب بھی بہن سے جدائی

کے غم میں نڈھال تھے۔ بچہ بچہ رو

رہا تھا۔ بتول، ہاجرہ سے آخری سی

NOVEL HUT

ملاقات کر رہی تھی اور پھر چندا

سے لپٹ گئی۔

بختیار کی نظریں امید کی آخری رمک

لیے پھر سے آنگن کے پار گئیں مگر

خالی لوٹیں۔

NOVEL HUT

ہاجرہ عجلت میں اپنے گھر کی جانب

بڑھی۔

"باجی۔۔۔نرگس باجی۔۔۔"

کمرے میں داخل ہوتے اس نے

صدا لگائی۔

NOVEL HUT

"باجی کہاں ہیں آپ؟ وہ جا رہے

ہیں۔۔۔ آخری بار مل لیں۔"

بھرائی آواز کے ساتھ وہ ایک

کمرے سے دوسرے اور پھر

تیسرے کمرے میں اسے کھوج رہی

تھی۔ مگر وہ کہیں نہ ملی۔ اس کا دل

NOVEL HUT

کسی خوف کے سائے میں تیزی
سے دھڑکنے لگا۔ وہ باہر کی جانب
بھاگی۔ دروازے سے نکلتے اس کا
پاؤں پتھر سے ٹکرایا۔ تکلیف سے
آنکھیں میچتے، وہ وہیں زمین پر بیٹھ
گئی۔ پھر پانی سے بھری آنکھیں

NOVEL HUT

آسمان کی طرف بلند کیں تو

کنکھیوں سے اسے اپنے چھت پر

کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

اس نے اس طرف رخ کیا۔ وہ

وہی تھی۔ اس کی باجی۔۔۔

نرگس جبین چھت کی منڈیر پر ایک

NOVEL HUT

طرف دیوار سے ٹیک لگائے، سر
گھٹنوں میں دیے، روتی ہوئی۔
وہ شاید انہیں دیکھنے کے لیے ہی
وہاں چڑھی تھی مگر اپنے دل کے
ہاتھوں مجبور تھی۔ وہ کیسے یہ سب
دیکھنے کی ہمت کر سکتی تھی۔ ہاجرہ

NOVEL HUT

کپڑے جھاڑتے زمین سے اٹھی

اور دوسرے گھر کی جانب چل

دی۔

اب کے سب گھر سے باہر نکل

رہے تھے۔ بختیار ہر شے پر جیسے

آخری نظر ڈال رہا تھا مگر اس کی

NOVEL HUT

آنکھیں جس منظر کی طلبگار تھیں وہ
کہیں گم سا تھا۔ سر جھٹک کر وہ باہر
کی جانب مڑنے ہی لگا تھا جب
دیوار کے پرے سے چادر میں لپٹی
نرگس نمودار ہوئی۔ اس کی سبز
آنکھوں کو دیکھتے معلوم ہوتا تھا کہ

NOVEL HUT

سارا کشمیر ڈوب چکا تھا۔ چہرے

پر زبردستی کی مسکان سجائے وہ

جیسے اس کی آخری خواہش کا مان

رکھ رہی تھی۔

بختیار بھی نم آنکھوں کے ساتھ

مسکرا دیا۔ گالوں کے چاند نمودار

NOVEL HUT

ہوئے۔ وہ کچھ لمحوں کے لیے

ساکت سا ہو گیا۔ جیسے اس لمحے کو

ہمیشہ کے لیے قید کر رہا ہو۔ کچھ

پل بیتے، وقت سرکا اور پھر وہ

پلٹ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا مگر

NOVEL HUT

اسے پلٹنا تھا۔ اب بھی نہ پلٹتا تو

شاید پتھر کا ہو جاتا۔

نرگس کی آنکھوں کا سمندر اب

گالوں سے اپنا راستہ بنا رہا تھا۔ وہ

اس سے دور جا رہا تھا، مسلسل،

بغیر رکے اور وہ بس دیکھ رہی

NOVEL HUT

تھی۔ اس امید پر کہ شاید وہ رک

جائے یا پھر پلٹے۔

وہ پہلے بھی اکثر اسے الوداع

کرتے تھی مگر تب وہ واپس آجایا

کرتا تھا۔ آج وہ جا رہا تھا، ہمیشہ

NOVEL HUT

کے لیے۔ کبھی نہ پلٹنے کے

لیے۔

آج نرگس جبین کی زندگی ہمیشہ

کے لیے تاریک ہو گئی تھی کیونکہ

آج اس کے آسمان پر موجود دو

چاند ازل کے لیے ڈوب گئے

NOVEL HUT

تھے۔ بختیار حسن کہا کرتا تھا کہ وہ

اسے اندھیروں میں مت ڈھونڈا

کرے اور اب اسے ہمیشہ کے لیے

اندھیر نگری کے سپرد کر دیا گیا تھا۔

اب کہ اس کی نظروں میں دور

جاتے وہ لوگ محض ذرّات کی

NOVEL HUT

صورت اختیار کر چکے تھے مگر وہ

وہیں پر مجسمہ بنی تھی۔ جیسے جسم

میں جان نہ ہو۔ جیسے سکتہ طاری ہو

چکا ہو یا پھر جیسے روح جدا ہو گئی

ہو۔

NOVEL HUT

امجد سے اپنی بہن کو مزید اس

حالت میں نہ دیکھا گیا تو وہ زینے

عبور کرتا اس تک آیا۔

"باجی۔۔۔خدا کے لیے بس

کرو۔۔۔اب تو وہ نظر تک نہیں

آرہے۔۔۔چلو نیچے چلیں۔" اس

NOVEL HUT

نے نرگس کو کندھوں سے تھامتے

جھنجھوڑا۔ تو جیسے وہ دوبارہ دنیا میں

واپس آئی۔

"امجد۔۔۔ میں کیا کروں گی۔۔۔

وہ کیسے مڑے بنا چلے گئے۔۔۔۔"

اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

NOVEL HUT

بدن ہچکولے کھانے لگا اور ہاتھ

کپکپانے لگے۔ وہ مسلسل زمین پر

بیٹھتی جا رہی تھی۔

"جانے والے کہاں مڑ کر دیکھتے ہیں

باجی۔ اگر وہ مڑ کر دیکھنے لگیں تو

کبھی اپنی منزل تک نہ جا پائیں۔"

NOVEL HUT

اس نے نرگس کا سر اپنے سینے سے

لگاتے، تھپکتے کہا۔

"ایک بار تو مڑ کر دیکھ لیتے

وہ۔۔۔ایک بار۔۔۔" آنسوؤں کا

گولہ حلق کو بند کر رہا تھا سانس لینا

دشوار ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

"وہ ایک بار مڑتے تو آپ کو امید
رہتی کہ وہ دوبارہ مڑیں گے۔" امجد
نے اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھ
رکھا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی
نرگس نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں
سے اس کی جانب دیکھا۔ وہ ٹھیک

NOVEL HUT

ہی تو کہہ رہا تھا۔ وہ تو چھوٹا تھا

اس سے۔ کہاں سے سیکھ کر آیا

تھا ایسی بڑی باتیں۔

آج نرگس کو احساس ہوا تھا کہ اس

کی اماں کیوں کہتی تھیں کہ 'بھائی

چھوٹے بھی ہوں بہنوں کے لیے

NOVEL HUT

ہمیشہ بڑے ہوتے ہیں۔ جب بھی

ہمیں ان کی ضرورت محسوس ہوتی

ہے وہ ہمارا سب سے مضبوط

سہارا بنتے ہیں۔'

"چلو اب نیچے چلو۔ مت کرو

ایسا۔ بختیار بھائی کو بھی آپ کا

NOVEL HUT

رونا پسند نہیں تھا سو مت رو۔

میرے لیے نہیں، اپنے لیے نہیں

مگر بھائی کے لیے۔ ان کے لیے تو

کر لو گی نا۔" وہ مسلسل اس کا سر

سہلاتے کہہ رہا تھا۔

NOVEL HUT

کچھ وقت بیتا تو اس کی ہچکیاں کچھ

حد تک تھمیں تو امجد اس کا ہاتھ

تھامتے کھڑا ہوا اور اسے ساتھ لے

کر زینوں کی جانب بڑھا اور پہلے

نرگس کو اترنے کا موقع دیا۔ پھر

اس کے پیچھے پیچھے خود بھی اترا۔

NOVEL HUT

نرگس اپنے کمرے میں داخل ہوئی

تو ایک طرف سرہانے سے لپٹ کر

روتے ہاجرہ کو دیکھا۔ پھر باہر کی

جانب بڑھ گئی اور باڑے میں جا

پہنچی۔ چندا ایک طرف اچھل کود

رہی تھی۔ ہر چیز سے بے خبر۔ وہ

NOVEL HUT

اس کے پاس جاتے زمین پر بیٹھی

اور اس کے سر پر ہاتھ پھرنے

لگی۔

"چندا۔۔۔کیا تم مجھے بھی ویسے

سنو گی جیسے تم بتول کو سنا کرتی

تھی؟ کیا تم اب میرے راز خود

NOVELHUT

میں چھپایا کرو گی؟" اس نے چندا کو

اپنے سینے کے ساتھ لگاتے جیسے

سوال کیا۔ چندا نے نرمی سے سر

جھٹکا ایسے جیسے اس کی بات کا

جواب دے رہی ہو۔ اثبات میں

سر ہلاتے ہوئے۔ جیسے کہ وہ

NOVEL HUT

راضی ہو ایک نئی دوست بنانے

کے لیے۔ اس کے راز سننے

کے لیے۔

گھر میں واپس آتے کمرے میں

جھانکو تو نسیم بی چادر کے کنارے

سے بار بار اپنے گال رگڑ رتے

NOVEL HUT

ہوئے اب تک لال کر چکی

تھیں۔ انور صاحب کہیں نظر نہیں

آرہے تھے۔ وہ کہاں تھے؟

پہاڑ کے دامن میں جہاں سے

راستے جدا ہوتے تھے۔ وہ وہاں

ایک درخت کی اوٹ میں بیٹھے،

NOVEL HUT

اپنے ایک عزیز دوست اور اس

کے خاندان کی راہ دیکھتے، بھیگتے

گالوں کے ساتھ تن تنہا بیٹھے ہوئے

تھے۔

NOVEL HUT

ایک خاندان یوں پل میں جدا ہوا

تھا۔ وہ لوگ جو ساتھ ہنسا کھیلا

کرتے تھے، وہ اب نہیں رہے

تھے۔ خوشیوں اور غموں کے

ساتھی، اب مختلف راستوں پر

چل دیے تھے۔ ہمیشہ ساتھ رہنے

کا وعدہ کرنے والے، وعدوں کو

پس پشت ڈال کر نئی راہوں پر

NOVEL HUZ

گامزن ہو چکے تھے۔ یہی تو زندگانی

ہوتی ہے۔ کب، کہاں اور کیسے،

کوئی ہم سے جدا ہو جائے کیا

معلوم؟

NOVEL HUT

* * *

دور نئے راستوں پر چلتے ان لوگوں

کی طرف چلتے ہیں۔ جو اپنا سب

کچھ چھوڑ کر نئی راہوں کو کھوجنے،

دلوں میں بچھڑنے کا بوجھ لیے،

ایک نئی امید کی ٹمٹماتی لو کی جانب

بڑھ رہے تھے۔ اپنی آنے والی

NOVEL HUT

نسلوں کی بھلائی کے لیے، اپنے آج

کو چھوڑتے ہوئے۔ نڈھال سے،

زخمی روحوں اور ڈوبتے دلوں کے

ساتھ وہ چلتے جا رہے تھے۔ انہیں

اندھیرا پھیلنے سے پہلے کسی محفوظ

جگہ رکنا تھا رات گزرانے

NOVEL HUT

کے لیے۔ سورج آہستہ، آہستہ

ڈوب رہا تھا اور اندھیرے کے

آنے کی خبر دے رہا تھا۔

بختیار کمر پر تھیلے کا بوجھ لادے،

کندھوں پر زین کو اٹھائے چل رہا

تھا۔ زین جو کہ اب چل کر بلکل

NOVEL HUT

نڈھال ہو چکا تھا۔پیاس سے اس

کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا اور آنکھیں

سفید۔ مہر بھی اپنے بابا کے

کندھوں سے لپٹی ہوئی تھی۔ بتول

حسن بھی ہاتھ میں ڈنڈا لیے، اب

اس کے سہارے چل رہی تھی۔

NOVEL HUT

آس پاس اور بھی لوگ ان انجانی
راہوں پر گامزن تھے۔ کسی کے
بچے رو رہے تھے اور کوئی اب سفر
کی تھکن سے نڈھال تھا۔ پہاڑوں
کی ڈھلوانوں اور پتھریلی راہوں پر
چلتے ہوئے سب تھک چکے تھے مگر

NOVEL HUT

ابھی چلتے رہنا تھا کیونکہ وقت کم تھا

اور راہیں طویل۔ کب بارڈر بند

کردیے جائیں اور کب لوگوں کو

نئے دیس داخلے سے روک لیا

جائے، کیا معلوم۔

NOVEL HUT

"میں تھک گئی ہوں

بھائی۔۔۔کب رکیں گے؟"

ڈھلوان پر چڑھتے بتول حسن نے

پھولی سانس کے ساتھ سوال کیا۔

"بس کچھ دیر اور پھر رکتے ہیں۔ وہ

چشمہ نظر آرہا ہے نا۔ بس وہاں تک

NOVEL HUT

چلنا ہے۔" اس نے دور ایک

مقام کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

بتول کا منہ مزید لٹک گیا۔ کندھے

تکان کے باعث جھک گئے۔

NOVEL HUT

"رکو اپنا تھیلا مجھے دے دو۔" بختیار

نے اس کے کندھے پر لدا بوجھ

اپنے بازوؤں میں سمیٹتے کہا۔

"بھائی آپ کے پاس اپنا بہت

سامان ہے۔" اس کی آواز تک

روکھی سی ہو رہی تھی۔ خشک

NOVEL HUT

گلے کے ساتھ بولنا مشکل ہو رہا

تھا۔

"تمہیں میری طاقت پر شک ہے۔"

اس نے مصنوعی غصہ کرتے

سوال کیا۔ بتول اس کا چہرہ دیکھتے،

نفی میں سر ہلاتے، ہنس دی۔ وہ

NOVEL HUT

بھی یہی چاہتا تھا اس کے چہرے

پر مسکان آجائے۔ بختیار کے لیے

بھی وزن اٹھانا اب مشکل ہو رہا

تھا مگر وہ بتول کو تکلیف میں نہیں

دیکھ سکتا تھا۔ اس کے بس میں

ہوتا تو وہ اپنے بہن بھائیوں کی

NOVEL HUT

سب تکلیفیں اپنے حصے میں لے

لیتا۔

کئی ساعتیں مزید چلتے رہنے کے بعد

بالآخر وہ چشمے کے کنارے پہنچ

گئے۔ کئی اور لوگ بھی وہیں قیام

پزیر ہوئے تھے۔ سب نے اپنا

NOVEL HUT

سامان اتارا اور چشمے کے پانی سے

خود کو سیراب کیا۔ بشریٰ بی نے

ایک لحاف سے روٹیاں اور ان

میں لپٹا اچار نکالا اور سب میں

ایک ایک روٹی بانٹ دی۔ بختیار

نے اپنی روٹی میں سے آدھی کھائی

NOVEL HUT

اور باقی چھوڑ دی۔ وہ آدھی روٹی

بھی بمشکل اس کے حلق سے

اتری تھی۔

"تم نے پوری روٹی کیوں نہیں

کھائی؟" بشریٰ بی نے فکرمندی سے

استفسار کیا۔

NOVEL HUT

"بھوک ہی اتنی تھی۔" اس نے

کندھے اچکاتے کہا۔

"اتنا سفر کرکے بھی تمہیں بھوک

نہیں لگی؟"

NOVEL HUT

"نہیں لگی امی، جب لگی کھا لوں گا۔" اس نے مٹی کو چھڑی سے کھریدتے کہا۔

"تم واپس جانا چاہتے ہو تو چلو چلتے ہیں۔" حسن صاحب نے اس کو پریشان دیکھ کر کہا۔

NOVEL HUT

"نہیں ابا۔ اگر آج پلٹ گئے تو کل
کو جانے ہماری کتنی نسلیں ظلم کی
بھینٹ چڑھیں گی۔ آج ہم تکلیف
دیکھیں گے تو کل کو ہماری آنے
والی اولادیں آزادی اور سکون
سے زندگی گزارنے کے قابل ہوں

NOVEL HUT

گی۔" اس نے ویسے ہی مٹی پر

جھکے جواب دیا۔

بتول حسن خاموشی سے ان کی

گفتگو سنتی کھانا کھانے میں مصروف

تھی۔ جب کہیں سے ایک چھوٹا

بچہ چلتا اس تک آیا اور اس کے

NOVEL HUT

پاس بیٹھ گیا۔ وہ قریباً تین یا چار

سالہ بچہ تھا۔ بتول نے اس کی

جانب دیکھا تو وہ اس کی روٹی کو

دیکھ رہا تھا۔ اس نے روٹی کا ایک

حصہ توڑتے اسے پکڑایا۔ تو اس

نے تھام لیا۔

NOVEL HUT

"ثاقی، تم کیا کر رہے ہو؟" کسی نے

اس بچے کو آواز دی تو اس نے

روٹی کا ٹکڑا اپنی کمر کے پیچھے

چھپانے کی کوشش کی۔

NOVEL HUT

"معذرت میرا بھائی ہے۔ اس

نے آپ کو تنگ تو نہیں کیا؟" ایک

اٹھارہ سالہ نوجوان پاس آتے بچے

کو اٹھاتے بولا۔

"نہیں۔ شاید اسے بھوک لگی ہوئی

ہے۔" بتول نے اس کی طرف

دیکھتے کہا۔

NOVEL HUT

"ثاقی، تمہیں کہا تھا کہ ہم بس کچھ دیر بعد پہنچ جائیں گے۔ پھر کھانا کھا لیں گے۔ تم نے باجی سے کھانا کیوں لیا؟" وہ اسے دور جاتے ڈانٹ رہا تھا۔ بتول اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے پیچھے آئی۔

NOVEL HUT

"رکو۔ یہ لیتے جاؤ۔" بتول نے اسے

آواز دیتے روکا۔

"شکریہ مگر میں یہ نہیں لے سکتا۔

آگے بہت طویل سفر ہے، تمہیں

اس کی ضرورت پڑے گی۔" اس

نے رکے بغیر چلتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

"میں تمہیں نہیں تمہارے بھائی کو

دے رہی ہوں اور یہ بھی جانتی

ہوں کہ ابھی بہت راستہ طے کرنا

ہے۔ اسی لیے کہہ رہی ہوں یہ

لے لو۔" بتول نے باقی روٹی بھی

اس کی طرف بڑھائی تو وہ رکا۔ کچھ

NOVEL HUT

دیر بتول کو دیکھتا رہا اور پھر ہاتھ

بڑھا کر روٹی تھام لی۔

"شکریہ۔" اس نے مسکراتے

ہوئے کہا۔ بتول سر کو ہلکا سا خم

کرتے واپس اپنی جگہ آکر بیٹھ گئی۔

ستاروں بھرے آسمان اور چاند کو

NOVEL HUT

دیکھتے اسے چندا کی یاد نے آگھیرا۔

آنکھوں میں سیلاب تیرنے لگا۔

"بتول حسن سو جاؤ۔ صبح روشنی

ہوتے پھر سے چلنا ہے۔" بختیار

اس کے پاس آکر بیٹھتے بولا۔

NOVEL HUT

"مجھے نیند نہیں آئی بھائی۔ آپ سو جائیں۔" اس نے جلدی سے آنکھیں پونچھتے کہا۔

"مجھے بھی نیند نہیں آرہی۔" آسمان پر روشن چاند کو دیکھتے اس کے چہرے پر ایک زخمی مسکراہٹ

NOVEL HUT

چھا گئی۔ یہ چاند کہاں اس کے

چاند کی برابری کر سکتا تھا۔ وہ چاند

جو ہمیشہ کے لیے اس کی نظروں

سے اوجھل ہو چکا تھا۔ آج کشمیر کا

حسن بھی ماند پڑ گیا تھا کیونکہ اس کا

NOVEL HUT

حسن تو نرگس جبین کی آنکھوں میں

سمٹا ہوا تھا۔

رات لمحہ، لمحہ گزرتی گئی اور ان

دونوں کی نظریں ہر چیز میں اپنی

کھوئی ہوئی قیمتی چیزوں کو تلاش

کرتی رہیں۔ مگر جن چیزوں کو خود

NOVEL HUT

گنوا دیا جائے وہ دوبارہ کہاں ملتی

ہیں؟

* * *

صبح کا اجالا پھوٹنے سے پہلے نیم

اندھیرے میں سب نے دوبارہ

اپنی منزل کی جانب سفر کا آغاز

NOVEL HUT

کیا۔ جیسے جیسے باڈر کے قریبی

علاقوں میں پہنچ رہے تھے، ویسے

خطرہ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ بارڈر

کے آس پاس کے علاقوں میں

دونوں ممالک کی افواج نے زمین

میں جگہ جگہ بارودی مواد نصب کر

NOVEL HUT

رکھا تھا۔ ان پر سے گزرنا موت

کے کھیل کے مترادف تھا۔ جنگ

کے باعث عام بم اور دوسرے

آلات سے بھی مختلف جگہوں کو

نشانہ بنایا جا رہا تھا۔

NOVEL HUT

اب سفر کا وہ حصہ تھا جہاں چلتے

ہوئے آپ سے قدم کے فاصلے پر

دھماکے ہو رہے تھے۔ کچھ وقفوں

کے بعد کہیں سے زوردار آواز آتی

اور گرد کا ایک بگولہ زمین سے بلند

ہو کر آسمان کی طرف تحلیل ہو جایا

NOVEL HUT

کرتا تھا۔ کچھ بچے ان آوازوں
سے ڈر کر سہمے ہوئے تھے اور کچھ
رو رہے تھے۔ ہر کوئی خوف و
حراس کی کیفیت میں تھا کہ کب،
کہاں، کس کے ساتھ کیا ہو
جائے۔ سب لوگ ایک دوسرے

NOVEL HUT

کو تھامے خوف کے سائے تلے

چل رہے تھے۔

"بتول حسن تم میرے قدموں کو

دیکھ کر چلتی رہو۔" بختیار جو کہ

مختلف چیزوں کے نقش دیکھ کر

احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے

NOVEL HUT

آگے بڑھ رہا تھا، اس نے بتول

سے کہا۔ آج بھی زین اس کے

اور مہر اپنے بابا کے کندھوں پر

سوار تھی۔ وہ سب اب دوسرے

گروہوں سے الگ ہو چکے تھے۔

NOVEL HUT

سوائے ایک کے جو ان سے کچھ

فاصلے پر چل رہا تھا۔

کچھ لوگ خوف سے رک گئے اور

کچھ اپنے زخمی ہوئے ساتھیوں

کے ساتھ اور کچھ شہید ہو چکے

راہزنوں کے لیے۔ ہر دھماکے کی

NOVEL HUT

آواز کے ساتھ سب کے دل

سینوں سے ہو کر منہ کو آتے تھے۔

روح تک کانپ جاتی تھی۔ سب کو

ایک پل کے لیے پیچھے چھوڑی

چیزوں کا غم جیسے بھول ہی گیا اور

بس اپنی جان کی پرواہ رہ گئی۔

NOVEL HUT

آج کا سفر طویل تھا کیونکہ صبح سے

پہلے انہیں بارڈر کو پار کرتے

دوسری سرزمین پر قدم رکھنے تھے۔

مسلسل آگے بڑھتے بختیار اب

اکیلے سب کرتے تھک چکا تھا۔

دھوپ کی حدت بڑھ رہی تھی اور

NOVEL HUT

یہ سب کرنا مشکل۔ اس نے رک

کر مڑتے دیکھا۔ پیچھے آتے خاندان

کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھا۔

" بچے تمہارا نام کیا ہے؟" بختیار

نے اس کی جانب اشارہ کرتے

سوال کیا۔

NOVEL HUT

"اورنگزیب۔۔۔ اورنگزیب احمد۔" اس نے کچھ ہچکچاتے نام بتایا۔

"تم یہاں آؤ۔ تم میرے ساتھ آگے چلو گے۔" بختیار نے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔ تو وہ سر

NOVEL HUT

ہلاتا اس تک آیا۔ بتول حسن نے

اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ وہ وہی

تھا جسے رات کو اس نے اپنی روٹی

کا کچھ حصہ دیا تھا۔

NOVEL HUT

اب وہ اور بختیار دونوں آگے چل

رہے تھے اور پیچھے دونوں کے گھر

کے افراد۔ دن کا سارا وقت راستے
کو دیکھتے جلد از جلد بارڈر کے نزدیک
پہنچتے صرف ہو چکا تھا۔ اب کے
شام آچکی تھی۔ پرندے گھونسلوں
کی جانب بڑھ رہے تھے اور سورج
پہاڑوں کی اوٹ میں چھپ چکا

NOVEL HUT

تھا۔ سب لوگ اب تک نڈھال

ہو چکے تھے سو کچھ دیر آرام

کے لیے رکے۔

ابھی رکے کچھ وقت ہی ہوا تھا

جب دور وادی کی طرف سے چوٹی

پر آتے بھارتی فوجی نمودار ہوئے۔

NOVEL HUT

بختیار کے چہرے پر فکر مندی کے

آثار ابھرے۔ وہ سب اسلحے سے

لیس بارڈر کے آس پاس کے

علاقوں کی نگرانی پر معمور تھے۔

NOVEL HUT

شام کے ہلکے سرمئی اندھیرے میں

وہ ہیڈ لائٹس کی مدد سے سبزوں اور

جھاڑیوں سے لے کر درختوں کی

اوٹ کی بھی تلاشی لے رہے

تھے۔

"اورنگزیب احمد۔۔۔اورنگزیب

احمد۔۔۔" اس نے اطراف کا

جائزہ لیتے اسے پکارا۔

NOVEL HUT

"جی بھائی۔"

"تم سب کو لے کر اس راستے سے

بارڈر پار کرو۔ سپاہی اسی طرف آ

رہے ہیں۔ میں انہیں بھٹکاتا

ہوں۔ تب تک تم سب کو لے کر

NOVEL HUT

یہاں سے نکل جاؤ۔" بختیار نے

اسے راستہ سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اور بھائی آپ؟" اورنگزیب نے

فکرمندی سے پوچھا۔

"میری فکر چھوڑو۔ ابھی جو میں کہہ

رہا ہوں وہ کرو۔ یہ ضروری ہے

NOVEL HUT

اور کسی کو خبر نہ ہو۔" بختیار نے

کہتے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔

"مگر بھائی۔"

"اورنگزیب احمد، میرے گھر

والوں کی زندگی میرے لیے اہم

ہے۔ اس لیے جتنا کہہ رہا ہوں

NOVEL HUT

اتنا کرو۔" بختیار کا لہجہ پل بھر کو

تلخ ہوا۔ اورنگزیب سر ہلاتے کچھ

فاصلے پر بیٹھے گھر والوں کی جانب

بڑھا۔

NOVEL HUT

"میری بہن کا خاص خیال رکھنا۔

میری امانت سمجھ کر۔ وہ مجھ سے

بہت پیار کرتی ہے۔" اس نے

اورنگزیب کو جاتے دیکھ پیچھے سے

صدا لگائی۔ کچھ پل کے لیے

اورنگزیب کے قدم تھم گئے مگر

پھر سے وہ آگے بڑھا۔

NOVEL HUT

"اٹھیں اب ہمیں آگے چلنا ہے۔

وقت کم ہے ہمارے پاس۔" اس

نے سب کو دیکھتے کہا۔

"بھائی کہاں ہیں؟" یہ آواز بتول

حسن کی تھی۔ جو آگے پیچھے دیکھتے

بختیار کو تلاش کر رہی تھی۔

NOVEL HUT

"وہ آتے ہیں۔ انہی نے کہا ہے کہ

ہمیں اب نکلنا چاہیے۔"

اورنگزیب نے اسے اعتماد میں لینا

چاہا۔

NOVEL HUT

"ایسے کیسے میں بھائی کے بغیر آگے نہیں جاؤں گی۔" وہ اپنی جگہ بیٹھے دو ٹوک انداز میں بولی۔

"بتول حسن، تمہارے بھائی کا حکم ہے۔ اس لیے چلو۔ وقت کم ہے۔" اس کا لہجہ کچھ تیز ہوا۔

NOVEL HUT

"تم مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے۔"

بتول بھی ہٹ دھرمی سے اپنی جگہ

سے ہلی تک نہیں اور آنکھوں میں

غصہ لیے بولی۔

"دیکھو بتول، بھارت کے سپاہی

بہت قریب پہنچ گئے ہیں۔ کچھ

NOVEL HUT

وقت میں وہ یہاں ہوں گے اور

بختیار بھائی نے مجھے یہ کرنے کو کہا

ہے۔" اس نے اب کے کچھ نرم

لہجے میں کہا۔

NOVEL HUT

"بتول اٹھ جاؤ۔ بختیار آجائے گا

کیوں سب کی جان خطرے میں

ڈال رہی ہو۔" اب کے حسن

صاحب نے اسے مخاطب کیا۔

"تو بختیار بھائی کی جان کیا معنیٰ

نہیں رکھتی۔" اس کی آنکھوں میں

سختی کی جگہ اب آنسوؤں نے لے

NOVEL HUT

لی اور آواز کی تلخی میں نمی گھل گئی۔

"بتول۔۔۔" ابھی حسن صاحب اتنا ہی بولے تھے کہ دور سے شور کی آواز آئی۔

NOVEL HUT

"اس طرف۔۔۔ وہ اسی طرف

گیا ہے۔۔۔ کوئی ہے وہاں۔۔۔

سپاہیو۔۔۔" یہ بھارتی سپاہیوں

کی آوازیں تھی جو کسی شخص کا

تعاقب کرنے کی نشاندہی کر رہی

NOVEL HUT

تھیں۔ بتول حسن کا بدن یک دم

بے جان ہوا۔

"اٹھو جلدی کرو۔ وہ لوگ ہمیں

ڈھونڈنے اس طرف بھی آئیں

گے۔" اورنگزیب نے اپنا سامان

اٹھاتے، زمین پر بتول کا پڑا سامان

NOVEL HUT

بھی اٹھا لیا۔ اور اسے اٹھنے کا

کہا۔

بتول نے کھڑے ہوتے ایک نظر

پیچھے کی جانب دوڑائی۔ اس امید پر

کہ کہیں اسے شاید اپنے بھائی کا

سایہ ہی دکھ جائے مگر اس کی

NOVEL HUT

نظریں خالی لوٹیں۔ وہ بختیار حسن

جو سب کے دلوں کی باتیں جان

لیتا تھا آج یہ نہ جان سکا کہ اس کی

بہن کی آنکھیں اسے کھوج رہی

ہیں۔

NOVEL HUT

"بھائی۔۔۔" ایک مدھم آواز اس

کے ہونٹوں سے آزاد ہوئی اور آنسو

گالوں پر لڑکھے اور پھر حسن

صاحب اسے بازو سے تھام کر

آگے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ آگے

بڑھتے وقفے، وقفے سے نم آنکھوں

NOVEL HUT

کے ساتھ پلٹ کر دیکھ رہی تھی

مگر وہ کہیں نہیں تھا۔ سب عجلت

میں آگے بڑھ رہے تھے مگر بتول کا

دل کہیں پیچھے ہی رہ چکا تھا۔ وہ

اب پہاڑ کی چوٹی کے بلند حصے پر

تھے۔

NOVEL HUT

بتول نے بارڈر کے پار قدم رکھنے

سے پہلے آخری بار مڑ کر دیکھا۔ دور

چاند کی روشنی میں پتھریلے

راستوں پر ایک سایہ سا دوڑتا نظر

آرہا تھا۔ وہ اسے پہچان گئی تھی۔

اس بے رنگ سائے کو بھی۔ ہاں

NOVEL HUT

وہ اس کا بھائی ہی تھا۔ وہ بختیار

تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر اس کا

پیچھا کرتے بھارتی فوجی۔ اس کا

دل کسی نے مٹھی میں جکڑا اور

دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں گولی کی آواز

گونجی اور اندھیرے میں دوڑتا وہ

NOVEL HUT

ہیولا اچانک سے رکا اور پھر وہیں

کہیں غائب ہو گیا۔

"بھائی۔۔۔۔" بتول کی چیخ کے

ساتھ سب نے مڑ کر اس جانب

دیکھا۔ وہ پھٹی آنکھوں سے

NOVEL HUT

اندھیرے میں گھور رہی تھی۔

گالوں پر سیلاب سا بہہ رہا تھا۔

"بتول چلو۔" اورنگزیب، جو سب

سے پیچھے چل رہا تھا، اسے رکتے

دیکھ کر بولا۔

NOVEL HUT

"بھائی۔۔۔ بھائی کو بلاؤ۔۔۔

انہوں نے میرے بھائی کو مارا

ہے۔۔۔ میں نے خود دیکھا

ہے۔۔۔ وہ بھائی ہی تھے۔۔۔"

وہ کرب سے چیختی بول رہی تھی۔

حسن صاحب اور بشریٰ بی کا دل

NOVEL HUT

بھی جیسے ایک لمحے کو دھڑکنا بھول

گیا۔

"تم۔۔۔تمہاری وجہ سے ہوا ہے

یہ سب۔۔۔میں نے کہا

تھا۔۔۔بھائی کے بغیر نہیں جانا

مگر۔۔۔تم نے۔۔۔" وہ مسلسل

NOVEL HUT

اورنگزیب وہ خون خوار نظروں سے دیکھتے چلا رہی تھی۔

"بختیار بھائی نے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری مجھے دی تھی اور مجھے یہ کرنا تھا۔" اب کے اورنگزیب کی آواز بھی نم تھی۔

NOVEL HUT

"اب چلو ہمیں چلنا ہے اور

دوسری طرف جا کر بھائی کا انتظار

کرنا ہے مجھے امید ہے وہ ضرور

واپس آئیں گے۔" اس نے

آنکھوں کی نمی دھکیلتے روتی بتول کو

NOVEL HUT

سمجھاتے کہا۔ بتول نے زخمی

نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بتول چلو۔ ہمیں چلنا ہوگا۔ اگر وہ

تمہارا بھائی بھی تھا تو اس نے

ہمیں بحفاظت پہنچانے کے لیے

اپنی جان داؤ پر لگائی ہے۔ اب

NOVEL HUT

اس کا خون رائیگاں مت جانے

دو۔" حسن صاحب کی آواز

کپکپا رہی تھی۔ گلے میں پھنسا

آنسوؤں کا گولہ بات کرنا دشوار بنا

رہا تھا۔ بشریٰ بی میں کچھ بولنے کی

NOVEL HUT

ہمت نہ رہی۔ آنسو سب کی
آنکھیں بھگونے لگے۔

بتول حسن اپنی بے جان ہوتی
ٹانگوں کے ساتھ پھر سے چل
دی۔ وہ یہ بھول چکی تھی اس کا
سامان اب تک اورنگزیب اپنے

NOVEL HUT

کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔

زین، بختیار کے جانے کے بعد

سے اپنے قدموں پر چل رہا تھا اور

اب اس کے پاؤں درد سے چور ہو

رہے تھے۔

NOVEL HUT

لائن آف کنٹرول کو پار کرتے کتنی

بار بتول کا دل کیا کہ کوئی وقت کو

گھمائے اور وہ بختیار کو واپس اپنے

ساتھ لے آئے۔ مگر گزرا وقت تو

ریت کی مانند ہوتا ہے جو ہاتھ سے

NOVEL HUT

پھسل جائے تو واپس نہیں آتا

ہے۔

اورنگزیب کو بھیج کر بختیار پہاڑ

کے دامن کی جانب بڑھا۔ بھارتی

سپاہی مسلسل بلندی کی جانب

بڑھ رہے تھے۔ ان سے کچھ دوری

NOVEL HUT

پر وہ ایک درخت کی اوٹ میں

چھپ گیا۔ اس نے زمین پر بیٹھتے

کچھ کنکر تلاش کیے اور واپس کھڑا

ہوا۔ جیسے ہی وہ فوجی اس سے

کچھ فاصلے پر پہنچے بختیار نے چند کنکر

ان کی جانب پھینکے اور درخت کی

NOVEL HUT

اوٹ سے نکلتے، ان کی مخالف

سمت میں بھاگا۔ سپاہی جو پہاڑ کی

بلندی کی جانب بڑھ رہے تھے،

کنکروں کی آواز اور کسی کو بھاگتا

دیکھ کر اس جانب بڑھے جہاں

سے ہلچل کی آواز آئی تھی۔

NOVEL HUT

"سپاہیو ! اس طرف کوئی ہے۔

جلدی سے چلو۔" ایک سپاہی جو

شاید باقیوں کی سربراہی کر رہا تھا،

اونچی آواز میں بولا۔ سب اس

کے حکم کے مطابق چل دیے۔ وہ

NOVEL HUT

سب اب چوکنے ہو کر آگے بڑھنے

لگے۔

بختیار مسلسل بھاگ رہا تھا۔

درخت زیادہ گھنے نہ ہونے کی وجہ

سے سپاہیوں نے جلد ہی اسے

کھوج لیا۔ دور سے اسے بھاگتا

NOVEL HUT

دیکھ ایک سپاہی نے اپنی بندوق

سے اس کا نشانہ لیا اور اپنے

سربراہ کی جانب سوالیہ نظروں سے

دیکھا جیسے کہ اجازت طلب کر رہا

ہو۔ اس نے اثبات میں سرہلاتے

اجازت دی اور دیکھتے ہی دیکھتے

NOVEL HUT

فضا میں گولیوں کی آواز نے

ارتعاش پیدا کیا اور ایک وجود

ساکت ہوا۔

بختیار حسن جو کب سے بھاگ رہا

تھا اسے اپنا سینہ چیر کر کوئی چیز

داخل ہوتی محسوس ہوئی اور درد کی

NOVEL HUT

ایک لہر اس کے پورے بدن کو
منجمد کر گئی۔ اس کے کپڑے سینے
سے نکلتے خون سے لال ہو چکے
تھے۔ اس کے قدم لڑکھڑائے اور
وہ مزید خود کو کھڑا نہ رکھ پایا اور زمین
بوس ہو گیا۔ اس کے منہ سے بھی

NOVEL HUT

لال مائع نکلتے زمین میں جذب ہونے

لگا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک

لمحے کو پورے کشمیر کا تصور ابھرا۔

ہاں وہی اس کی کشمیر جیسی حسین،

سبز و سنہری آنکھوں والی نرگس

جبین۔ اس کی آنکھوں میں نمی کا

NOVEL HUT

بسیرا ہوا اور چہرے پر ایک درد

بھری مسکان۔ اس کی مٹی سی

آنکھوں سے جھرنہ پھوٹ پڑا۔

"ہمارا ساتھ یہیں تک تھا نرگس

جبین۔ بختیار حسن کو تمہارا انتظار

رہے گا۔" اس کے لہو رنگ لب

NOVEL HUT

ہلکے سے پھڑ پھڑائے اور اک

مدھم سی سرگوشی فضا کے سپرد

ہوئی اور بختیار حسن کی بھوری

آنکھیں ہمیشہ کے لیے خاک

ہو گئیں۔ وہ اپنے بخت پر خوش

تھا کہ اسے موت اس سرزمین پر

NOVEL HUT

آئی، جس پر اس کی نرگس جبین

رہتی تھی۔

سپاہی دور سے دوڑتے اس کی

جانب آئے اور ان کے پہنچنے تک

بختیار کی روح اس کے بدن سے

دور کہیں محفوظ کر لی گئی تھی۔

NOVEL HUT

اس کا وجود ابد تک کے لیے کشمیر

کی مٹی کی امان میں رہ گیا۔

***

راجوری۔۔۔

پہاڑ کی چوٹی پر موجود ایک گھر اپنے

افراد کو الوداع کہہ کر ویران تھا اور

NOVEL HUT

دوسرا گھر اپنے تمام تر افراد کی

موجودگی میں خاموشی میں ڈوبا ہوا

تھا۔ ساری رات نرگس نے

تارے گنتے گزاری تھی۔ یہ حال

صرف اس کا نہیں، سب گھر

والوں کا تھا۔ ان کے رخصت

NOVEL HUT

ہونے کے بعد سے کسی نے کھانا

تک نہیں کھایا تھا۔ ہر کوئی ایک

دوسرے سے چھپ کر آنسو بہا رہا

تھا۔

نسیم بی تو جیسے کسی سکتے میں جا چکی

تھیں۔ امجد خود بھی بہت دکھی تھا

NOVEL HUT

مگر سب کو یوں پریشان نہیں دیکھ

پا رہا تھا۔ وہ کبھی ایک کے پاس

جا کر اسے مناتا تو کبھی کسی

دوسرے کے پاس۔

NOVEL HUT

"باجی، اب بس بھی کرو نا۔۔۔

آپ خود کو پریشان مت کرو۔۔۔

ماموں آیا کریں گے ہم سے

ملنے۔۔۔ آپ کو پتہ ہے نا میرے

دوست کے چاچا بھی پاکستان گئے

تھے مگر وہ اب بھی یہاں آتے ہیں

نا ان سے ملنے۔۔۔ ماموں بھی آیا

کریں گے۔۔۔ سب گھر والوں

NOVEL HUT

کے ساتھ۔۔۔" اس نے نرگس

کے پاس بیٹھتے، اسے منانے کی

ایک اور کوشش کرتے کہا۔ مگر کوئی

جواب نہ آیا۔

NOVEL HUT

"اماں ابا سب پریشان ہیں۔۔۔

آپ ٹھیک ہو جاؤ گی تو سب ٹھیک

ہو جائیں گے۔۔۔ میرے لیے

نہیں تو اماں ابا کے لیے خود کو

ٹھیک کر لو۔ مجھ سے مزید یہ سب

نہیں دیکھا جا رہا۔" کہتے ہوئے آخر

میں اس کی آواز بھرا گئی۔ اب

کے نرگس کے وجود میں حرکت

NOVEL HUT

ہوئی۔ اس نے چہرہ موڑتے امجد کو

دیکھا۔ اس کے چہرے پر

فکرمندی کے آثار واضع تھے اور

آنکھوں میں نمی تھی۔ نرگس کو

اس پر ترس آیا۔ وہ اس سے چھوٹا

ہو کر بھی کیسے سب کے بارے

NOVEL HUT

میں سوچ رہا تھا۔ نرگس نے ہمت

کرتے اپنے چور وجود کو سمیٹا اور

اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی

سبز و سنہری آنکھیں خشک مگر

رونے کی شدت اور رات بھر

جاگنے کے باعث لال ہو رہی

NOVEL HUZ

تھیں۔ بکھرے بال درست

کرتے چادر سر پر رکھی۔ پھر امجد کی

جانب مڑی جو اب تک سر اور

کندھے جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کا

چہرہ ٹھوڑی سے تھامتے بلند کیا۔

NOVEL HUT

"چلو اٹھو ہم دونوں بڑے بہن

بھائی ہونے کا فرض نبھائیں۔

ہمارے گھر کو ہماری ضرورت

ہے۔ امی اپنے بھائی سے جدا ہوئی

ہیں اور ابا اپنے بچپن کے دوست

سے۔ چلو ہم ان کی ہمت بنیں۔

NOVEL HUT

انہیں سہارا دیں۔" ایک ہاتھ سے

اس کے بال سنوارتے وہ نرمی

بولی۔

امجد نے نم آنکھوں سے مسکراتے

اسے دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ نرگس

NOVEL HUT

نے بھی چہرے پر زبردستی کی

مسکراہٹ سجائی۔

"ہاجرہ کہاں ہے؟" کمرے سے باہر

نکلتے نرگس نے سوال کیا۔

"وہ اور امی ماموں کے گھر ہیں۔"

اس نے نرگس کے پیچھے چلتے

NOVEL HUT

ہوئے بتایا۔ نرگس ایک پل کو رکی،

مڑ کر اسے دیکھا اس نے اثبات

میں سر ہلایا۔ نرگس کو دوبارہ سے

اپنے حلق میں آنسوؤں کا پھندا لگتا

محسوس ہوا۔ آنکھوں کی نمی کو پیچھے

NOVEL HUT

دھکیلتے، خود پر ضبط کیا اور باہر کی
جانب بڑھ گئی۔

دونوں بہن بھائی سب سے پہلے
اپنی امی کی طرف گئے۔ اس گھر
کے دروازے تک آتے کئی یادیں
نرگس کے ذہن کے پردے پر

NOVEL HUT

آبسیں۔ ہمت کرتے وہ دروازہ

کھولتے اندر داخل ہوئی۔ وہ گھر

تب تک پر رونق تھا جب تک وہاں

چاند اترا کرتے تھے اب وہاں دن

کی روشنی میں بھی اندھیرا سا لگتا

تھا۔

NOVEL HUT

سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے

آنسو پلکوں کی باڑ توڑنے کو بے

تاب ہوئے۔ نسیم بی صحن سے

جھاڑو لگا رہی تھیں۔ وہ اپنا گھر

چھوڑ کر اپنے بھائی کے گھر کو ہمیشہ

NOVEL HUT

کی طرح ستھرا اور منظم کر رہی

تھیں۔

"باجی چلو اب۔" امجد نے اسے

ہلکا سا دھکیلتے کہا۔

"نہیں امی جو کر رہی ہیں کرنے

دو۔ یہ انہیں سکون دے گا۔ وہ

NOVEL HUT

ماموں کے گھر کو پہلے کی طرح ہی
رکھنا چاہتی ہیں۔" اس نے آگے
بڑھتے کہا اور اپنی امی کے ساتھ
سب سمیٹنے میں مدد کرنے لگی۔
امجد نے آگے پیچھے دیکھتے ہاجرہ کو
ڈھونڈھا مگر اسے وہ کہیں نظر نہیں

NOVEL HUT

آئی۔ وہ وہاں سے نکلتے باڑے کی

جانب آیا۔ ہاجرہ وہاں چندا کو

کھانے کھلاتے اس سے باتیں کر

رہی تھی۔ وہ کچھ حد تک پرسکون

ہوا۔ ہر کوئی کسی نہ کسی طرح خود کو

مصروف کر رہا تھا۔ کسی کا غم

NOVEL HUT

چھوٹا نہیں تھا، اگر ایک کی محبت

بچھڑی تھی تو دوسرے کی دوستی۔

کسی کا بھائی بچھڑا تھا تو کسی کا

بھائی جیسا ساتھی۔

NOVEL HUT

ذہن جہاں ایک نعمت ہے بعض

دفع ایک ذہمت محسوس ہوتا ہے،

جب انسان سب بھول جانا چاہتا

ہے مگر اسے ہر چیز میں گزرے

وقت کی جھلک نظر آتی ہے۔

اب اسے اپنے ابا کو تلاش کرنا تھا

مگر وہ جانتا تھا وہ انہیں بھی بس

دور سے ہی دیکھ کر واپس پلٹ

NOVEL HUT

جائے گا۔ وہ مضبوط بننے کی

کوشش کر رہا تھا مگر یہ سب آسان

نہیں تھا۔ ایک آنسو اس کی بائیں

آنکھ سے بہہ نکلا جسے اس کے

بے دردی سے رگڑ دیا اور پہاڑ کے

دامن کی طرف چل دیا۔ وہ جانتا

NOVEL HUT

تھا اسے منانا نہیں آتا، وہ صرف

اپنا غم بھلانے کی چھوٹی چھوٹی

کوششیں کر رہا تھا۔

---

کھوئی رٹہ، آزاد کشمیر۔۔۔

NOVEL HUT

وہ سب لوگ بارڈر سے پار ہو چکے
تھے۔ وہ پاکستان کی فضاؤں میں
تھے۔ کیا وہ خوش تھے؟ وہ پرجوش
تھے؟ ہاں، وہ سب کچھ کھو
کر خوش تھے۔ مگر ان کے دل، وہ
خالی ہو چکے تھے۔ آنکھیں پانی سے

NOVEL HUT

نم اور چہرے تھکن اور جدائی کی
سختیوں سے بدلے سے تھے۔ مگر
وہاں مسکراہٹ بھی تھی۔ ملے
جلے جذبات کے ساتھ وہ سب
چل رہے تھے۔ کسی جگہ کی تلاش

NOVEL HUT

میں جہاں وہ رک سکیں، آرام

کے لیے۔

"وہ پہاڑ کی اس طرف جو چشمہ بہہ

رہا ہے۔ ہمیں وہاں آرام کرنا

ہے، سورج کے ڈوبنے تک۔"

اورنگزیب نے کچھ فاصلے پر پہاڑ کو

NOVEL HUT

چیر کر نکلتے چشمے کی جانب اشارہ

کرتے کہا۔ بختیار کے جانے کے

بعد سے وہ اور حسن صاحب،

دونوں قافلوں کی سربراہی کر

رہے تھے۔ سب لوگ ان کے

پیچھے چل رہے تھے۔ بتول کا سامان

NOVEL HUT

اب تک اورنگزیب کے کندھوں

پر تھا۔

پہاڑ کے پتھریلے رستوں پر چلتے

ہوئے نسیم کا پاؤں پھسلا اور اس

کا جوتا ٹوٹ گیا۔ اس کے ایک اور

ساتھی نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا

NOVEL HUT

تھا۔ جو اب تک چلنے میں اس کی

مدد کر رہا تھا۔ اس کا دل بیٹھا جا رہا

تھا۔ وہ ٹوٹے جوتے کے ساتھ

چلتی رہی کیونکہ اسے چلتے رہنا تھا۔

اپنے بھائی کی قربانی کو نظروں کے

سامنے رکھتے۔

NOVEL HUT

کچھ دیر چلتے رہنے کے بعد وہ مقام آگیا جہاں انہیں رکنا تھا۔ سب لوگ سامان رکھتے، پانی پی کر آرام کرنے لگے۔

NOVEL HUT

بتول ایک طرف درخت کی اوٹ

میں بیٹھ گئی۔ اپنا ٹوٹا جوتا ہاتھ میں

تھامے دیکھ رہی تھی۔

"بھائی۔۔۔آپ کے بعد کچھ بھی

اچھا نہیں ہو رہا۔ میں کیا کروں گی

آپ کے بغیر کیسے رہوں گی میں۔"

NOVEL HUT

وہ نم آنکھوں کے ساتھ بھرائی

آواز کے ساتھ خود سے سرگوشیاں

کر رہی تھی۔ بارڈر کی دوسری

جانب دیکھتے اس کی نظریں بختیار

کا انتظار کر رہی تھیں۔

NOVEL HUT

"دیکھیں میرا جوتا بھی ٹوٹ گیا ہے۔ آپ ہوتے تو مجھے جوتا جوڑ دیتے۔" اس نے جوتا سامنے کرتے کہا اور افسردگی سے مسکرا دی۔

NOVEL HUT

"میں تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ تم یہاں ہو۔" اورنگزیب کی آواز پر وہ چونکی۔ درخت کی ایک طرف کھڑا وہ خوبرو نوجوان اسے دیکھ رہا تھا۔ بتول نے خاموشی سے جوتا واپس نیچے رکھ دیا۔

NOVEL HUT

"تمہارا جوتا ٹوٹ گیا ہے۔ تم میرا پہن لو۔" اورنگزیب نے اپنا جوتا اتارتے اس کے سامنے رکھا۔

"نہیں میں اپنا ہی پہن لوں گی۔" بتول اپنا جوتا دیکھتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"مجھے جوتا مرمت کرنا آتا ہے۔ تم

تب تک میرے پہن لو جب تک

میں تمہارا جوتا ٹھیک نہیں کر لیتا۔"

اس نے بتول کے جوتے زمین سے

اٹھا لیے۔ اور اس سے کچھ فاصلے

پر بیٹھ گیا۔

NOVEL HUT

"تم ایسے ہی خود سے باتیں کرتی ہو؟" اس نے سامنے خوبصورت پہاڑوں کو دیکھتے پوچھا۔

"مجھ سے پوچھ رہے ہو؟" بتول نے اس کی جانب دیکھتے سوال کیا۔

NOVEL HUT

"ایک انسان سے ہی سوال کر سکتا ہوں۔ جن بھوت تو دیکھنے سے رہا میں۔" اس نے بتول کی جانب دیکھتے مسکرا کر کہا۔

"گھر میں اپنی چندا سے باتیں کیا کرتی تھی مگر اب وہ ہے نہیں۔"

NOVEL HUT

بتول واپس بہتے جھرنوں کی جانب
دیکھتے بولنے لگی۔

"چندا؟" اس نے حیرت سے
سوال کیا۔

NOVEL HUT

"ہاں، چندا میری بکری۔ وہ چاند
جیسی تھی، بالکل سفید اور

خوبصورت۔" اس نے درد بھری

مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یہاں جب ہمیں رہنے کو جگہ مل

جائے گی تو میں تمہیں چندا لے کر

دوں گا۔" وہ آس پاس پہاڑوں کو

NOVEL HUT

دیکھتے کہہ رہا تھا۔ بتول نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں بختیار بھائی جیسا نہیں ہوں اور نہ ہو سکتا ہوں۔ مگر میں ان کی طرح ہمیشہ تمہاری حفاظت کروں گا اور تمہارا خیال رکھوں گا۔" وہ

NOVEL HUT

اس کی طرف دیکھے بنا کہہ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے سن رہی تھی.

"میری بھی کوئی بہن نہیں ہے۔ تم

میری بہن بنو گی؟" اس نے سوال

کرتے بتول کی جانب دیکھا۔ وہ

NOVEL HUT

کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی

رہی۔

"کیا تم مجھے اپنا بھائی بناؤ گی؟" اب

کہ وہ اس کی جانب دیکھتے سوال کر

رہا تھا۔

NOVEL HUT

"میں جانتی ہوں تمہیں جوتے

مرمت کرنا نہیں آتے۔ تم بالکل

بھی بختیار بھائی جیسے خوبصورت

نہیں ہو۔ پھر بھی میں تمہیں اپنا

بھائی بنا رہی ہوں۔" بتول منہ

NOVEL HUT

بناتے ہوئے بولی۔ تو وہ نم

آنکھوں سے مسکرا دیا۔

"تم تو مجھے پہلے ہی بہت اچھے سے

جانتی تو۔" وہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"تم اپنے جوتے واپس لے لو۔"

بتول نے اپنی ایک جانب پڑے

NOVEL HUT

اس کے جوتوں کی جانب اشارہ

کرتے کہا۔

"نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔

تم پہن لو۔" وہ کہتے ہوئے ننگے

پاؤں آگے بڑھ گیا۔ بتول کی نظریں

دور تک اس کا پیچھا کرتی رہیں۔ پھر

NOVEL HUT

وہ بھی اٹھی اور اس کے جوتے

پہن لیے۔ وہ اسے کافی بڑے تھے

مگر اسے پتھریلے راستوں پر آسانی

سے چلنے میں مدد کرنے کے لیے

بہترین مددگار تھے۔

NOVEL HUT

"اب ہمیں آگے کا سفر طے کرنا
ہے۔" کچھ دیر انتظار کے بعد جب
شام کے سائے گہرے ہوئے تو
اورنگزیب پھر سے بولا۔ یہاں
سے کچھ آگے انہیں پیدل چل کر

NOVEL HUT

جانا تھا اور پھر سڑک تھی۔ جہاں

سے انہیں کوئی مددگار مل سکتا تھا۔

"تم کہہ رہے تھے میرا بختیار آئے

گا۔" بشریٰ بی نے بھرائی ہوئی آواز

میں پوچھا۔

NOVEL HUT

"خالہ بختیار بھائی نے بولا تھا کہ

دوپہر کے ڈھلنے تک میرا انتظار کرنا

اور اگر میں نہ آیا تو سب کو بحفاظت

لے جانا۔" اورنگزیب نے

کندھوں پر سامان لادتے کہا۔

NOVEL HUT

"کچھ دیر اور رک جاؤ۔ وہ آ جائے گا۔" بشریٰ بی نے چادر سے آنکھیں رگڑتے کہا۔ تو وہ پھر سے بیٹھ گیا۔ کچھ وقت ہی تھا نا۔ ایک ماں کے لیے وہ وقت بہت قیمتی تھا۔ سو اس نے ضد نہ کی۔

NOVEL HUT

کتنی ساعتیں یونہی انتظار میں بیت گئیں۔ اندھیرا ہر چیز کو سیاہی میں ڈھک گیا۔ چاند کی مدھم روشنی میں اب بھی بشریٰ بی اور بتول، بختیار کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ حسن صاحب جانتے تھے کہ اب وہ کبھی

NOVEL HUT

واپس نہیں آئے گا مگر نم آنکھوں

سے وہ بھی اسی جانب دیکھ رہے

تھے۔ مہر اور زین کی نظریں بھی

سب کی طرح اسی جانب تھیں۔

NOVEL HUT

"بس کرو بشریٰ بی۔ اس انتظار میں تکلیف کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

حسن صاحب کہتے ہوئے اٹھے۔

"چلو اب ہمیں آگے کا سفر طے کرنا ہے۔" اپنی نم آنکھیں رگڑتے وہ آگے کی جانب بڑھ گئے۔ باقی

NOVEL HUT

سب بھی ان کے پیچھے چل دیے۔

اورنگزیب ان دونوں ماں بیٹی کے

اٹھنے کا انتظار کرنے لگا۔

پہلے بتول آنسوؤں سے بھیگا چہرہ

صاف کرتے اٹھی۔ بشریٰ بی نے

بھی اس کی تقلید کی اور اٹھ پڑیں۔

NOVEL HUT

سب نئی راہ پر گامزن ہو گئے مگر

سب کا دل پیچھے ہی کہیں دفن رہ

گیا۔ بتول ہمیشہ بختیار کے دور

جانے کا حساب رکھا کرتی تھی اور

اب یہ حساب اسے ساری زندگی

رکھنا تھا۔

NOVEL HUT

سحر کے وقت تک چلتے رہنے کے

بعد وہ لوگ پہاڑوں کے بیچ و بیچ،

خم کھاتی سڑک تک پہنچ گئے۔

وسیع پہاڑوں کے درمیان حسین

راہوں پر۔ حسن کے شیدائی تو

زندہ دل ہوتے ہیں مگر وہاں تو

NOVEL HUT

سب کے دل مردہ ہو چکے تھے۔

انہیں کیا پرواہ کہ کوئی نظارہ سحر انگیز

ہے یا پھر دل موہ لینے والا۔

سڑک کے اطراف میں چلتے ہوئے

وہ آگے بڑھنے لگے۔ فجر کے وقت

کے ساتھ کچھ آمدورفت کا آغاز ہوا

NOVEL HUT

تو کچھ فاصلے سے کسی گاڑی کے

آنے کی آواز نے سب کو متوجہ

کیا۔ سب رک کر اس کی راہ دیکھنے

لگے۔

NOVEL HUT

پیلی بتیاں روشن کیے وہ دور سے

آتا ٹرک سب کی نظروں کا مرکز

تھا۔ آس پاس لوگ دیکھتے ٹرک

ڈرائیور نے ٹرک روکا۔

"سلام بھائی جان کدھر کو؟" اس

نے ٹرک سے باہر جھانکتے سوال

کیا۔ وہ ایک پٹھان تھا۔ داڑھی

NOVEL HUT

والے چہرے پر بڑھاپے کے آثار

تھے۔

"والسلام، ہم جموں سے ہجرت

کر کے آئے ہیں اور اب کسی

مسکن کی تلاش میں ہیں۔" حسن

NOVEL HUT

صاحب نے آگے ہوتے جواب

دیا۔

"اوہ، تو آپ ہمارے مہاجر بھائی

ہیں۔" کہتے وہ ٹرک سے نکلا اور

پیچھے کی جانب آتے ٹرک کا پچھلا

دروازہ کھولا۔

NOVEL HUT

"چلو سب سوار ہو جاؤ۔ ہم تمہیں
میرپور، آزاد کشمیر تک لے جائے
گا۔" اس نے مسکراتے کہا۔
سب لوگ خدا کا شکر ادا کرتے
سامان سمیت اس میں سوار
ہوئے۔پیدل چل کر سب ہی

NOVEL HUT

قریباً نڈھال تھے مگر خدا تعالیٰ نے

ان کے لیے مددگار بھیجا تھا۔ اب

ان کا سفر پرسکون گزرنا تھا۔

ہجرت کا ایک دن بھی سب

کے لیے راہ حزن کی مانند طویل تر

NOVEL HUT

تھا۔ مگر اب اس راہ کی منزل نظر

آتی معلوم ہو رہی تھی۔

میرپور آزاد کشمیر پہاڑوں میں گھرا

حسین علاقہ، جس کے ساتھ منگلا

ڈیم منسلک ہے، یہ مہاجرین کی پہلی

پناہ گاہ تھی جس کے بعد انہیں

NOVEL HUT

حکومت نے مختلف علاقوں میں

زمینیں دے کر اپنے ملک کا مکین

بنایا۔

***

NOVEL HUT

سن ۱۹۷۵---

راجوری، ضلع پونچھ، مقبوضہ

کشمیر۔۔۔

پہاڑوں کی اوٹ سے نکلتا سورج

اک نئی صبح کے آنے کی نوید

سنا رہا تھا۔ فضا درختوں،

پھولوں اور مٹی کی مہک سے

NOVEL HUT

لبریز تھی۔ پرندے ہمیشہ کی

طرح اپنے رزق کی تلاش میں

نکل پڑے تھے۔ ایسے میں

محنت کش کشمیری بھی ان

پتھریلے، نا ہموار راستوں پر

NOVEL HUT

اپنے کام کاج کی خاطر نکل

پڑے تھے۔

اس سب میں بلندی کی جانب

نظریں اٹھاؤ تو وہ دو مکان ابھی

بھی وہیں پر موجود تھے۔وقت کی

ستم ظریفی کے باعث وہ اب

NOVEL HUT

پہلے سے کچھ خستہ سے لگتے
تھے۔ بالکل اپنے مکینوں کے
بوسیدہ دلوں کی مانند۔ اوپر کی
جانب بڑھتے ایک مکان میں
داخل ہو تو نسیم بی ناشتہ بنا کر
بچوں کو دے رہی تھیں۔ آس

NOVEL HUT

پاس سب بچے بیٹھے کھانے میں

مصروف تھے۔ مگر ایک وجود

وہاں موجود نہ تھا۔

جاؤ آپا کو بلا کر لاؤ۔ وہ بھی"

ناشتہ کر لے۔" نسیم بی نے امجد

NOVEL HUT

کو دیکھتے کہا۔ جو کہ کھانا کھا کر

فارغ ہو چکا تھا۔

اچھا امی۔" وہ کہتا ہوا اٹھا اور"

باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کا

رخ بلندی پر موجود اس دوسرے

گھر کی جانب تھا۔ وہ لکڑی کا

NOVEL HUT

دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تو

وہ سامنے ہی صفائی کرتی نظر

آئی۔ وہ اس کی جانب بڑھا۔

آپا جاؤ کھانا کھا لو۔ باقی چیزیں"

میں سمیٹ دوں گا۔" وہ اس

کے پاس رکتے بولا۔

NOVEL HUT

کام ہو گیا ہے سب۔ تم"

جانوروں کو چارا ڈال آؤ۔" اس

نے جھاڑو ایک طرف رکھتے

کہا۔ تو وہ اثبات میں سر ہلاتے

باہر کی جانب بڑھ گیا۔

NOVEL HUT

وہ اب ایک طرف درخت کے

ساتھ بندھی بکری کی جانب

بڑھی۔ اور اس کے سامنے

گھاس رکھا۔ تو وہ آرام سے

کھانے میں مصروف ہوگئی۔وہ

وہی تھی جو بتول کی ہمراز

NOVEL HUT

تھی۔اور اس کے جانے کے

بعد سے نرگس کی ہمراز بنی رہی۔

ان دس سالوں میں وہ بہت

بڑی ہو چکی تھی۔ اور اب تو

بہت ہی زیادہ کمزور۔ اب وہ

پہلے کی طرح شرارتیں بھی نہیں

NOVEL HUT

کرتی تھی۔ اس کے ایک طرف
تین اوراس کی جیسی ہی بکریاں
تھیں۔ دیکھنے میں معلوم ہوتا تھا
کہ اسی کا بچپن ہو۔

NOVEL HUT

معذرت چندا آج مجھے ذرا دیر"
ہو گئی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ

پھیرتے بہت پیار سے بولی۔

چندا نے سر اس کی ٹانگوں کے

ساتھ رگڑا جیسے کہ بتانا چاہ رہی

ہو کہ اس کی معذرت قبول کر لی

گئی ہے۔ وہ مسکراتے باہر کی

جانب بڑھی۔

NOVEL HUT

ناشتہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ

اسی گھر میں موجود تھی۔اب

کے وہ ایک کمرے میں لگے

آئینے کے سامنے کھڑی اپنا عکس

دیکھتے اپنے بال چٹیا کی شکل میں

گوندھ رہی تھی۔ پھر اس نے

NOVEL HUT

چادر اٹھاتے اوڑھی اور خود کو
دیکھتے باہر آگئی۔ صحن میں ایک
طرف زمین پر چٹائی بچھائے کچھ
بچے اور بچیاں بیٹھے تھے۔
السلام و علیکم۔" اسے باہر"
آتے دیکھ کر بچے بلند آواز میں

NOVELHUT

گویا ہوئے۔ وہ سلام کا جواب

دیتے سامنے رکھی کرسی پر

براجمان ہوئی۔

آج ہماری حروف تہجی کی"

آخری کلاس ہے۔ اس کے بعد

آپ سب کا چھوٹا سا امتحان

NOVEL HUT

لوں گی۔ اس لیے آج کے دن
آپ سب کو ایک موقع دیتی
ہوں کہ آپ مجھ سے کوئی بھی
سوال کر سکتے ہیں۔" اس نے
مسکراتے کہا۔ سبز و سنہری
آنکھوں میں چمک تھی۔ سب

NOVEL HUT

بچے یہ بات سنتے خوشی سے

جھوم اٹھے۔

جس کو سوال پوچھنا ہوگا وہ اپنا"

ہاتھ بلند کرے گا۔ اور اپنی

باری پر سوال پوچھے گا۔" اس

نے انہیں ہاتھ کے اشارے

NOVEL HUT

سے پرسکون رہنے کا حکم دیتے

کہا۔ اب کہ بچے ہاتھ ہوا میں

بلند کیے اسے دیکھنے لگے۔ اس

نے ایک بچے کی جانب اشارہ

کیا۔

NOVEL HUT

"آپا کیا آپ ہمیں انگریزی بھی
سکھائیں گی؟" پہلے بچے نے
پرجوش انداز میں سوال کیا۔
"ضرور۔ جب تم سب کو اردو کا
بنیادی علم ہو جائے گا اس کے
بعد ہم انگریزی بھی سیکھیں

NOVEL HUT

گے۔" اس نے مسکراتے

جواب دیا۔ یہ بچے اس کے

لیے خوشی کا ذریعہ تھے۔ اب

کے اس نے ایک اور بچی کو

سوال کرنے کی اجازت دی۔

NOVEL HUT

حروف تہجی کے بعد ہم کیا"
سیکھیں گے؟" اس نے تجسس
سے سوال کیا۔
بہت اچھا سوال ہے آپ کا۔"
حروف تہجی کے بعد ہم حروف
کی آدھی اشکال اور ان کے

NOVEL HUT

استعمال سے الفاظ اور پھر جملے

بنانا سیکھیں گے۔" اس نے

تفصیلاجواب دیا۔ اور ہاتھ سے

ایک اور بچی کو اشارہ کیا۔ جو کہ

اچھلتے ہوئے نرگس کو اپنی جانب

متوجہ کر رہی تھی۔

NOVEL HUT

آپا، آپ کو استانی بننے کا شوق"
کب ہوا تھا؟" وہ بچی کہتے ہوئے
اس کے چہرے کو دیکھ رہی
تھی جہاں اس کا سوال سن کر
مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔
اس کی آنکھوں میں ماضی کی ایک

NOVEL HUT

یاد لہرائی تھی۔ پھر اس نے خود

کو پرسکون کرتے دوبارہ

مسکراہٹ سجا لی۔

ماضی کے پنوں سے گرد اڑاتے

کچھ سال پیچھے چلیں تو پہاڑ کی

انہی چوٹیوں پر ایک گھر میں

NOVEL HUT

درخت کی چھاؤں تلے دو

چارپائیاں بچھی تھیں۔ سب

بچے اس کے اردگرد جمع اسے

سن رہے تھے۔وہ بھوری قمیض

شلوار میں ملبوس تھا۔ اور ہمیشہ

کی طرح پرکشش لگ رہا تھا۔

NOVEL HUT

بختیار حسن کل ہی آیا تھا اور

آج ان سب کے ساتھ محفل

سجائے بیٹھا تھا۔

نرگس جو کہ اپنے باورچی خانے

میں کھانا بنانے میں مصروف

NOVEL HUT

تھی، اس کے کان بھی باہر
ہونے والی گفتگو پر جمے تھے۔
بھائی، آپ کی نظر میں کونسا پیشہ"
سب سے اچھا ہے؟" سوال
بتول حسن کی جانب سے آیا
تھا۔

NOVEL HUT

کوئی پیشہ بھی چھوٹا یا بڑا نہیں"

ہوتا۔ محنت سے کیا جانے والا

ہر پیشہ بہترین ہے۔" اس نے

مسکراتے جواب دیا۔

NOVEL HUT

جیسے کہ ہمارے تمام انبیاء"

مختلف پیشوں سے تعلق رکھتے

تھے۔ جیسے ہمارے بابا حضرت

آدم کھیتی باڑی کرتے

تھے۔ حضرت نوح بڑھئی

تھے۔ حضرت ابراہیم معمار

تھے۔ حضرت لقمان دواساز۔

حضرے موسیٰ چرواہے

NOVEL HUT

تھے۔ حضرت عیسیٰ شکاری جبکہ

حضرت لوط تاریخ دان تھے۔

اور ہمارے آخری نبی چرواہے

تھے اور ساتھ ہی تجارت بھی کیا

کرتے تھے۔ اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ کوئی پیشہ کسی

NOVEL HUT

دوسرے پیشے سے چھوٹا نہیں

ہے۔" اس نے مثال کے ساتھ

اپنی بات بیان کی۔

تو بھائی استاد تو ان میں سے"

کوئی نہیں تھا۔" امجد حیرانگی سے

بولا۔

NOVEL HUT

نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ تمام"

انبیاء نے ہمیں خدا تعالیٰ کی

تعلیمات سکھائی ہیں۔ اس طرح

تمام انبیاء استاد بھی تھے۔"

اس نے مسکراتے جواب دیا۔

NOVEL HUT

بھائی تو آپ استاد کیوں بنے؟""

اب کہ سوال ہاجرہ کی جانب

سے آیا۔

جب میں آپ جتنا تھا تب اس"

علاقے میں کوئی بھی مدرسہ نہیں

تھا۔ تب مجھے گھر سے دور جا کر

NOVEL HUT

اپنی تعلیم مکمل کرنی پڑی۔ تب
میں نے فیصلہ کیا تھا کہ میں استاد
بنوں گا اور اپنے علاقے کے باقی
بچوں کو تعلیم دوں گا۔ میں جب
تک تعلیم مکمل کرتا یہاں ایک
مدرسہ بنا دیا گیا تھا۔ پھر میری

NOVEL HUT

نوکری لگ گئی اور مجھے کسی اور

شہر بھیج دیا گیا مگر میری بھرپور

کوشش سے کچھ عرصے بعد میرا

تبادلہ ہمارے علاقے میں ہو

جائے گا۔ اور پھر میں اپنے

NOVEL HUT

علاقے کے بچوں کو تعلیم دوں

گا۔" اس نے نرم لہجے میں بتایا۔

بھائی، کیا لڑکیاں بھی کوئی بھی"

پیشہ چن سکتی ہیں؟" بتول حسن

نے تجسس سے سوال کیا۔

NOVEL HUB

بالکل۔ لڑکیاں بھی اپنی دلچسپی"
کے مطابق تعلیم حاصل کر کہ
کوئی بھی شعبہ اختیار کر سکتی
ہیں۔ اور انہیں کرنا بھی
چاہیے۔ ایک تعلیم یافتہ عورت
ایک نسل کو سنوارتے ہے جو کہ

NOVEL HUT

ایک مرد کے بس کی بات نہیں
ہے۔ بچے کی پہلی درسگاہ اس کی
ماں کی گود ہوتی ہے۔ تعلیم یافتہ
عورت ہی ایک کامیاب قوم کی
بنیاد رکھنے کی طاقت رکھتی ہے۔"

NOVEL HUT

اس نے شفقت سے سمجھاتے

کہا۔

میں بڑی ہو کر ایک معالج بنوں"

گی۔" بتول نے پرجوش انداز میں

بتایا۔

NOVEL HUT

ضرور کیوں نہیں۔" بختیار نے"

اس کے سر پر پیار سے ہاتھ

پھیرتے جواب دیا۔ اب سب

بچے باری باری اپنا پسندیدہ شعبہ

اسے بتا رہے تھے اور وہ سب کو

NOVEL HUT

سنتے ان کی حوصلہ افزائی کر رہا

تھا۔

میں بھی بڑی ہو کر استانی بنوں"

گی اور آپ کی طرح بچوں کو

تعلیم دوں گی۔" اس نے باورچی

خانے کے دروازے کی اوٹ

NOVEL HUT

سے دیکھتے کہا۔ بختیار کی نظر اس

جانب اٹھی تو وہ مسکراتا اٹھا

اور نرگس کی جانب آیا۔ جو

مسلسل اسے دیکھے جارہی تھی۔

اس کے گالوں پر گھڑے

ابھرے تھے۔ نرگس کے چاند

NOVEL HUT

جو کہ دن میں بھی اترا کرتے

تھے۔

لگتا ہے آج سب کو جلی ہوئی"

سبزی کھانی پڑے گی۔" اس کی

آواز سے جیسے نرگس ہوش کی

دینا میں واپس آئی۔ اس کے

NOVEL HUT

نتھنوں میں سبزی کی مہک داخل

ہوئی تو وہ تیزی سے پلٹی اور

چولہے کی جانب بڑھی۔ بختیار

بھی اس کے پیچھے چولہے تک

آیا۔

NOVEL HUT

بچ گئی۔" اس نے دیگچی میں"

چمچ چلاتے کہا۔ تو وہ مسکراتے

پلٹ گیا۔ وہ وہاں آیا ہی اس

وجہ سے تھا کہ اسے کھانے کی

مہک نے متوجہ کیا تھا اور نرگس

NOVEL HUT

کو اپنے خیالوں کی دنیا میں دیکھ

چکا تھا۔

واپس مستقبل میں آؤ تو اس کی

آنکھوں میں ہلکی نمی تیر رہی تھی

۔

NOVEL HUT

یہ میرے کسی بہت عزیز"

شخص کا خواب تھا۔" اس نے

کہتا چاہا مگر وہ کہہ نہیں پائی۔

جب میں سترہ برس کی تھی۔"

NOVEL HUT

تب میں نے سوچا تھا کہ میں پڑھ

لکھ کر استانی بنوں گی اور

دوسرے بچوں کو بھی تعلیم
سکھاؤں گی۔" اس نے خود کو
کہتے سنا۔
اب وہ باقی بچوں کے سوالات
کے جوابات دے رہی تھی۔
یادیں کسی جونک کی مانند ہوتی

NOVEL HUT

ہیں، جو دماغ کے ساتھ چپک

جائیں تو آسانی سے پیچھا نہیں

چھوڑتیں۔

***

NOVEL HUT

سن ۱۹۸۰۔۔۔

پنجاب، پاکستان۔۔۔

یہ ایک گاؤں کا منظر تھا۔ گھنے

کھیتوں سے گھرا یہ پرسکون محلہ جو

کہ حکومت کی جانب سے

مہاجرین کو دیا گیا تھا۔ دور تک

پھیلے مٹی اور پتھروں سے بنے

چھوٹے بڑے گھر وہاں کے

NOVEL HUT

لوگوں کی سادہ زندگی کی داستان
سناتے تھے۔ دن کے اس
وقت سب لوگ اپنی مصروف
زندگیوں میں جتے ہوئے تھے۔
کوئی فصلوں میں کام کر رہا تھا،
کوئی اپنی دکان سجائے بیٹھا تھا

NOVEL HUT

اور کوئی اپنے جانوروں کو چراتا

نظر آتا۔

ایسے میں اس گاؤں کی گلیوں میں

آوارہ نکلتے آگے بڑھو تو گلی کی نکڑ

پر بھورے لکڑی کے دروازے

والا ایک گھر نظر آئے گا۔ اس

NOVEL HUT

دروازے سے اندر داخل ہو تو

سامنے قطار میں تین کمرے نظر

آتے ہیں۔ ایک طرف طرف

چھوٹا سا باورچی خانہ، ایک

جانب غسل خانہ اور اس کے

باہر موجود گھنے درخت کے نیچے

NOVEL HUT

نلکا موجود تھا۔ ایک طرف کچھ

جانور بھی بندھے ہوئے تھے۔

ان میں ایک چاند سی سفید بکری

بھی تھی۔ جسے دیکھتے ہی آپ

کے ذہن کے پنوں میں ایک

NOVEL HUT

ایسی ہی تصویر کسی پرانے منظر

سے لہرائی ہوگی۔

اب صحن عبور کرتے ایک

کمرے میں داخل ہو تو سامنے

پلنگ پر ایک ننھا سا وجود سویا

نظر آتا ہے۔ اس نازک وجود

NOVEL HUT

سے نظریں ہٹاتے پلنگ کی ایک

جانب دیکھو تو کرسی پر براجمان

ایک وجود دکھتا ہے۔ سادہ سی

بھوری قمیض شلوار میں ملبوس

ایک پچیس سالہ لڑکی میز پر جھکی

کاغذ پر سیاہی سے کچھ لکھتے نظر

NOVEL HUT

آئے گی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر

بعد قلم کو پاس پڑی سیاہی میں

ڈبوتی تھی اور پھر کچھ الفاظ کاغذ

پر گھسیٹتی تھی۔ کچھ قریب جا کر

دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہ صرف

لکھ نہیں رہی بلکہ اس کی آنکھیں

NOVEL HUT

برس بھی رہی ہیں۔ اور اس

کے آنسو کاغذ پر گرتے کچھ جگہ

سے سیاہی پھیلنے کا باعث بن

رہے ہیں۔ اس کی آنکھیں

بھوری تھیں۔ مٹی جیسی یا یہ

کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ بختیار

NOVEL HUT

کی آنکھوں جیسی بھوری۔ وہ

اب بھی ویسی ہی تھی بس اب

عمر کے ساتھ ساتھ چہرے کے

نقوش میں کچھ سنجیدگی بڑھ چکی

تھی۔ ہاں وہ وہی تھی۔ بختیار

کی لاڈلی، بتول حسن۔

NOVEL HUT

کمرے کے دروازے پر ہونے

والی دستک نے اس کے کاغذ پر

دوڑتے ہاتھ کو روکا۔ اس نے

جلدی سے اپنی نم آنکھیں صاف

کیں۔ اور گہری سانس لیتے

جواب دیا۔

NOVEL HUT

"کون؟"

میں۔۔۔ اورنگزیب۔ " باہر"

سے پرکشش مردانہ آواز ابھری۔

آجاؤ۔" اس نے چہرے پر"

مسکراہٹ سجاتے کہا۔ اس کے

گالوں پر گھڑے ابھرے۔ وہ

NOVEL HUT

اندر داخل ہوا مگر باوجود اس کی مصنوعی مسکان کے، وہ بتول کی آنکھیں دیکھتے ٹھٹھکا۔

"تم رو رہی تھی؟ سب ٹھیک ہے؟" وہ اس کی جانب بڑھتے فکرمندی سے بولا۔

NOVEL HUT

روئیں میرے دشمن۔ میں کیوں"

رونے لگی۔" اس نے کندھے

اچکاتے کہا۔ اورنگزیب کچھ کہتا

اس سے پہلے اس کی نظر میز پر

پڑے اس کاغذ پر پڑی۔ جس پر

لکھی تحریر کے کچھ الفاظ

NOVEL HUT

آنسوؤں سے پھیلے ہوئے تھے۔

بتول نے بھی اس کی نظروں

کے تعاقب میں دیکھا تو شرمندہ

ہوئی۔ وہ اس کا جھوٹ پکڑ چکا

تھا۔ اس کا اندازہ درست تھا وہ

رو ہی رہی تھی۔ وہ کچھ نہ بولا۔

NOVEL HUT

تمہیں معلوم ہے ابھی ابھی میں"

نے کیا دیکھا ہے؟" وہ اس کی

خفت مٹانے کو پر جوش انداز

میں بولا۔

مجھے کیسے معلوم ہوگا؟ بتاؤ کیا؟""

اس نے ابرو اچکاتے کہا۔ اس

NOVEL HUT

نے ہاتھ میں پکڑا اخبار اس کے

سامنے لہرایا۔ وہ سوالیہ نظروں

سے اسے دیکھنے لگی۔

یہ دیکھو تمہارا نام۔۔۔ تمہارا"

رزلٹ آگیا ہے اور تم نے

سب سے زیادہ نمبر لیے ہیں۔

NOVEL HUT

بتول تم اب صرف بتول نہیں
رہی۔ تم آج سے ڈاکٹر بتول بن
گئی ہو۔" وہ خوشی سے نہال
ہوتے بتا رہا تھا۔ اس کی بات
سنتے ہی بتول کا منہ حیرت سے

NOVEL HUT

کھلا رہ گیا۔ بھوری آنکھوں سے

جھرنا پھوٹ پڑا۔

الحمداللہ۔" اس نے آسمان کی"

جانب نظریں اٹھاتے کہا۔

اماں ابا کو بتایا؟" اب کہ اس"

نے اورنگزیب سے سوال کیا۔

NOVEL HUT

نہیں میں تو تمہارا نام پڑھتے"

تمہارے گھر دوڑتا چلا آیا۔ عزیز

کدھر ہے؟" اس نے جواب

دیتے سوال کیا۔ بتول حسن کی

شادی آج سے چند سال پہلے محلے

کے ہی ایک آدمی سے ہوئی تھی

NOVEL HUT

جو کہ پیشے سے ایک معلم تھا۔

اس نے بتول کا خواب پورا

کرنے میں اس کی ہر طرح سے

مدد کی۔

NOVEL HUT

وہ تو سکول جا چکے ہیں۔" وہ"

کرسی سے اٹھتے بولی۔

ہاں بھول گیا میں۔ وہ بھی اب"
تک جان چکا ہو گا اور گھر آنے
کے لیے پر تول رہا ہوگا۔" اس
نے ہنستے ہوئے کہا تو بتول بھی
ہنس دی۔

NOVEL HUT

امی کو یہ خبر دینے چلتے ہیں۔""

وہ اورنگزیب کے ہاتھ سے اخبار

لیتے آگے بڑھی اور بستر پر چادر

میں لپٹے اپنے بیٹے کو اٹھاتے

اس کی پیشانی چومتے باہر کی

جانب نکلی۔ اورنگزیب بھی اس

NOVEL HUT

کے پیچھے چل دیا۔ وہ ہجرت کے

دوران بتول کا بھائی بنا تھا اور

اس نے ایک بھائی کی طرح ہر

مقام پر اس کا ساتھ بھی دیا

تھا۔

NOVEL HUT

اپنے گھر کی گلی سے نکلتے وہ

دونوں اب ایک اور گلی میں

داخل ہوئے تھے اور تھوڑا سا

مزید چلنے کے بعد ایک گھر کے

باہر موجود تھے۔

NOVEL HUT

امی۔۔۔ ابو۔۔۔ مہر۔۔۔"

زین۔۔۔" وہ اندر داخل ہوتے

باری باری سب کو آواز دینے

لگی۔

یا اللہ خیر۔ کیا ہو گیا۔؟" بشریٰ"

بی جو کہ باورچی خانے میں

NOVEL HUT

مصروف تھیں اس کی آواز سنتے

باہر آئیں۔ مہر اور زین بھی

کمروں سے نکلتے آئے۔ ابا شاید

گھر نہیں تھے ورنہ اب تک وہ

بھی موجود ہوتے۔

NOVEL HUT

اماں میرا نتیجہ آگیا ہے۔۔۔"

آپ کی بیٹی ڈاکٹر بن گئی ہے۔"

اس نے پر جوش انداز میں بتایا۔

بشریٰ بی سنتے اس کے گلے

لگیں۔ ان کی آنکھوں سے خوشی

سے آنسو بہہ نکلے۔ مہر اور زین

NOVEL HUT

بھی اس کے ساتھ لپٹے۔ بشریٰ

بی نے اس سے الگ ہوتے

اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی

نم آنکھیں پونچھیں۔

امی۔۔۔ بختیار بھائی ہوتے"

آج تو وہ کتنا خوش ہوتے۔" وہ

NOVEL HUT

نم آنکھوں اور بھرائی آواز سے

بولی۔

بہت۔۔۔ اسے بہت شوق تھا"

کہ اس کے بہن بھائی بھی پڑھیں

لکھیں۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ

پھیرتے نم لہجے میں بولیں۔

NOVEL HUT

ہمارا بختیار ہے تو یہیں ہے نا"
ہمارے پاس۔" اورنگزیب نے
بتول کے بازوؤں میں موجود بچے
کی جانب اشارہ کرتے کہا تو
سب نم آنکھوں سے مسکرا
دیے۔ بتول نے اس کا نام

NOVEL HUT

بختیار حسن رکھا تھا۔ اب سب کھلتے چہروں کے ساتھ اس ننھے وجود کو دیکھ رہے تھے۔ جو شاید نہیں جانتا تھا کہ اس کا نام سب کے لیے کتنا عظیم ہے۔

* * *

NOVEL HUT

سن ۱۹۹۰ ۔۔۔۔

راجوری، ضلع پونچھ، مقبوضہ

کشمیر۔۔۔

بختیار کا گھر تب سے نرگس جبین

نے اپنی نگرانی میں رکھا تھا۔ وہ

اس گھر کو روز نکھارتی تھی اور

NOVEL HUT

وہیں سویا بھی کرتی تھی۔ آج کئی

سال بعد بھی وہ اپنی عادت اپنائے

ہوئے تھے۔ اس نے بختیار کے

بعد کسی سے بھی شادی نہیں کی اور

نہ ہی کسی نے اسے اس قسم کا

فیصلہ لینے کے لیے مجبور کیا تھا۔

NOVEL HUT

خط کے اگلے الفاظ نرگس جبین کو

فرشتۂ عجل کی مانند جان نکالتے

محسوس ہوا۔ آنسوؤں کی وجہ سے

کہیں کہیں الفاظ پھیل چکے تھے۔

"آپ کو پتہ ہے بھائی پاکستان کی

حدود تک پہنچ ہی نہیں پائے تھے۔

NOVEL HUT

بھلا بختیار حسن، نرگس جبین کے

بغیر رہ سکتا تھا کیا۔ بھائی نے

ہماری حفاظت کے لیے بھارتی

سپاہیوں کو خود کی طرف متوجہ کیا

تاکہ ہم کسی بھی خطرے کے بغیر

عافیت کے ساتھ اپنی منزل تک

NOVEL HUT

پہنچ جائیں۔ میرے بھائی نے اپنی
نرگس جبین کی زمین کو کبھی چھوڑا
ہی نہیں تھا۔
مجھے آپ کی جانب سے جواب کی
امید رہے گی۔ میں انتظار کروں
گی۔

NOVEL HUT

دعاؤں کی طلبگار

بتول حسن۔"

رقعہ ختم کرتے نرگس جبین اسے

سینے سے لگائے رو دی۔ جس

شخص کے انتظار نے اسے اب

تک زندگی بخشی تھی وہ تو کب سے

NOVEL HUT

دنیا سے جا چکا تھا۔ بختیار حسن

نے جنت میں ملنے کا وعدہ کیا تھا

اور وہ جنت میں جا چکا تھا۔

سبز و سنہری آنکھوں میں سیلاب

لیے وہ اٹھی اور ایک طرف پڑی

صندوکچی کھولی۔ یہ وہی صندوکچی

NOVEL HUT

تھی جس میں اس نے بختیار کے

دیے تحفے سنبھال رکھے ہوئے

تھے۔ حسین بھی نم آنکھوں کے

ساتھ اپنی پھوپھو کو دیکھے جا رہا

تھا۔

NOVEL HUT

نرگس جبین نے سب تحائف

نکالتے انہیں باری باری دیکھا اور

کتنی ہی دیر دیکھتی رہی۔ اس نے

صندوکچی سے ایک رومال نکالتے

اپنے آنسو پونچھے۔ یہ رومال بھی

اس کی نشانی تھا۔ نرگس کو بختیار

NOVELHUT

کی جانب سے ملی آخری شے۔

جس کا بختیار سے گہرا تعلق تھا۔

ان چیزوں سے جڑی کئی حسین

یادیں آج بھی ویسے ہی زندہ و

جاوید تھیں۔

NOVEL HUT

حسین کی سوچ بس ایک مدعے پر

رک گئی تھی کہ 'کاش وہ یہ خط کبھی

اپنی بوّا تک نہ پہچاتا'

یہ دنیا راہ حزن ہے اور صبر اس کا

زادِ راہ۔ زندگی کا حسن ہی

ادھورے پن میں ہے۔ ہر خواہش

NOVEL HUT

کی تکمیل ہو جائے تو دنیا میں رونق

باقی ہی نہ رہے۔

* * *

NOVEL HUT

(تمت بالخیر)